صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم

www.KitaboSunnat.com

امام العصر حضرت مولانا محمد ابراہیم میر سیالکوٹیؒ

صلوا کما رایتمونی اصلی

نماز ٹھیک اسی طرح پڑھو

جس طرح مجھے پڑھتے ہوئے دیکھا

طارق اکیڈمی

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسلمان، کافر اور مشرک کے درمیان (حدِ فاصل) ترکِ نماز ہے۔ (حدیثِ مبارک)

جملہ حقوق برائے طارق اکیڈمی محفوظ ہیں

- اہتمام .... محمد سرور طارق
- اشاعت اوّل .... رمضان المبارک 1991ء
- طباعت سوم .... جنوری 2003ء
- طباعت .... R.P.S پرنٹرز، لاہور

ناشر

TARIQ ACADEMY
D/Ground (samosa chok)
Faisalabad, PAKISTAN.
☎ 0092 41 546964 Fax:0092 41 733350

ڈسٹری بیوٹر

دارالسلام
پبلشرز اینڈ ڈسٹری بیوٹرز
غزنی سٹریٹ اردو بازار لاہور
فون 7120054 فیکس 7320703

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فہرست

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

حرفِ اوّل

نماز دین کا اہم ترین ستون ہے۔ اسلام کے بنیادی ارکانِ خمسہ میں سے کلمۂ طیبہ کے بعد نماز کو سب سے زیادہ اہمیت حاصل ہے، بلکہ اگر کہا یہ جائے کہ اسلام کی سربفلک عمارت قائم ہی نماز کی اساس پر ہے، تو شاید اس میں کچھ مبالغہ نہ ہو۔

الغرض نماز دین کی اساس بھی ہے، عماد بھی۔ شوکت بھی ہے، رُوح بھی۔ یہی وجہ ہے کہ کوئی فریضہ زندگی میں ایک بار ادا کرنا پڑتا ہے اور کسی سے سال بھر میں ایک بار عہدہ برآ ہونا پڑتا ہے، لیکن نماز ایک ایسا اہم اور عظیم فرض ہے کہ اس کی ادائیگی دن رات میں پانچ بار فرض ہے اور پھر حضر ہو یا سفر، صحت ہو یا مرض، امیری ہو یا مفلسی، آزادی ہو یا اسیری، یہ فرض کسی حال میں بھی ساقط نہیں۔ جب تک ہوش و حواس قائم رہیں، یہ فرض عائد رہتا ہے۔

اعمال میں جیسے نماز سب سے پہلے فرض ہوتی ہے، اسی طرح سب سے آخر تک فرض رہتی ہے۔ روزِ حشر بھی سب سے پہلے نماز ہی کا حساب ہوگا۔ سرکارِ دو عالم سرورِ کائنات، فخرِ موجودات، ساقی کوثر، شافع روزِ محشر صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشادِ گرامی ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اوّل ما یحاسب به العبد یوم القیٰمة الصلوٰة۔ — قیامت کے دن سب سے پہلا سوال نماز کے متعلق ہوگا

آہ سے

روزِ محشر کہ جاں گداز بود
اوّلیں پرسش نماز بود

یعنی اگر نماز درست نکلی، تو کامیاب اور بامراد ہوگا اور اگر نماز ہی کا حساب درست نہ نکلا، تو ناکامی و نامرادی کے سوا کچھ ہاتھ نہ آئے گا جیسا کہ "الترغیب و الترہیب" میں ہے؛

فان صلحت صلح سائر عمله وان فسدت فسد سائر عمله۔ — اگر نماز درست نکلی، تو سب عمل درست ہونگے اور اگر نماز خراب نکلی، تو سب عمل خراب ہوں گے۔

احادیثِ مبارکہ سے ثابت ہے کہ مومن اور کافر و مشرک کے مابین نماز ہی حدِ فاصل ہے، بلکہ حضور اقدس علیہ الصلوٰۃ والسلام نے نہایت وضاحت و صراحت کے ساتھ ارشاد فرمایا کہ نماز کی پابندی نہ کرنے والے قیامت کے دن فرعون، ہامان اور قارون کے ساتھ ہوں گے۔

اس کے برعکس نماز پڑھنے والے بڑے بلند و بالا مراتب پر فائز ہوں گے، کیونکہ نماز سیئات کا کفارہ بنتی ہے۔ نمازی بڑے پاک صاف ہوکر اپنے رب تعالیٰ سے ملاقات کا شرف حاصل کریں گے۔ اس بات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مثال دے کر سمجھایا۔

آپ نے فرمایا کہ بھلا یہ تو بتلاؤ کہ اگر کسی کے دروازے کے سامنے نہر ہو اور وہ روزانہ پانچ مرتبہ اس میں غسل کرتا ہو تو کیا اس کے جسم پر میل کچیل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

باقی رہے گا؟ صحابہ کرام نے عرض کیا بالکل نہیں۔ آپ نے فرمایا یہی مثال نمازِ پنجگانہ کی ہے کہ اس کے ذریعے سے تمام خطائیں مٹ جاتی ہیں۔

صحیح بخاری شریف میں روایت ہے کہ حضرت عمر فاروق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے امیر المومنین بننے کے بعد اپنے گورنروں کے نام جو سب سے پہلے حکم بھیجا، وہ یہ تھا:

"یقین جانو! میرے نزدیک تمہارے سب کاموں سے اہم نماز ہے، جس نے نماز کی پابندی کی کہ وہ اپنے باقی دین کی بھی حفاظت کرے گا اور جس نے نماز ضائع کر دی وہ اپنے باقی دین کو اس سے زیادہ ضائع کرے گا۔"

نماز کی اہمیت وعظمت کے لیے یہی ایک دلیل کافی ہے کہ رب العزت نے قرآن کریم میں کسی حکم کا ایک بار ذکر کیا، کسی کا دو بار لیکن نماز کا سینکڑوں بار تذکرہ فرمایا۔

دوسری طرف ہمیں اپنی صورتِ حال کا جائزہ لینا چاہیئے کہ اس قدر عظیم المرتبت اور عظیم الشان فرض سے ہم کس قدر عہدہ برآ ہو رہے ہیں؟ ہم میں سے کتنے لوگ ہیں جو باقاعدہ اس فریضہ کو ادا کرتے ہیں؟ جو ادا بھی کرتے ہیں، ان میں سے بھی اکثریت (الا ماشاء اللہ) کی حالت یہ ہے ؎

مسلمانوں میں خوں، باقی نہیں ہے
محبت کا جنوں، باقی نہیں ہے
صفیں کج، دل پریشاں، سجدہ بے ذوق
کہ جذبِ اندروں، باقی نہیں ہے

اللہ تعالیٰ اعلیٰ علیین میں بلند مراتب عطا فرمائے ______

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

——حضرت مولانا حافظ محمد ابراہیم میر سیالکوٹی رحمۃ اللہ علیہ کو کہ آپ نے "صلوٰۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم" کے نام سے ایک مختصر مگر جامع کتاب مرتب فرمائی تھی تاکہ وہ حضرات جن کی عربی مآخذ تک رسائی نہیں ہے، وہ اسے پڑھ کر اپنی نمازیں درست کرلیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ اگر علماء کرام بھی اس کتاب سے استفادہ کریں، تو انہیں بھی فلسفہ و اسرارِ نماز کے سلسلے کی بہت ہی مفید باتیں معلوم ہوں گی۔

یہ کتاب ایک عرصہ دراز سے نایاب تھی۔ الحمدللہ ! **طارق اکیڈمی لمیٹڈ** اسے از سرِ نو زیورِ طباعت سے آراستہ کرا کے اپنے کرم فرماؤں کی خدمت میں پیش کر رہی ہے۔

قارئین کرام میں سے اگر ایک بھائی کی بھی نماز درست ہوگئی یا اگر کسی ایک دوست میں بھی جذبِ اندروں پیدا ہوگیا، تو ہماری یہ ادنیٰ سی کوشش ان شاء اللہ تعالیٰ کامیاب تصور ہوگی۔

ربنا تقبل منا انك انت السميع العليم

محمد خالد سیف

www.KitaboSunnat.com

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ عَنَتْ لِجَلَالِ عِزَّتِهٖ وُجُوْهُ الْاَبْطَالِ ۝
وَخَضَعَتْ لِکَمَالِ عَظْمَتِهٖ اَعْنَاقُ اَکَابِرِ الرِّجَالِ ۝
وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰی مَنْ هُوَ اُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّلذَّاکِرِیْنَ
اللّٰهَ بِالْغُدُوِّ وَالْاٰصَالِ ۝ وَعَلٰی اٰلِهٖ وَاَصْحَابِهٖ
الْمُهْتَدِیْنَ بِهَدْیِهِ الْحَائِزِیْنَ غَنَائِمَ الدَّارَیْنِ
وَالْاَنْفَالِ ۝ اَمَّا بَعْدُ۔

انسان میں تین چیزیں ہیں : دل[۱]، زبان[۲] اور اعضاء[۳]۔ یہ ہر سہ خداوند تعالیٰ کی بھاری نعمتیں ہیں ؎

اَفَادَتْکُمُ النَّعْمَاءُ مِنِّیْ ثَلٰثَةً
یَدِیْ وَلِسَانِیْ وَالضَّمِیْرَ الْمُحَجَّبَا

پس ہر ایک سے خالقِ اکبر کا شکر واجب ہے۔

۱۔ زبان کا شکر یہ ہے کہ یہ اپنے خالق اور طاقتِ گویائی بخشنے والے مالک کی حمد و ثناء میں مشغول رہے، چنانچہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

لَا یَزَالُ لِسَانُکَ رَطْبًا مِّنْ ذِکْرِ اللّٰهِ (حصن) یعنی تیری زبان خدا تعالیٰ کے ذکر سے ہمیشہ تر رہا کرے

۲۔ دل کا شکر یہ ہے کہ یہ اپنے مالک کی یاد سے معمور و پُر نور رہے، اسی سے چین

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

و آرام حاصل کرے اور اسی سے اطمینان پائے ؛

اَلَا بِذِکْرِ اللّٰہِ تَطْمَئِنُّ الْقُلُوْبُ۔ (نحل پ ۱۴) یعنی دلوں کو صرف خدا تعالیٰ ہی کے ذکر سے تسلی ملتی ہے

۳۔ اعضاء کا شکر یوں ہے کہ جب دل میں خداوند تعالیٰ کی نعمتوں کی معرفت و تصدیق ہے اور زبان ان کے اقرار کی شہادت بھی دیتی ہے، تو اب ضروری ہے کہ دل اور اعضاء کی موافقت میں اعضائے بدن کی حرکات و اشارات سے اس تصدیق قلبی اور اقرار زبانی کو عملی طور پر بھی پورا کر کے دکھائیں یا یوں سمجھو کہ تصدیق جان ہے اور راہِ حق میں سعی و عمل جسم ہے۔ جسم بغیر جان کے مردہ ہے اور جان بغیر بدن سے متعلق ہونے کے اس دار العمل میں بے سُود۔

چنانچہ خداوند تعالیٰ نے فرمایا ؛

بَلِ اللّٰہَ فَاعْبُدْ وَکُنْ مِّنَ الشّٰکِرِیْنَ۔ (زمر۔ پ ۲۴) (یعنی اے پیغمبر) صرف خدا ہی کی عبادت کرو اور اس کے شکر گزاروں میں سے ہو

نیز فرمایا: فَابْتَغُوْا عِنْدَ اللّٰہِ الرِّزْقَ وَاعْبُدُوْہُ وَاشْکُرُوْا لَہٗ ط اِلَیْہِ تُرْجَعُوْنَ۔ (پ ۲۰۔ عنکبوت) (یعنی حضرت ابراہیم نے اپنی قوم سے فرمایا) تم روزی (صرف) خدا ہی سے مانگو اور اُسی کی عبادت کرو، اور اس کا شکر بجالاؤ، تم کو اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔

پس کیسا ہی جامع و بابرکت ہے! وہ طریقِ عبادت جس میں یہ تینوں شکر بیک وقت ادا ہو جائیں اور کیسا ہی کامل و باحکمت ہوگا، وہ ہادی جس نے ایسا کامل طریقِ عبادت سکھایا ہو۔

ناظرین! آپ سمجھ گئے ہوں گے کہ ایسا جامع طریقِ عبادت اسلامی نماز کے سوا اور کونسا ہو سکتا ہے؟ اور ایسا ہادیٔ کامل بجز محمد رسول اللہ کے اور کون ہے ؟

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(صلوات اللہ علیہ وسلامہ ما دام القمران)

اچھا تو نماز کیا ہے ؟

صُورت و حقیقتِ نماز

چند سنجیدہ و موزون و باترتیب حرکاتِ بدن جو خدا کی تعظیم اور انسانی عجز و انکساری کے نشانات ہیں اور چند پاک کلمات و اذکار جو خدا کی حمد و ثناء، تسبیح و تقدیس اور عظمت و کبریائی کے اقرار و اظہار پر مشتمل ہیں۔

اس کی ظاہری صورت مع اس کی باطنی حقیقت کے یُوں ہے :

پہلے باطہارت ہوکر اور اپنی ظاہری و باطنی توجہ کو ہر طرف سے ہٹا کر اور قبلہ رُخ ہوکر، خدائے واحد کی بڑائی تکبیر پکارتے ہوئے اور غیر اللہ سے دست برداری رفع یدین کرتے ہوئے صدقِ نیت سے دست بستہ، صورتِ سوال ہوکر حضورِ الٰہی میں اس طرح کھڑے ہوگئے کہ پاؤں اپنی قیام گاہ میں ایسے گڑے ہیں کہ اب سوائے نماز ہی کی ضرورت کے وہاں سے ہلیں گے نہیں اور نظر ہے کہ سجدہ گاہ تک محدود ہے، نہ دائیں پھرتی ہے نہ بائیں، نہ اوپر آسمان کو اور نہ سامنے دُور اور نہایت اخلاص و محبّت سے اور بڑے ادب و عاجزی سے دربارِ خداوندی میں ہاتھ باندھے ہوئے اس کی حمد و ثناء اور اپنی عبودیت و محتاجی کا اقرار و اظہار اور اس کا فضل و توفیق طلب کر رہے ہیں۔

پھر اس کی بڑائی (تکبیر) پکارتے ہوتے اور غیر اللہ سے دست برداری رفع یدین کرتے ہوئے کمر جھکا دی اور باطمینانِ خاطر خدائے عظیم کی تسبیح و عظمت پکارتے رہے۔

پھر اس کی تعریف کرتے ہوئے اور ماسوا اللہ سے بیزاری، دست برداری، رفع یدین کرتے ہوئے قومہ میں برابر سیدھے کھڑے ہوگئے۔

پھر اس کی بڑائی اور کبریائی (تکبیر) پکارتے ہوئے اپنی انکساری اور تعظیمِ الٰہی کے انتہائی مرتبے پر سجدے میں گر پڑے اور اپنی عزیز پیشانی اور ناک (جس پر مکھی بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

برداشت نہیں ہوسکتی) زمین پر رکھ کر نہایت عاجزی اور انکساری اور کمال اطمینان[19] و تسلی سے خدائے برتر کی تسبیحات[20] پکارتے رہے اور اپنی معروضات[21] پیش کرتے رہے۔

پھر تکبیر کہتے ہوئے سر سجدے سے اٹھایا اور اطمینان[22] و وقار سے باادب ہیئت میں سیدھے[23] بیٹھ کر دُعا پڑھی اور خدا تعالیٰ سے بخشش و رحمت طلب کی۔

پھر اس کی بڑائی (تکبیر[24]) پکارتے ہوئے سجدۂ[25] نیاز بجا لائے کہ سجدہ[26] مقامِ قرب و وصل ہے۔ اسے دوبارا ادا کرنا چاہیئے اور اس دفعہ بھی خوب اطمینانِ خاطر سے نہایت خشوع و خضوع سے دُعائیں کیں یا خدائے قدوس کی تسبیحات پڑھتے رہے۔ پھر تکبیر[27] کہتے ہوئے سر سجدے سے اٹھایا (یہ ایک رکعت ہے)

پھر (عام نمازوں میں) اگر پہلی یا تیسری رکعت ہے، تو تھوڑی دیر ادب و وقار سے سیدھے بیٹھ[28] کر سیدھے کھڑے ہو گئے اور حسبِ سابق دوسری رکعت پڑھی اور اگر دوسری اور چوتھی رکعت ہے، تو (عام نمازوں میں) تشہد[29] کے لیے باادب دوزانو ہو کر بیٹھ گئے اور خدا تعالیٰ کی تعریف[30] پڑھی اور اپنے ہادی کامل پیغمبر صاحب پر اور خدا تعالیٰ کے تمام نیک بندوں پر سلام[31] بھیجا اور خدا کی توحیدِ الوہیت[32] اور پیغمبر صاحب کی عبودیت و رسالت[33] کی شہادت دی اور شہادتِ[34] توحید کے لیے انگشتِ شہادت اٹھا کر بتلا دیا کہ عبادت کے لائق صرف وہی ایک ذات ہے اور بس ؎

کہ ہے ذاتِ واحد عبادت کے لائق

زبان اور دل کی شہادت کے لائق

پھر اُس ذاتِ گرامی پر درود[35] پڑھا اور اسے اپنی دلی دعاؤں کے لیے مخصوص کیا اور اس کا شکریہ ادا کیا جس کی برکت سے ہمیں ایسی باوقار حضوری نصیب ہوئی۔

پھر اگر نماز سے فراغت پانے کی رکعت ہے تو خاتمے پر اپنی حاجت و پسند کی دعائیں[36] مانگیں کہ اس ذاتِ برحق کے حضورِ خصوصی سے رخصت ہو رہے ہیں، تو اپنی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معروضات پیش کرتے ہوئے اور اس کے دستِ عطا کے سامنے دامنِ حاجت پھیلاتے ہوئے اور آداب دکورنشات سے رخصت ہوں۔ اس کے بعد دائیں بائیں ملائکہ حفظہ اور اور جماعتِ مسلمین کی سلامتی کے لیے "اَلسَّلَامُ عَلَیْکُمْ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ" کہتے ہوئے نماز سے فارغ ہوئے۔

گویا اتنی دیر تک عالمِ ناسوت سے غیر حاضر تھے اور اب ہم جنسوں سے ملاقات کر رہے ہیں۔

بس یہ ہے صورت اور حقیقت اس نماز کی جو ہم کو ہمارے ہادیٔ کامل محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے خدا تعالیٰ کے حکم سے سکھائی۔

ہدایت

دیکھیے! اس میں دل کی بھی حاضری ہے اور زبان کا ذکر (حمد وثناء اور استغفار ودعا) بھی ہے۔ پھر ان اذکار کے موافق اعضاء کی حرکات واشارات بھی ہیں اور ہر حالت میں اس کے مناسب اذکار بھی ہیں۔

پس جس طرح ہم نے اس ہادیٔ کامل (صلی اللہ علیہ وسلم) کی تعلیم سے ایسی جامع عبادات کا علم حاصل کیا اور اسے بہ دل قبول کر لیا۔ اسی طرح لازم ہے کہ اسے ادا بھی آپ ہی کے نمونۂ عمل کے مطابق کریں، کیونکہ آپ کا ارشادِ گرامی ہے:

صَلُّوْا کَمَا رَاَیْتُمُوْنِیْ اُصَلِّیْ (صحیح بخاری)

جس طرح مجھے نماز پڑھتے دیکھا ہے، اسی طرح پڑھنا چاہیے

سببِ تالیف

خاکسار نے بہت سے لوگوں کو دیکھا کہ جب وہ اکیلے نماز پڑھتے ہیں، بلکہ بعض اماموں کو بھی دیکھا کہ نماز پڑھاتے وقت نہ رکوع نہ سجود، نہ قومہ نہ جلسہ سنت کے مطابق اطمینان سے کرتے ہیں اور نہ ان میں سنت کے پورے اذکار پڑھتے ہیں۔ ان کو ایسی بے دلی اور افراتفری کی نماز سے کیا حظ حاصل ہوتا ہوگا؟ اور ایسی بھاگا بھاگی اور پراگندہ دلی سے کیا روحانی ترقی ہوتی ہوگی؟ ایسے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اماموں کی نماز کا اثر خود ان کے اپنے دل پر نہیں پڑتا، تو دوسروں پر کیا پڑے گا؟ ع

بر زباں تسبیح و در دل گاؤ خر

لہٰذا میں نے مناسب جانا کہ ایک چھوٹا سا رسالہ تیار کروں جس میں حضرت رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقِ طہارت و طریقِ عبادت اور آپ ہی کے اذکار و ادعیہ مذکور ہوں، یعنی جو آپ کے قول و فرمان سے یا آپ کے فعل سے ثابت ہوں یا یوں کہ آپ کے سامنے کیا یا کہا گیا، تو آپ نے پسند فرمایا، یا کم از کم اس سے منع نہ فرمایا تاکہ آپ کے پیرو اُسے یاد کر کے اسی طریق پر نماز ادا کریں اور روحانی برکتیں اور اُخروی سعادتیں حاصل کریں۔

تذکیر چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی زبان عربی تھی، اس لیے آپ کے اذکار و دعائیں سب عربی زبان میں ہیں اور ہمارے عوام زبانِ عربی سے ناواقف ہیں۔ وہ بیچارے نہیں سمجھتے کہ ہم کیا پڑھ رہے ہیں، لہٰذا میں نے ضروری جانا کہ ہر ذکر اور ہر دعا کے ساتھ ساتھ اس کا اردو ترجمہ بھی لکھ دوں تاکہ بے علم لوگ اپنی زبان میں ان کے مطالب سمجھ کر نماز کی لذت حاصل کریں۔ واللہ الموفق۔

تنبیہ میں اس رسالہ میں صرف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریق جو احادیث سے ثابت ہوا ہے، لکھوں گا۔ مجھ عاجز کو اس سے بحث نہیں کہ کسی خاص مسئلہ میں کسی مجتہد یا کسی عالم یا کسی بزرگ کا کیا مذہب ہے، کیونکہ وہ سب مراتبِ فضیلت طے کرنے کے بعد بھی امتی ہونے کی حد سے باہر نہیں ہو سکتے اور خدا تعالیٰ امتیوں کو ارشاد فرماتا ہے:

لَقَدْ كَانَ لَكُمْ فِي رَسُولِ اللّٰهِ أُسْوَةٌ حَسَنَةٌ لِّمَنْ كَانَ يَرْجُوا اللّٰهَ وَالْيَوْمَ الْآخِرَ وَذَكَرَ اللّٰهَ كَثِيرًا۔ (احزاب پ ۲۱)	(مسلمانو!) تم میں سے ان لوگوں کے لیے جو خدا سے اور پچھلے دن سے ڈرتے ہیں اور خدا کا ذکر بہت بہت کرنا چاہتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نے اُسی طرح کیوں نہ کیا ؟)

چونکہ نماز ذکرِ خدا ہے، جیسا کہ فرمایا: وَاَقِمِ الصَّلٰوۃَ لِذِکْرِیْ (طٰہٰ - پ ۱۶)
یعنی خدائے تعالیٰ نے حضرت موسیٰ سے فرمایا: (میرے ذکر کے لیے نماز قائم کیے رکھنا)
اس لیے بحیثیت مسلمان ہونے کے میرا فرض ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے طریق نماز
کو نمونہ بنا کر آپ کے نقشِ قدم پر چلوں اور ٹھیک اسی طرح نماز ادا کروں جس طریق پر حضرت
رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم ادا کیا کرتے تھے، کیونکہ خدا تعالیٰ فرماتا ہے:

یٰٓاَیُّھَا الَّذِیْنَ اٰمَنُوْٓا اَطِیْعُوا اللّٰہَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ وَلَا تُبْطِلُوْٓا اَعْمَالَکُمْ (پ ۲۶ - محمد)	(مسلمانو!) حکم مانو اللہ تعالیٰ کا اور حکم مانو اس رسول (محمدؐ) کا اور اپنے عملوں کو ضائع نہ کیا کرو

نیز فرماتا ہے:

وَاَقِیْمُوا الصَّلٰوۃَ وَاٰتُوا الزَّکٰوۃَ وَاَطِیْعُوا الرَّسُوْلَ لَعَلَّکُمْ تُرْحَمُوْنَ ط (نور - پ ۱۸)	(مسلمانو!) قائم رکھو نماز اور ادا کرتے رہو زکوٰۃ اور فرماں برداری کرتے رہو اس رسول (محمدؐ) کی تاکہ تم پر (خدا کی) رحمت ہو

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا طریقِ نماز سامنے ہوتے ہوئے مجھے کسی دوسرے کے
طریقِ ادا سے سروکار نہ ہوگا، اسی لیے میں نے اس رسالے کا نام "صلوٰۃ النبی"
رکھا۔ اللہ تعالیٰ مجھے بھی اور اس کے پڑھنے والوں کو بھی اور اس پر عمل کرنے والوں کو بھی
اس سے نفع دے اور ہمیں توفیق بخشے کہ ہم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی سنت کے مطابق
نماز اور دیگر عبادات ادا کر کے سعادتِ دارین حاصل کریں۔ آمین!

خادم سنت رسولِ کریم ﷺ

ابو تمیم محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

19 شوال 1350ھ / 27 فروری 1932ء

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

قیامت کے دن انسان کے اعمال میں سے سب سے پہلے جس عمل کا حساب لیا جائے گا وہ نماز ہے، اگر نماز (سنت کے مطابق) درست ہوئی تو وہ کامیاب وکامران ہوگا اور اپنے مقصد کو پالے گا اور اگر نماز خراب نکلی تو وہ ناکام ہوگا اور خسارے میں رہے گا۔ (ترمذی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

شرائط نماز

مسائل : جو امر نماز شروع کرنے سے پیشتر ضروری اور فرض ہیں، ان کو نماز کی شرطیں کہتے ہیں اور جو نماز کے اندر شروع سے ختم تک ضروری ہیں، ان کو **فرض** اور رکن کہتے ہیں۔

پہلی شرط طہارت ہے اور طہارت کے معنی ہیں پاکیزگی۔ اس میں یہ امر ہیں :
طہارتِ بدن ، طہارتِ جائے نماز، طہارتِ جامۂ نماز اور وضوء۔

طہارتِ بدن میں یہ امر ہیں : پاخانہ یا پیشاب کیا ہو تو استنجاء پاک کرنا۔ بدن کے کسی دوسرے حصے پر نجاست لگ گئی ہو تو اسے دور کرنا۔

غسل کی ضرورت ہو تو غسل کرنا، اسے طہارتِ کبریٰ، یعنی بڑی طہارت کہتے ہیں۔

طہارتِ جائے نماز سے یہ مراد ہے کہ جس جگہ یا جس کپڑے یا صف پر نماز پڑھی جائے وہ ظاہری اور باطنی نجاست سے پاک ہو۔

طہارتِ جامہ نماز سے یہ مراد ہے کہ جن کپڑوں میں نماز پڑھی جاتے، وہ ظاہری و باطنی نجاست سے پاک ہوں۔

ظاہری نجاست سے مراد حسی نجاست ہے جو نظر آتی ہے اور سب لوگ اسے جانتے ہیں، اور باطنی نجاست سے یہ مراد ہے کہ وہ زمین یا کپڑا حرام وجہ سے حاصل کردہ ہو۔

وضو کو طہارتِ صغریٰ یعنی چھوٹی طہارت کہتے ہیں۔

بیت الخلاء کے آداب

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب پائخانے میں جانے لگتے، تو یہ دُعا پڑھتے :

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ ۔ (صحیح بخاری) یعنی یا اللہ! میں ظاہری پلیدی اور باطنی پلیدیوں (برے فعلوں) سے تیری پناہ چاہتا ہوں

۲۔ اگر آپ باہر جنگل میں قضائے حاجت کو جاتے، تو رستے سے دور بیٹھتے اور اپنا کپڑا نہ اٹھاتے، مگر زمین کے قریب جاکر۔

۳۔ فراغت کے بعد تین ڈھیلے استعمال کرتے اور پانی سے بھی استنجا کرتے۔

۴۔ آپ نے قضائے حاجت کے وقت قبلہ کی طرف مُنہ یا پشت کرنے سے سخت منع فرمایا ہے۔

۵۔ جب آپ پاخانے سے باہر آتے تو یہ پڑھتے:

غُفْرَانَکَ (ترمذی) یعنی خداوندا! میں تیری بخشش چاہتا ہوں۔

یا مناسبِ حال ان الفاظ سے خدا کا شکر ادا کرتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْ اَذْھَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ (مشکوٰۃ)

یعنی ہر طرح کی تعریف خدا کی سزاوار ہے جس نے مجھ سے اس گندی اور تکلیف دہ چیز کو دُور کیا اور مجھے آرام بخشا۔

۲۔ غسل: آپ طریقِ ذیل پر غسل فرماتے:

اوّل اپنے ہاتھ دھوتے، پھر استنجا کرتے، پھر وضو کرتے، لیکن اس وقت پاؤں نہ دھوتے، پھر تین دفعہ سر میں پانی ڈالتے اور بالوں کی جڑوں تک انگلی ڈال کر اور خوب مل مل کر سر دھوتے۔ پھر باقی تمام بدن مبارک پر (تین دفعہ) پانی ڈالتے۔ پھر اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں دھوتے۔ (بخاری۔ مسلم)

۳۔ غسل اور استنجاء سے فارغ ہو کر آپ طہارتِ صغریٰ یعنی وضو کرتے جس کا بیان اس طرح ہے:

وضو: پہلے بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھ پونہچوں تک دھوتے، پھر تین دفعہ کلی کرتے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور مسواکؐ بھی کرتے۔ پھر تین دفعہ ناکؐ میں پانی ڈالتے اور ناک چھڑک چھڑک کر خوب صاف کرتے، پھر تینؐ دفعہ مبارک دھوتے اور ریش مبارک کا خلال کرتے۔ پھر تین دفعہ داہنا ہاتھ کہنیوں سمیت، پھرؐ اسی طرح بایاں ہاتھ دھوتے۔ پھر پیشانی مبارکؐ کے بالوں سے شروع کرکے کیاڑی تک سر پر ہاتھ پھیرتے (مسح کرتے) اور کیاڑی سے واپس لاکر پیشانی تک جہاں سے شروع کیا تھا، ختم کرتے اور یہ (مسح) صرف ایک بار کرتے اور اگر آپؐ کے سر پر عمامہ مبارک ہوتا، تو اسے اوپر کر کے سر کے کچھ حصے تک سر پر اور باقی عمامہ کے اوپر سے انتہائے سر تک مسح کرتے۔

پھرؐ نیا پانی لے کر دونوں کانوں کے اندر اور باہر کی طرف سے مسح کرتے۔ پھر تین بار دونوںؐ پاؤں ٹخنے سمیت چھوٹی پنڈلی تک دھوتے۔ پھرؐ اسی طرح بایاں پاؤں بھی دھوتے اور بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی سے پاؤں کی انگلیوں کا خلال بھی کرتے۔

۴۔ گردن کے مسح کی نسبت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل کی کوئی روایت ثابت نہیں ہوئی۔ بس وضو مسنون ختم ہوگیا۔

۵۔ اذکار بعد از وُضو

حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جو شخص تم (مسلمانوں) میں سے (درست طور پر) پورا پورا وضو کرے، پھر پڑھے:

۱ اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِيْكَ

میں گواہی دیتا/ دیتی ہوں کہ خدا کے سوا کوئی بھی مستحق عبادت نہیں، وہ اکیلا ہے کوئی اس کا شریک نہیں ہے

لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ (صحیح مسلم)

میں گواہی دیتا/ دیتی ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم اس کے (کامل) بندے اور اس کے رسول ہیں۔

اس شخص کے لیے (قیامت کو) جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیے جائیں گے، پھر وہ جس دروازے سے چاہے گا، داخل ہوگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- ایک حدیث میں یہ دُعا بھی آئی ہے :

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ مِنَ التَّوَّابِیْنَ وَاجْعَلْنِیْ مِنَ الْمُتَطَھِّرِیْنَ (ترمذی)[1]

الٰہی! مجھے توبہ کرنے والوں سے بنا اور مجھے پاک صاف رہنے والوں سے بنا

۳- وضو کے اذکار کے متعلق شروع میں بسم اللہ اور خاتمے پر کلمۂ شہادت اور اوپر کی دعا کا پڑھنا تو حدیثوں میں وارد ہوا ہے، لیکن ہر عضو کے دھونے پر ایک الگ وظیفہ یا دُعا اور خاتمے پر سُورت اِنَّآ اَنْزَلْنٰہُ کا پڑھنا جو عوام میں مروج و مشہور ہے۔ سو یہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں جو کچھ سنت سے ثابت ہو، وہی کرنا چاہیئے، خدا کی رضا اسی میں ہے۔

۴- وضو کے اعضاء اگر نرم اور تر ہوں اور ایک دفعہ یا دو دفعہ پانی ڈالنے سے پورے دھوئے جائیں، تو یہ بھی کافی و جائز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا بھی کیا ہے۔ (صحیح بخاری)

موجباتِ غسل

جن امروں سے غسل واجب ہو جاتا ہے، وہ چار ہیں :

۱- خروجِ منی، خواہ جاگتے میں ہو، خواہ نیند میں ہو۔

حِکمت : اس میں حکمت یہ ہے کہ منی کے نکلنے سے طبیعت میں کسل (سستی) ثقل (بوجھ) اور ضعف (کمزوری) ہو جاتی ہے۔ رُوح ذکرِ الٰہی سے رُک جاتی ہے۔ غسل رُوح بدن کو تقویت دیتا ہے، طبیعت میں نشاط پیدا کرتا ہے اور روح کو خدا کی طرف متوجہ ہونے کے لائق بنا دیتا ہے۔

۲- مرد عورت کی صحبتِ مخصوصہ پر بھی غسل واجب ہو جاتا ہے خواہ انزال ہو یا نہ ہو۔

حکمت : مرد عورت کی ایسی حالت بہیمیت (حیوانیت) میں نہایت درجے کا انہماک ہے۔ رُوح ذکرِ الٰہی سے رُک جاتی ہے، بلکہ اسی لیے جنابت کی حالت میں جنبی کو مسجد میں داخل ہونے، نماز کے پڑھنے اور قرآن مجید کو ہاتھ لگانے سے منع فرما دیا، کیونکہ

[1] امام ترمذی نے اس حدیث کو ذکر کر کے کہا ہے کہ اس میں اضطراب ہے ۱۲ منہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ ہر سہ دین کے بھاری نشان ہیں، جن کی تعظیم واجبات میں سے ہے۔ غسل بدن کو پاک اور طبیعت کو بحال کر کے اس میں سکون پیدا کرتا ہے اور روح خدا کی طرف متوجہ ہونے اور اس کا ذکر کرنے کے قابل ہو جاتی ہے۔ اب مسجد میں بھی جائے، نماز بھی پڑھے اور قرآن شریف کی تلاوت بھی کرے۔

مسئلہ : جس عورت کے سر کے بال گھنے اور لمبے ہوں اور اس کی مینڈھیاں گندھی ہوئی ہوں، اس کو غسل جنابت کے وقت مینڈھیاں کھولنے کی ضرورت نہیں۔ وہ تین دفعہ سر پر پانی ڈال کر تمام غسل کر لے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی بیوی حضرت ام سلمہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے ایسا ہی فرمایا تھا۔ (صحیح مسلم)

۳۔ حائضہ عورت ایام ماہواری سے فارغ ہو یا اس کے ایام نفاس[1] پورے ہو جائیں، تو اس پر غسل واجب ہے۔ ان ایام میں اسے مسجد میں داخل ہونے، نماز کے پڑھنے، قرآن مجید کو ہاتھ لگانے اور روزہ رکھنے اور خانہ کعبہ کا طواف کرنے سے منع فرمایا ہے۔

حکمت : ایام حیض و نفاس میں گندگی سے ملوث رہنے کی وجہ سے طبیعت اور نفس پر برا اثر پڑتا ہے۔ غسل سے طہارت، صفائی اور نشاط حاصل ہو کر روح متوجہ الی اللہ ہونے کے قابل ہو جاتی ہے۔

مسئلہ : ان ایام میں جتنی نمازیں ترک ہوتیں، وہ معاف ہیں، ان کی قضا نہیں ہے، لیکن جتنے روزے قضا ہوئے، وہ رمضان شریف کے بعد قضا کر کے رکھ لیے جائیں۔ اسی طرح خانہ کعبہ کے طواف کا بھی حکم ہے کہ طہارت کے بعد قضا کر کے ادا کر لیا جائے۔

---

[1] نفاس اس خون کو کہتے ہیں جو عورت کو بچہ جننے کے بعد بہت دنوں تک آتا رہتا ہے، اس کے دن مقرر نہیں، کسی کو چالیس دن تک آتا رہتا ہے، کسی کو کم دنوں تک، کسی کو زیادہ دنوں تک جتنے دنوں کے بعد خون بند ہو جائے، غسل کر کے نماز روزہ کے احکام پر عمل کرے۔ ۱۲ منہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمت: نماز چونکہ کثیر الوقوع ہے، یعنی ہر دن رات میں پانچ بار ہے اور ایام طہارت میں ان ایام کی اپنی نمازیں بھی پڑھنی ہیں، اس لیے نماز کی قضا نہیں فرمائی تاکہ بوجھ بڑھ نہ جائے، لیکن روزہ کثیر الوقوع نہیں ہے اور جس دن قضا رکھنا پڑے گا، وہ روزے کا دن نہیں ہے، اسی طرح طوافِ کعبہ کا بھی حال ہے، اس لیے ان کی قضا فرمائی۔

مسئلہ: عورت مرد صحبتِ مخصوصہ کے سوا آپس میں پیار کریں اور مذی خارج ہو، تو اس سے صرف استنجاء اور وضو کرنا ضروری ہے، غسل واجب نہیں ہوتا (صحیح بخاری)

حکمت: جس طرح محض ملاعبت و پیار، مباشرتِ مخصوصہ سے کم درجے کا انہماک ہے، اسی طرح اس پر حکم بھی اس کے حکم سے ہلکا رکھا ہے، یعنی وضو اور اس سے بھی دفع کسل، حصول نشاط اور قابلیتِ ذکرِ خدا مقصود ہے اور استنجا کرنے کا حکم ازالۂ نجاست اور طہارت کے لیے ہے۔

۴۔ غیر مسلم جب اسلام لائے تو اس پر بھی طہارتِ کبریٰ (غسل) واجب ہے تاکہ وہ ظاہراً باطناً بہر دو صورت پاک ہو جائے۔

نواقضِ وضو ہر وہ چیز جو انسان کی اگلی طرف یا پچھلی طرف سے خارج ہو، مثلاً بول، براز، مذی، ودی، منی، کرم، ہوا وغیرہ وغیرہ۔

نیز غافل نیند جو لیٹ کر ہو یا تکیہ لگا کر ہو کہ اگر وہ تکیہ ہٹا لیا جائے تو سونے والا گر پڑے وضو کے توڑنے والی ہے۔ بول، براز، مذی اور وَدی (پیشاب کے بعد جو لیس دار قطرہ کبھی کبھی خارج ہو جاتا ہے) کی صورت میں وضو کے علاوہ استنجاء بھی واجب ہے اور منی کی صورت میں استنجا، وضو اور غسل ہر سہ واجب ہیں اور ہوا اور نیند کی صورت میں صرف وضو ضروری ہے اور کرم کی صورت مشتبہ ہے، کبھی اس کے ساتھ رطوبت وغلاظت بھی خارج ہوتی ہے، کبھی نہیں ہوتی، اس لیے اس میں بھی استنجاء کرنا چاہیے۔

مسئلہ: بیٹھے بیٹھے اونگھ آجائے، تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (صحیح مسلم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ: نکسیر، قہقہہ، قے، قلس اور خون سے وضو ٹوٹنے کی جس قدر روایتیں ہیں، وہ مرفوعًا ثابت نہیں ہوئیں، یعنی اُن کی سند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک صحیح طریق سے ثابت نہیں ہوئی۔

مسئلہ: آدمی اپنے ذکر کو ہاتھ لگا دے، تو اس سے وضو ٹوٹنے اور نہ ٹوٹنے ہر دو طرح کی احادیث ثابت ہیں۔ ان کی جمع خاکسار کے نزدیک یوں ہے کہ اگر شہوت سے ہاتھ لگایا، تو چونکہ یہ امر روحانیت میں خلل انداز ہے، اس لیے وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر بغیر شہوت کے کھجلانے وغیرہ کی ضرورت سے لگایا ہے تو نہیں ٹوٹتا۔ واللہ اعلم۔ یہی حال بیوی کو ہاتھ لگانے کا ہے۔

مسئلہ: اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جانے کی حدیث صحیح ثابت ہے اس سے انکار نہیں ہوسکتا اور اس کے مفہوم میں تاویل کی ضرورت نہیں۔

تیمم

۱۔ اگر کوئی بیمار ہو یا زخمی ہو اور وضو اور غسل سے اُسے ضرر پہنچتا ہو، یا کسی حالت میں پانی میسر نہ آئے، تو شریعتِ مطہرہ میں تنگی نہیں ہے، پاک مٹی سے تیمم کرلے۔

۲۔ تیمم کی کیفیت صحیح حدیثوں میں یوں آئی ہے کہ پہلے دونوں ہاتھ کھول کر پاک مٹی پر مارے، پھر ہتھیلیوں پر پھونک ماری، پھر دونوں ہاتھ چہرے پر پھیرے، پھر دونوں ہاتھوں کو آپس میں ایک دوسرے پر پہنچوں تک اندر باہر سے ملا اور بس۔ (بخاری، مسلم)

مسئلہ: صرف ایک ضرب اور صرف پہنچوں تک ہاتھ ملنے کافی ہیں (بخاری، مسلم)۔ منہ اور ہاتھ کے لیے الگ الگ ضرب مار کر مٹی لینے اور کہنیوں تک ہاتھوں کا مسح کرنے کی جو جو روایت مرفوع ہے، وہ ضعیف ہے اور جس میں ضعف نہیں، وہ موقوف ہے اس کی سند آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم تک نہیں پہنچتی۔ پس ایک ضرب والی روایت جو اوپر لکھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گئی ہے، وہی ثابت وصحیح ہے، کیونکہ وہ متفق علیہ ہے، اس کا انکار نہیں ہوسکتا۔

حکمت: تیمم میں صرف دونوں ہاتھوں کا اور وہ بھی پہنچوں تک اور چہرے تک مسح بتایا ہے اور کہنیوں اور سر اور پاؤں کا مسح نہیں بتایا، اس لیے کہ تیمم میں تشبیہاً رفعِ حدث کے علاوہ اظہارِ عاجزی وخاکساری بھی مقصود ہے، لیکن اس میں بھی اعتدال کو ملحوظ رکھا ہے۔ پاؤں تو آگے ہی خاک پر رہتے ہیں، ان کو خاک آلود کرنے سے اظہارِ عجز ومسکنت نہیں ہوتا اور کہنیوں اور سر کو اور غسلِ ضروری کی صورت میں تیمم کے وقت سارے بدن کو خاک آلود کرنے میں حدِ اعتدال سے تجاوز ہے، اس لیے ان کے تیمم ومسح کا حکم نہیں کیا۔

مسئلہ: غسل اور وضو ہر دو کے لیے ایک ہی تیمم ہے اور ہر ایک کے لیے الگ الگ تیمم کی حاجت نہیں، ہر دو کی قائم مقامی کے لیے اکٹھی ہی نیت کر لیوے۔

مسئلہ: جن اسباب سے وضو اور غسل ٹوٹ جاتا ہے، انہی سے تیمم بھی ٹوٹ جاتا ہے۔ علاوہ اس کے "آب آمد تیمم برخاست۔"

مسئلہ: وضو اور تیمم ہر دو میں نیت ضروری ہے۔

مسئلہ: نیت کے معنی یہ ہیں کہ دل میں قصد کرے کہ میں یہ کام خدا تعالیٰ کا حکم ادا کرنے اور اس کی رضا جوئی کے لیے کرنے لگا ہوں۔

مسئلہ: نماز اور وضو کے شروع سے پیشتر نیت کے بعض کلمات زبان سے کہنے کا جو رواج ہے، اس کی کوئی سند نہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ایسا ہرگز ثابت نہیں اور نہ اس کا نام نیت ہے، بلکہ نیت دل کے قصد کو کہتے ہیں۔ زبان کے کہنے کا نام قول ہے نہ نیت۔ ہاں بچوں کو سمجھانے کے لیے جو تلقین کی جاتی ہے، وہ الگ ہے۔

مسئلہ: حضرات اہلِ تشیع جو وضو میں پاؤں دھونے کے قائل نہیں ہیں، وہ کہتے ہیں کہ تیمم کے وقت خدائے تعالیٰ نے صرف ان اعضاء کا مسح بتایا ہے جو دھوتے جاتے ہیں، یعنی ہاتھ اور منہ، سر کا آگے ہی مسح کیا جاتا ہے، اس لیے تیمم کے وقت اس کا مسح نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بتایا اور چونکہ تیمم کے وقت پاؤں کا مسح نہیں بتایا، اس لیے معلوم ہوا کہ وہ بھی ممسوح ہیں نہ مغسول۔

سو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرات اہلِ تشیع کا یہ قیاس درست نہیں۔ اوّل اس لیے کہ غسل قدمین کی احادیث متواتر ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم روزانہ پانچ بار صدہا لوگوں کے سامنے وضو کرتے تھے۔ جنگوں میں ہزارہا صحابی ساتھ ہوتے تھے۔ حجۃ الوداع میں لاکھ سوا لاکھ کے قریب صحابی ہمرکاب تھے۔ ان میں سے ایک شخص بھی بیان نہیں کرتا کہ میں نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو کبھی بھی ننگے پاؤں پر مسح کرتے دیکھا، چونکہ یہ قیاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے فعل و طریقِ عمل کے خلاف ہے، اس لیے غلط ہے۔

دیگر اس لیے کہ اگر مغسول اور ممسوح اعضاء کے لحاظ سے تیمم کا حکم ہوتا تو غسلِ ضروری کے تیمم کے وقت سارے بدن کے تیمم کا حکم ہوتا، لیکن یہ بات کہ غسل کا تیمم بھی اسی قدر ہے جس قدر وضو کا ہر دو فریق کے نزدیک مسلم ہے، کیونکہ قرآن مجید میں مذکور ہے۔ شیعہ و سنی ہر دو فریق کی حدیثی روایات میں وارد ہے۔ پس معلوم ہوا کہ شریعتِ مطہرہ نے تیمم کا حکم غسل اور مسح کی نسبت کو ملحوظ رکھ کر نہیں کیا، بلکہ اس کو نظر انداز کر کے الگ حکم دیا ہے جس کی بنا تشبیہی طہارت اور اظہارِ عجز و انکساری پر ہے جیسا کہ اوپر بیان ہو چکا ہے کہ پاؤں کے تیمم و مسح کی ضرورت نہیں، کیونکہ وہ آگے ہی خاک میں رہتے ہیں اور کہنیوں اور سر کی مٹی سے تیمم کرنے میں اعتدال سے تجاوز ہے۔

آدابِ مساجد : آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

خَيْرُ الْبِقَاعِ الْمَسَاجِدُ — یعنی سب جگہوں سے بہتر جگہ مسجدیں ہیں

وَشَرُّ الْبِقَاعِ الْاَسْوَاقُ۔ — اور سب جگہوں سے بُری جگہ بازار ہیں۔

(جامع صغیر للسیوطی وقال صحیح)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کیونکہ مسجدوں کو پاک صاف اور ستھرا رکھنے کا حکم ہے اور ان کی بنا خدا کے ذکر کے لیے ہے اور ان میں صرف خدا کا ذکر کیا جاتا ہے اور وہاں خدا کی رحمتیں نازل ہوتی رہتی ہیں اور جو جو امر خدا کے ذکر کے منافی ہیں اور اس میں حارج ہیں۔ وہ سب مسجد میں کرنے منع ہیں، اس لیے مسجد کے برابر کوئی دوسری جگہ نہیں ہو سکتی، اسی لیے ان کو شعائر اللہ میں داخل سمجھا گیا ہے۔

مسئلہ: مسجد میں پاک بدن سے داخل ہو جیسا کہ اوپر گزر چکا ہے۔ جب داخل ہو تو دایاں پاؤں پہلے رکھے اور بایاں پیچھے اور یہ دعا پڑھے:

۱۔ اَللّٰهُمَّ افْتَحْ لِي/ لَنَا اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ (منتقی)

الٰہی میرے/ ہمارے لیے اپنی رحمت کے دروازے کھول دے (رحمت اس لیے طلب کی کہ خدا کے گھر میں آئے ہیں)

۲۔ ایک روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ جب داخل ہو تو یوں کہے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ (نیل الاوطار)

خدا کے نام سے (مسجد میں داخل ہوتا/ ہوتی ہوں) الٰہی محمد پر درود پاک بھیج۔

اس کے بعد اوپر کی مذکورہ دعا پڑھے۔

۳۔ اگر جماعت میں کچھ وقفہ ہو تو دو رکعت نماز تحیۃ المسجد کی پڑھے۔

۴۔ مسجد میں تھوکنا، خرید و فروخت کرنا، دنیا کی باتیں کرنا، شور و شغب کرنا، کوئی چیز گم ہو جاتے تو باہر سے آکر مسجد میں حاضرین سے اس کی بابت پکار کر دریافت کرنا، ہتھیار پہن کر آنا، اور خدا اور رسول ﷺ کی تعریف اور دینی اشعار کے سوا دیگر اشعار پڑھنا اور جمعہ کے دن نماز سے پیشتر الگ الگ ٹولیاں اور حلقے بنا کر بیٹھنا یہ سب باتیں حدیث میں منع آئی ہیں۔

۵۔ ضرورت سے مسجد میں سونا، کھانا کھا لینا جائز ہے۔ معتکف کے لیے مسجد میں خرید و فروخت بھی جائز ہے۔

مسئلہ: مسجد میں نماز جنازہ میت کو آگے رکھ کر حسب معمول ادا کرنا جائز ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت ہے۔ (صحیح مسلم)

مسئلہ: جب مسجد سے باہر آئے تو بایاں پاؤں پہلے نکالے اور یہ دُعا پڑھے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ مِنْ فَضْلِکَ (منتقیٰ)

یعنی الٰہی! میں تجھ سے تیرے فضل کی درخواست کرتا ہوں (فضل اس لیے طلب کیا کہ اب دنیا کی معاش میں لگنا ہے

۲۔ دُوسری روایت میں یہ بھی آیا ہے کہ کہے:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ (نیل الاوطار)

یعنی میں خدا کے نام سے مسجد سے نکلتا (نکلتی) ہوں، یا اللہ! محمد ﷺ پر درود بھیج (جس نے ہم کو ایسی رہنمائی کی)

مسئلہ: انبیاء، شہداء اور صالحین کی قبروں کو مسجد بنانا، یعنی مسجدوں کی طرح ان میں اعتکاف کرنا اور نماز و ذکرِ الٰہی کا وہاں شغل کرنا حدیث میں منع ہے۔ (صحیح بخاری)

۲۔ استقبالِ قبلہ

نماز کی دوسری شرط خانہ کعبہ کی طرف منہ کرنا ہے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا: (یعنی اے نبی ﷺ) اب تم (نماز میں)

فَوَلِّ وَجْھَکَ شَطْرَ الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ (بقرہ۔ پ۲) اپنا منہ مسجدِ محترم (خانہ کعبہ) کی طرف کیا کرو۔

مسئلہ: حرم کعبہ میں نماز پڑھیں تو عین خانہ کعبہ کی طرف منہ کر کے نماز پڑھیں اور اگر ایسے بعید مقام پر ہوں کہ وہاں سے عین کعبہ کی طرف منہ کرنا دشوار یا ناممکن ہے، تو وہاں پر کعبہ کی جہت کی طرف منہ کر کے نماز پڑھ لیں، خواہ نظر کی سیدھ عین کعبہ میں پڑے یا اس سے ہٹ کر پڑے، کیونکہ خدا تعالیٰ نے شطر کا ایک ایسا جامع لفظ فرما دیا ہے کہ اس میں دور و نزدیک عینِ کعبہ اور جہتِ کعبہ ہر دو کی گنجائش ہے۔

مسئلہ: جنگل میں یا ایسے مقام پر ہوں، جہاں ہمیں کعبہ کی جہت معلوم نہیں یا اندھیری رات ہے اور ہم کسی طرح جہتِ کعبہ نہیں جان سکتے تو جس طرف غلبۂ ظن ہو، دل جما کر نماز پڑھیں (خدا کے فضل سے) نماز ہو جائے گی اور اگر نماز پڑھ چکنے کے بعد معلوم ہوا کہ ہم نے ٹھیک سمت میں نماز نہیں پڑھی تو کوئی حرج نہیں۔ نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ یہ بات حدیث سے ثابت ہے (حجۃ اللہ دارمی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ: ریل اور کشتی، جہاز وغیرہ کی سواری میں جہاں پر ان کی روانی ایک سمت پر نہیں رہتی، کعبہ کی طرف منہ کیے رکھنے میں معذوری ہو تو نماز شروع کرتے وقت قبلہ کی طرف مُنہ کر لیں، پھر جس طرف بھی ریل، کشتی، جہاز وغیرہ پھرتے جائیں، تم نماز پڑھتے رہو، یہ بھی حدیث سے ثابت ہے۔ (منتقی)

مسئلہ: قبلہ کی طرف منہ کر کے تھوکنا، پیشاب کرنا، پاخانہ پھرنا منع ہے پیشاب اور پاخانے کی حالت میں جنگل میں منہ کرنے کے علاوہ قبلہ کی طرف پیٹھ کرنا بھی منع ہے۔ (بلوغ المرام) کیونکہ خانہ کعبہ شعائر اللہ میں سے ہے اور قبلۂ نماز ہے۔ اس کی عظمت کو ملحوظ رکھنا چاہیئے۔

طریقۂ نماز مکمل طہارت (استنجاء، غسل اور وضوء) کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبلہ رُخ ہو کر باادب کھڑے ہو جاتے اور غیر اللہ سے بیزاری و دست برداری (رفع یدین) کرتے ہوئے اَللّٰهُ اَكْبَرُ یعنی اللہ تعالیٰ سب سے بڑا ہے، اسے تکبیر تحریمہ کہتے ہیں، اور دایاں ہاتھ بائیں کے اوپر رکھ کر دونوں ہاتھ سینے کے برابر باندھتے ہیں۔ (بلوغ المرام)

اور یہ دُعا پڑھتے ہیں:

دُعا: اَللّٰهُمَّ بَاعِدْ بَيْنِيْ وَبَيْنَ خَطَايَايَ كَمَا

الٰہی! مجھ میں اور میرے گناہوں میں اس طرح دُوری کر دے جس طرح

بَاعَدْتَ بَيْنَ الْمَشْرِقِ وَالْمَغْرِبِ. اَللّٰهُمَّ

تو نے مشرق اور مغرب میں دُوری رکھی ہے۔ الٰہی! تو

نَقِّنِيْ مِنْ خَطَايَايَ كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْاَبْيَضُ

مجھے میرے گناہوں سے اس طرح پاک صاف کر دے جس طرح سفید کپڑا

مِنَ الدَّنَسِ اَللّٰهُمَّ اغْسِلْنِيْ مِنْ خَطَايَايَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

میل کچیل سے صاف ستھرا کر دیا جاتا ہے۔ الٰہی! مجھے میری خطا کاریوں

بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ۔ (صحیح البخاری)

(کی آگ) سے پانی اور برف اور اولوں سے دھو کر ٹھنڈا کر دے۔

یا یہ ثناء پڑھے:

ثناء: سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ

پاک ہے تو اللہ اور میں تیری حمد کرتا ہوں، تیرا نام برکت والا

وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَآ اِلٰهَ غَيْرُكَ[1] (ابن ماجہ)

ہے اور تیری عظمت بلند ہے اور تیرے سوا کوئی معبود نہیں

۳۔ دعا یا ثناء کے بعد آپ اعوذ پڑھتے، یعنی کہتے:

تعوذ: اَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ یا

میں شیطان مردود سے خدا کی پناہ چاہتا ہوں (اور کبھی اعوذ کے یہ کلمات پڑھے)

اَعُوْذُ بِاللّٰهِ السَّمِيْعِ الْعَلِيْمِ مِنَ الشَّيْطٰنِ

میں شیطان مردود سے خدائے سمیع و علیم کی پناہ چاہتا ہوں

الرَّجِيْمِ مِنْ هَمْزِهٖ وَنَفْخِهٖ وَنَفْثِهٖ (منتقی)

اس کی چھیڑ سے اور شیطانی تکبر سے اور شیطانی شعروں سے

اس کے بعد آپ ﷺ سورۃ فاتحہ پڑھتے:

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

(شروع) خدائے رحمٰن (و) رحیم کے نام سے

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِيْنَ ۝ اَلرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ ۝

ہر طرح کی تعریف خدا تعالیٰ ہی کو سزاوار ہے (جو) تمام جہان والوں کا پروردگار ہے اور نہایت

[1] اس روایت کی صحت رفع میں محدثین میں اختلاف ہے پہلی روایت یعنی اللّٰھم باعد والی بالاتفاق صحیح ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مٰلِكِ يَوْمِ الدِّيْنِ ۝ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَ

والا (اور) بہت مہربان ہے (اور) روزِ جزا کا مالک ہے (خداوندا) ہم صرف تیری عبادت کرتے ہیں

اِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ ۝ اِهْدِنَا الصِّرَاطَ الْمُسْتَقِيْمَ ۝

اور صرف تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔ ہم کو سیدھی (اور پختہ) راہ پر چلا

صِرَاطَ الَّذِيْنَ اَنْعَمْتَ عَلَيْهِمْ غَيْرِ

راہ ان لوگوں کی، جن پر تو نے فضل کیا (اور) ان پر

الْمَغْضُوْبِ عَلَيْهِمْ وَلَا الضَّآلِّيْنَ ۝

غضب نہیں کیا گیا اور نہ وہ گمراہ (ہوئے)۔

سورتِ فاتحہ کے بعد آپ آمِیْنَ پکارتے۔

یعنی خداوندا! ہماری یہ دُعا و التجاء قبول فرما۔ (ترمذی)

مسئلہ: اگر اونچی قرأت پڑھے، تو بسم اللہ اور آمین بھی اونچی کہے اور اگر آہستہ قرأت پڑھے تو بسم اللہ اور آمین بھی آہستہ کہے۔

غرض بسم اللہ اور آمین قرأت کے تابع ہیں جس طرح قرأت پڑھے ویسے ہی ان کو بھی پڑھے۔ یہ صحیح حدیثوں کا خلاصہ ہے۔ اس کے خلاف جو کچھ بھی ہے، وہ ضعیف ہے۔

قرأت بعد فاتحہ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سورۃ فاتحہ اور آمین کے بعد تھوڑا سا وقفہ کر کے باقی قرآن مجید سے کوئی سورت پڑھتے۔

ہم عوام کی سہولت کے لیے اور مضامین کی عظمت کے لحاظ سے اخیر قرآن کی دس چھوٹی چھوٹی سورتیں مع ترجمہ کے لکھ رہے ہیں۔

سورتیں یہ ہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُورَۃُ الفِیلِ

یمن کے عیسائی حاکم اَبرہہ نے خانہ کعبہ پر ہاتھیوں کے لشکر سے چڑھائی کی۔ خدا نے ان کو عذاب آسمانی سے ہلاک کر دیا اور خانہ کعبہ کو بچا لیا۔ اسی سال ہمارے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پیدا ہوئے۔ گویا یہ آپ کی آمد کی برکت تھی۔ یہ واقعہ جتا کر خدا تعالیٰ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حوصلہ دلاتا ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا کے رحمٰن و رحیم کے نام سے (شروع)

اَلَمْ تَرَ كَيْفَ فَعَلَ رَبُّكَ بِاَصْحٰبِ الْفِيْلِ ؕ

(اے پیغمبر!) تم نے نظر نہیں کی کہ تمہارے پروردگار نے (ان) ہاتھی والوں سے کیا

اَلَمْ يَجْعَلْ كَيْدَهُمْ فِيْ تَضْلِيْلٍ ۙ وَّ اَرْسَلَ

برتاؤ کیا۔ کیا ان کے منصوبے کو (بالکل) ملیامیٹ نہیں کر دیا تھا (بیشک کر دیا) اور ان پر

عَلَيْهِمْ طَيْرًا اَبَابِيْلَ ۙ تَرْمِيْهِمْ بِحِجَارَةٍ

جھنڈ کے جھنڈ پرندے بھیجے جو ان پر (اوپر سے) کنکر کی پتھریاں پھینکتے

مِّنْ سِجِّيْلٍ ۙ فَجَعَلَهُمْ كَعَصْفٍ مَّاْكُوْلٍ ۠

تھے۔ پس ان کو کھائے ہوئے بھوسے کی طرح کر دیا

سُورَۃُ القُرَیْشِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قبیلہ قریش پر احسان جتا کر ان کو توحید الٰہی کی طرف توجہ دلائی ہے۔

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدا کے رحمٰن و رحیم کے نام سے (شروع)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لِاِيْلٰفِ قُرَيْشٍ ٥ اِيْلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ

چونکہ (خدا نے) قریش کو جاڑے اور گرمی کے سفروں کی چاٹ لگا دی ہے، تو

وَالصَّيْفِ ٥ فَلْيَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَيْتِ ٥

(اس کی وجہ سے) ان کو چاہیئے کہ اس خانہ (کعبہ) کے مالک کی عبادت کریں

الَّذِیْٓ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ وَّاٰمَنَهُمْ

جس نے ان کو بھوک میں (بے کھیتی کیے) کھانے کو دیا اور ان کو (رہزنوں کے)

مِّنْ خَوْفٍ ٥

خوف سے امن میں رکھا

سُوْرَةُ الْمَاعُوْن

بخیلوں، ریاکاروں، استعمال کی حقیر چیزیں عاریۃً یا احساناً نہ دینے والوں کی مذمت

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدائے رحمٰن (و) رحیم کے نام سے (شروع)

اَرَءَيْتَ الَّذِيْ يُكَذِّبُ بِالدِّيْنِ ٥ فَذٰلِكَ

(اے نبی) تم نے اس شخص کے حال پر بھی نظر کی جو (اعمال کی) جزا (وسزا) کو جھوٹ سمجھتا ہے،

الَّذِيْ يَدُعُّ الْيَتِيْمَ ٥ وَلَا يَحُضُّ عَلٰى طَعَامِ

یہ وہی تو وہ ہے جو یتیم کو دھکے دیتا ہوا نکال دیتا ہے اور (کسی دیگر کو بھی) مسکین کے کھانے پر

الْمِسْكِيْنِ ٥ فَوَيْلٌ لِّلْمُصَلِّيْنَ ٥ الَّذِيْنَ

ترغیب بھی نہیں دیتا۔ تو ان نمازیوں کے لیے خرابی ہے جو اپنی نماز کی

هُمْ عَنْ صَلَاتِهِمْ سَاهُوْنَ ٥ الَّذِيْنَ هُمْ

طرف سے غافل ہیں، وہ جو ریاکاری کرتے ہیں اور (کسی کو) استعمال کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

يُرَاءُوْنَ ۝ وَيَمْنَعُوْنَ الْمَاعُوْنَ ۝

چھوٹی چھوٹی چیزیں (احساناً یا عاریۃً) بھی نہیں دیتے

سُوْرَةُ الْكَوْثَرِ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حوض کوثر عطا کرنے کا احسان جتا کر دشمنوں کے طعن سے بے پروا کرنا چاہا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(خدائے رحمٰن (و) رحیم کے نام سے (شروع)

اِنَّا اَعْطَيْنٰكَ الْكَوْثَرَ ۝ فَصَلِّ لِرَبِّكَ

(اے نبی!) ہم نے تم کو (حوض) کوثر (اور کثیر امت) عطا کی ہے۔ پس تم

وَانْحَرْ ۝ اِنَّ شَانِئَكَ هُوَ الْاَبْتَرُ ۝

اپنے رب کی خوشنودی کے لیے نماز پڑھا کرو (اور) قربانی کیا کرو، بیشک، جو تمہارا بدخواہ ہے اسکا کوئی ذکر بھی نہیں (یعنی اسکا کوئی نام لیوا نہیں ہے گا)

سُوْرَةُ الْكٰفِرُوْنَ

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(خدائے رحمٰن (و) رحیم کے نام سے (شروع)

قُلْ يٰۤاَيُّهَا الْكٰفِرُوْنَ ۝ لَاۤ اَعْبُدُ مَا

(اے نبی) تم کہو! اے (دین حق کے منکرو! (خدا کے سوا) تم جن جن کی عبادت کرتے ہو میں تو

تَعْبُدُوْنَ ۝ وَلَاۤ اَنْتُمْ عٰبِدُوْنَ مَاۤ

ان کی عبادت نہیں کرتا اور (تم بھی خالصاً) اس کی عبادت نہیں کرتے جس کی میں عبادت کرتا

اَعْبُدُ ۝ وَلَاۤ اَنَا عَابِدٌ مَّا عَبَدْتُّمْ

ہوں، یعنی خدا کی اور میں آئندہ بھی ان کی عبادت کرنے والا نہیں جن کی تم (خدا کے سوا)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَلَآ اَنْتُمْ عَابِدُوْنَ مَآ اَعْبُدُ ۝

کرتے ہو اور تم بھی (خالصتاً) اس کی عبادت کرنے والے نہیں ہو جس کی عبادت میں کرتا ہوں

لَكُمْ دِيْنُكُمْ وَلِيَ دِيْنِ ۝

(یعنی خدا کی تو میرا تمہارا کیا واسطہ؛ بس) تمہارے لیے تمہارا دین اور میرے لیے میرا دین

سُوْرَةُ النَّصْر

مکہ شریف فتح ہو جانے کی بشارت میں مدینہ میں اتری

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

خدائے رحمن و رحیم کے نام سے (شروع)

اِذَا جَآءَ نَصْرُ اللّٰهِ وَالْفَتْحُ ۝ وَرَاَيْتَ

(اے پیغمبر!) جب خدا کی مدد اور فتح (مکہ) آ پہنچی اور تم لوگوں کو اپنی

النَّاسَ يَدْخُلُوْنَ فِيْ دِيْنِ اللّٰهِ اَفْوَاجًا ۝

آنکھ سے) دیکھ لو کہ وہ خدا کے دین (اسلام) میں گروہ کے گروہ داخل ہو رہے ہیں

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ ط

تو تم نے اپنے رب کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح پڑھنی اور اس سے بخشش مانگی

اِنَّهٗ كَانَ تَوَّابًا ۝

بے شک وہ بڑا قبول کرنے والا ہے۔

سُوْرَةُ اَبِیْ لَهَب

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا ابولہب کے انجام بد سے توجہ دلائی کہ مال و دولت اور پیغمبر سے قرب رشتہ بغیر ایمان اور عمل صالح کے کام نہیں آئے گا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدائے رحمٰن (و) رحیم کے نام سے (شروع)

تَبَّتْ یَدَآ اَبِیْ لَهَبٍ وَّتَبَّ ۝ مَآ اَغْنٰی عَنْهُ

(اپنے اعمال کی پاداش میں) ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ گئے اور وہ ہلاک ہو گیا نہ تو اس کا مال ہی کام آیا

مَالُهٗ وَمَا كَسَبَ ۝ سَيَصْلٰى نَارًا ذَاتَ

اور نہ اس کی دیگر کمائی، وہ عنقریب (دوزخ کی) شعلہ مارتی ہوئی آگ میں داخل

لَهَبٍ ۝ وَّامْرَاَتُهٗ ؕ حَمَّالَةَ الْحَطَبِ ۝

ہوگا۔ اور اس کی عورت بھی ہیزم کشی کرتی ہوئی۔ اس

فِیْ جِیْدِهَا حَبْلٌ مِّنْ مَّسَدٍ ۝

کی گردن میں مونج کی رسّی ہوگی۔

سُوْرَةُ الْاِخْلَاصِ

خالص توحید کا بیان اور ہر قسم کے شرک کی تردید

بِسْمِ اللّٰہِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ

خدائے رحمٰن و رحیم کے نام سے (شروع)

قُلْ هُوَ اللّٰهُ اَحَدٌ ۝ اَللّٰهُ الصَّمَدُ ۝

(اے پیغمبر) تم کہو وہ اللہ اکیلا ہے (اور وہ) اللہ بے نیاز ہے۔

لَمْ یَلِدْ ۝ وَلَمْ یُوْلَدْ ۝ وَلَمْ یَكُنْ

نہ اس نے کسی کو جنا اور نہ وہ کسی سے جنا گیا اور نہ کوئی اس کا

لَّهٗ كُفُوًا اَحَدٌ ۝

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سُوْرَةُ الْفَلَقِ

ہر طرح کے شریر کی شرارت سے بچنے کی دُعا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع) خدائے رحمٰن (و) رحیم کے نام سے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ ۝ مِنْ شَرِّ مَا خَلَقَ ۝ وَ

اے پیغمبر! اپنی حفاظت کے لیے کہو، میں صبح کے مالک (یعنی خدا کی) پناہ مانگتا ہوں ہر شے کی برائی سے جو

مِنْ شَرِّ غَاسِقٍ اِذَا وَقَبَ ۝ وَمِنْ شَرِّ النَّفّٰثٰتِ

اس نے پیدا کی اور تاریک رات کی برائی سے بھی جب اس کا اندھیرا (ہر شے پر) چھا جاتے اور گنڈوں پر پڑھ کر

فِي الْعُقَدِ ۝ وَمِنْ شَرِّ حَاسِدٍ اِذَا حَسَدَ ۝

پھونکنے والی عورتوں کی بُرائی سے بھی اور حسد کرنے والے کی بُرائی سے بھی جب وہ حسد کرنے لگے۔

سُوْرَةُ النَّاسِ

ہر طرح کے شیطانی وسوسوں سے بچنے کی دُعا

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِيْمِ

(شروع) خدائے رحمٰن (و) رحیم کے نام سے

قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ ۝ مَلِكِ النَّاسِ ۝ اِلٰهِ النَّاسِ ۝

(اے پیغمبر! اپنی حفاظت کے لیے یہ بھی) کہو میں تمام لوگوں کے پروردگار (اور) تمام لوگوں کے (سچے) بادشاہ

مِنْ شَرِّ الْوَسْوَاسِ الْخَنَّاسِ ۝ الَّذِيْ يُوَسْوِسُ

اور تمام لوگوں کے معبود (برحق) کی پناہ مانگتا ہوں، وسوسہ انداز (شیطان) کی شرارت سے جو (خدا کا نام سن کر

فِيْ صُدُوْرِ النَّاسِ ۝ مِنَ الْجِنَّةِ وَالنَّاسِ ۝

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

قرأت کے بعد آپ تھوڑا وقفہ کرکے اور سانس لے کر مثل سابق تکبیر کہہ کر رفع یدین کرتے ہوئے رکوع میں جاتے — اور دونوں ہتھیلیوں سے دونوں گھٹنوں کو خوب مضبوط پکڑ کر پشت اور سر کو خوب ہموار کرکے نہایت اطمینان اور حضورِ قلب سے تسبیحات ذیل میں سے کوئی پڑھتے رہیں:

۱- سُبْحَانَ رَبِّيَ الْعَظِيْمِ (منتقی)	یعنی میں اپنے بڑی عظمت اور بزرگی والے پروردگار پاک کو یاد کرتا ہوں

۲- اور کبھی یہ پڑھتے:

سُبُّوحٌ قُدُّوسٌ رَبُّ الْمَلَائِكَةِ وَالرُّوحِ (منتقی)	یعنی (خدا تعالیٰ) نہایت پاک و بے عیب ہے، سب فرشتوں اور روح کا بھی مالک ہے

۳- اور اکثر یہ پڑھتے:

سُبْحٰنَكَ اللّٰهُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ (منتقی)	یعنی خداوندا! پروردگارا! میں تجھ کو ہر عیب سے پاک یاد کرتا ہوں اور سب خوبیوں کے لائق جانتا ہوں، الٰہی! مجھے بخش دے

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا فرماتی ہیں کہ آپ اس آیت کے حکم کی تعمیل میں پڑھتے تھے:

فَسَبِّحْ بِحَمْدِ رَبِّكَ وَاسْتَغْفِرْهُ (النصر، منتقی)	یعنی سو (اے پیغمبر!) تم اپنے پروردگار کی حمد کے ساتھ اس کی تسبیح پکارو اور اس سے بخشش طلب کرو

مسئلہ: یہ اذکار و تسبیحات آپ نہایت ہی ذوق و شوق اور تسلی و اطمینان سے بار بار دُہرا کر دیر تک پڑھتے رہتے۔

مسئلہ: کم از کم تین بار پڑھے (ترمذی) لیکن کُٹر کُٹر کر نہیں، بلکہ نہایت تسلی سے آہستہ آہستہ پڑھے۔ تین بار یا پانچ بار یا سات بار یا نو بار، غرض طاق کی رعایت رکھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تنبیہ: بعض لوگ رکوع میں کمر اور سر کو ہموار نہیں کرتے اور اطمینان سے رکوع میں نہیں ٹھہرتے، اس طرح نماز بالکل نہیں ہوتی۔ پشت اور سر کو ہموار کیے رکھنا اور اطمینان سے ٹھہرے رہنا فرض ہے اور حدیثوں میں ایسا ہی وارد ہے۔ (منتقی)

قومہ پھر آپ مثلِ سابق رفع یدین کرتے ہوئے رکوع سے سر اٹھاتے اور یہ ذکر پڑھتے ہیں:

سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ یعنی خدا نے اس شخص کی سُن لی جس نے اُس کی حمد
رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ (منتقی) بیان کی، اے ہمارے پروردگار! حمد کے لائق تو ہی ہے،

مسئلہ: صحیح بخاری میں ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے رکوع سے اٹھتے وقت سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کہا، تو (مقتدیوں میں سے) ایک شخص نے کہا:

رَبَّنَا وَلَكَ الْحَمْدُ یعنی اے پروردگار! حمد کے لائق تو ہی ہے،
حَمْدًا كَثِيرًا طَيِّبًا (میں تیری ایسی حمد کرتا ہوں جو) بہت کثرت
مُبَارَكًا فِيهِ سے ہو اور) پاک ہو جس میں برکت رکھی ہو

جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز سے فارغ ہوئے، تو آپ نے فرمایا: ایسا کہنے والا کون تھا؟ اس شخص نے کہا (حضرت! فداک روحی) میں (ہوں)، آپ نے فرمایا: میں نے تیس سے زیادہ فرشتے دیکھے جو جلدی کرتے تھے کہ کون اسے پہلے جا کر لکھے۔ (صحیح بخاری)

۲۔ کبھی آپ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ کے بعد یہ بھی کہتے:

اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ یعنی اے ہمارے پروردگار! حمد کے
مِلْأُ السَّمٰوٰتِ وَمِلْأُ لائق تو ہی ہے، آسمانوں اور زمین اور
الْاَرْضِ وَمِلْأُ مَا شِئْتَ پھر ان کے بعد جونسی شئے تو چاہے اس کی
مِنْ شَيْئٍ بَعْدُ (مشکوٰۃ) بُرائی (بھر جانے) کے برابر ہو۔

مسئلہ: آپ رکوع سے سر اٹھاتے ہی جلدی سے بغیر پشت سیدھی کرنے اور اطمینان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

سے ذکرِ خدا کرنے کے سجدے میں نہ چلے جاتے تھے، بلکہ سیدھے کھڑے ہو کر نہایت خلوص دل اور اطمینان سے اتنے لمبے الفاظ میں خدا کی حمد و ثناء کر کے نہایت آرام و وقار سے سجدے میں جاتے، چنانچہ آپ کا فرمان ہے کہ جو شخص، رکوع اور سجدے کے درمیان، یعنی قومہ میں اپنی پشت سیدھی نہیں کرتا۔ خداوند تعالیٰ اس کی نماز کی طرف دیکھتا بھی نہیں (منتقی) یعنی نہایت حقارت سے رد کر دیتا ہے اور قبول نہیں کرتا۔

سجدہ پھر آپ سجدے میں جاتے، اس طرح کہ پہلے دونوں گھٹنے زمین پر رکھتے پھر دونوں ہاتھ (منتقی) تاکہ زمین پر پڑتے وقت اعضائے بدن کی ترتیب درست رہے اور دونوں ہاتھوں کے درمیان پیشانی اور ناک مبارک زمین پر رکھ کر نہایت خلوص اور انکساری سے یہ پڑھتے:

۱۔ سُبْحَانَ رَبِّیَ الْاَعْلٰی۔ (منتقی)	یعنی میں اپنے پروردگار کو جو سب سے بلند (شان والا) ہے، پاک یاد کرتا ہوں
۲۔ اور اکثر یہ پڑھتے: سُبْحَانَكَ اَللّٰھُمَّ رَبَّنَا وَبِحَمْدِكَ اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ۔ (منتقی)	یعنی خداوندا! ہمارے پروردگارا! میں تجھ کو (ہر عیب سے) پاک یاد کرتا ہوں اور سب خوبیوں کے لائق جانتا ہوں، الٰہی مجھے بخش دے

۳۔ اور کبھی یہ پڑھتے:

سُبُّوْحٌ قُدُّوْسٌ رَبُّ الْمَلٰٓئِكَةِ وَالرُّوْحِ۔	یعنی (خدا تعالیٰ) نہایت پاک و بے عیب ہے، سب فرشتوں اور روح کا بھی مالک ہے (منتقی)

مسئلہ: سجدے کی حالت میں آپ اپنے بازوؤں اور پیٹ کو اپنی رانوں سے الگ رکھ کر کشادگی سے سجدہ کرتے۔ (منتقی)

تنبیہ: بعض لوگ سجدے کی حالت میں بازوؤں اور پیٹ کو رانوں سے جُدا نہیں کرتے۔ یہ خلافِ سنت ہے، اس سے پرہیز کرنی چاہیئے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ کسی حدیثِ نبوی سے عورت اور مرد کے سجدے کی کیفیت میں فرق ثابت نہیں ہوا۔

مسئلہ: آپ نے فرمایا کہ مجھے (خدا تعالیٰ کا) حکم ہوا ہے کہ سجدہ سات جوڑوں کے بل کروں، یعنی پیشانی اور دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں اور دونوں پاؤں پر (منتقیٰ)

مسئلہ: سجدہ میں پاؤں کی انگلیاں زمین سے لگی رہیں اور ان کا رُخ بھی قبلہ کی طرف رہے۔ (منتقیٰ)

تنبیہ: بعض لوگ سجدے کی حالت میں پاؤں کی انگلیاں زمین سے اٹھائے رکھتے ہیں۔ اگر اس طرح پورے سجدے کی دیر تک پاؤں اُٹھے رہیں اور سر سجدے سے اٹھا لیا جائے تو سجدہ ادا نہیں ہوتا اور نماز ٹوٹ جاتی ہے۔ اس سے بہت احتیاط کرنی چاہیئے۔ سجدے میں ساتوں جوڑ زمین سے لگائے رکھنے فرض ہیں۔

مسئلہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سجدے کے اذکار (دعا و تسبیح بھی مثل رکوع نہایت ذوق و شوق اور حضورِ دل اور اطمینان سے بار بار دہرا کر دیر تک پڑھتے رہتے۔

مسئلہ: یہ تسبیحات بھی مثلِ رکوع کم از کم تین بار پڑھے، لیکن کُتر کُتر کر جلد جلد نہ پڑھے، بلکہ نہایت تسلی سے آہستہ آہستہ پڑھے۔ تین بار یا پانچ یا سات بار یا نو بار، غرض طاق کی رعایت رکھے۔

جلسہ سجدے میں بھی مثلِ رکوع اطمینان سے ٹھہرے رہنا فرض ہے۔ پھر آپ تکبیر کہتے ہوئے سجدے سے سر اٹھا کر سیدھے دو زانو ہو کر بیٹھ جاتے اور یہ دُعا پڑھتے:

۱۔ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ وَارْحَمْنِيْ	خداوندا! مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما
وَعَافِنِيْ وَاهْدِنِيْ	اور مجھے ہدایت پر قائم رکھ اور مجھے حلال
وَارْزُقْنِيْ (ترمذی)	کی) روزی عطا فرما

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- اور کبھی دہرا کر یہ پڑھتے: رَبِّ اغْفِرْ لِیْ رَبِّ اغْفِرْ لِیْ۔ (منتقیٰ) یعنی پروردگار میرے مجھے بخش دے، میرے پروردگار! مجھے بخش دے

اس کے بعد آپ تکبیر کہتے ہوئے دوسرے سجدے میں جاتے اور مثلِ سابق اطمینان سے تسبیحات پڑھتے۔

تنبیہ: بعض لوگ دو سجدوں کے درمیان سیدھے ہو کر اطمینان سے نہیں بیٹھتے اور جانوروں کی ٹھونگوں کی طرح سجدے پر سجدہ کرتے ہیں۔ اس طرح نماز نہیں ہوتی۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسے طریق سے منع فرمایا ہے۔ (دارمی)

رکوع و سجود کی طرح قومہ اور جلسہ میں بھی اطمینان سے ٹھہرے رہنا فرض ہے، اس کے ترک سے نماز نہیں ہوتی۔

آپ دوسرے سجدے سے تکبیر کہتے ہوئے سر اٹھاتے تو اگر پہلی یا تیسری رکعت ہوتی، تو تھوڑا سا سیدھا بیٹھ کر دوسری رکعت کے لیے کھڑے ہو جاتے اس تھوڑا سا بیٹھنے کو جلسۂ استراحت کہتے ہیں۔ عام لوگ اس سنت سے ناواقف ہیں اور وہ اپنی نماز میں اسے ادا نہیں کرتے۔

تشہد

اور اگر عامِ[1] نمازوں میں دوسری یا چوتھی رکعت ہوتی تو تشہد کے لیے دو زانو ہو کر باادب ہیئت میں بیٹھ جاتے۔ دایاں ہاتھ دائیں ران پر اور بایاں بائیں ران پر رکھتے۔ اس طرح کہ بایاں تو بالکل کھلا ہوتا اور دائیں ہاتھ کی تین انگلیاں ہتھیلی کے ساتھ قبض کر کے رکھتے اور انگوٹھے کو بیچ کی انگلی سے ملا کر حلقہ کرتے اور انگوٹھے کے ساتھ کی انگلی الگ کھلی کی کھلی رکھتے اور یہ کلمات پڑھتے:

---

[1] عام نمازوں کی قید اس لیے لگائی گئی ہے کہ نمازِ وتر کی کیفیت خاص طریق پر مروی ہے۔ اس میں دوسری اور چوتھی رکعت میں تشہد بیٹھنا آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں۔ ۱۲منہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اَلتَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوٰتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ

سب وردو وظائف (جو زبان کے متعلق ہیں) اور سب عجز و نیاز (کی بدنی حرکات)

عَلَيْكَ اَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

اور سب مالی صدقات وخیرات صرف خدا ہی کا حق ہیں۔ اے نبی (جس نے ہمیں یہ مبارک طریق سکھایا)

اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلٰى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ

آپ پر سلام ہو اور رحمت بھی اور اس کی برکتیں بھی، ہم پر بھی سلام ہو اور خدا کے تمام نیک بندوں پر بھی ہو

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاَشْهَدُ اَنَّ

میں گواہی دیتا ہوں کہ خدائے (واحد) کے سوا کوئی بھی مستحق عبادت نہیں اور میں یہ بھی گواہی دیتا ہوں

مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ۔

کہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اس کے کامل بندے اور سچے رسول ہیں۔

مسئلہ: اس کلمۂ شہادت پر آپ انگشتِ شہادت یعنی انگوٹھے کے ساتھ کی انگلی جس کو الگ کھلا رکھا تھا، اٹھاتے کہ مثلِ دیگر اذکار وافعال کی مطابقت کے اس قول یعنی شہادتِ توحید اور اس فعل یعنی ایک انگلی اٹھا کر اشارہ کرنے میں بھی مطابقت ظاہر ہو، سبحان اللہ! سبحان اللہ!

مسئلہ: تشہد کے مذکورہ بالا کلمات صحیح بخاری وغیرہ کتب حدیث میں حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مرفوع روایت سے ہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ یہ کلمات ہم کو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اس طرح حفظ کراتے تھے جس طرح قرآن کریم کی کوئی سورت حفظ کراتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

مسئلہ: صحیح بخاری میں انہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے یہ روایت بھی ہے کہ جب ہم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم موجود تھے، تو ہم ایسا یعنی اَیُّھَا النَّبِیُّ (بصیغۂ ندا) کہتے تھے، لیکن جب آپ وصال فرما گئے تو ہم اَلسَّلَامُ عَلَی النَّبِیِّ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(بصیغۂ غائب) کہنے لگے [1]

دوسری رکعت کے تشہد کے بعد جب آپ تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوتے تو تکبیر کے ساتھ حسب معمول سابق رفع یدین بھی کرتے۔ (بخاری)

اگر یہ آخری رکعت یعنی سلام پھیرنے والی رکعت ہوتی تو درود شریف اور کوئی دُعا (جیساکہ آئندہ مذکور تھا) پڑھ کر سلام پھیرتے اور اگر درمیانی ہوتی، تو تیسری رکعت کے لیے کھڑے ہوکر حسب دستور نماز پوری کرتے۔

درود شریف

صحابہ کرام نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ آپ پر سلام بھیجنا تو ہم نے معلوم کرلیا، لیکن ہم کو خدا تعالیٰ نے آپ پر درود شریف بھیجنے کا بھی حکم کیا ہے، تو ہم درود شریف کس طرح پڑھا کریں۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ یوں کہا کرو:

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا صَلَّيْتَ

خداوندا! تو محمد پر اور آپ کی آل پر درود بھیج، جس طرح تو نے ابراہیم پر اور ابراہیم

عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ

کی آل پر درود بھیجا۔ بے شک تو حمد والا (اور) بزرگی والا ہے۔

مَّجِيْدٌ ۝ اَللّٰهُمَّ بَارِكْ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى

خداوندا! تو محمد پر اور آپ کی آل پر برکتیں نازل

اٰلِ مُحَمَّدٍ كَمَا بَارَكْتَ عَلٰى اِبْرَاهِيْمَ وَعَلٰى

فرما، جس طرح تو نے ابراہیم پر اور ابراہیم کی آل پر نازل کی تھیں

اٰلِ اِبْرَاهِيْمَ اِنَّكَ حَمِيْدٌ مَّجِيْدٌ ۝

بے شک تو حمد والا (اور) بزرگی والا ہے۔

[1] صحیح بخاری کتاب الاستیذان باب الاخذ بالیدین ۱۲ منہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ: تشہد اور درود شریف کے دیگر صیغے بھی مؤطا وغیرہ کتب حدیث کی صحیح روایتوں میں مروی ہیں، لیکن ہم نے بخوف طوالت کتاب صرف ایک ایک صیغے پر کفایت کی ہے۔

قعدہ اخیر

مسئلہ: حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ میں نماز پڑھ رہا تھا اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم (پاس) تشریف رکھتے تھے اور پاس حضرات ابوبکر و عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما بھی تھے۔ جب میں قعدہ میں بیٹھا تھا، تو میں نے خدائے تعالیٰ کی ثناء کی، پھر درود پڑھا، پھر اپنی ذات کے لیے دعا مانگی۔ اس پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: سَلْ تُعْطَهْ یعنی مانگ تجھے ملے گا۔

۲۔ ایک اور روایت حضرت فضالہ بن عبید رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے ہے کہ درآں حال کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم بیٹھے تھے ایک شخص آیا اور نماز پڑھنے لگا۔ اس نے (دعا میں) کہا، اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلِیْ وَارْحَمْنِیْ یعنی خداوندا مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم فرما آپ نے فرمایا: (میاں) نمازی! تم نے جلد بازی کی، جب تو نماز پڑھے اور قعدہ میں بیٹھے، تو خدا کی حمد بیان کر جیسی وہ حمد کے لائق ہے۔ پھر مجھ پر درود پڑھ، پھر اس سے دعا مانگ۔ حضرت فضالہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں اس کے بعد ایک اور شخص آیا تو اس نے خدا کی حمد بیان کی اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پاک پڑھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے دیکھ کر فرمایا:

اَیُّھَا الْمُصَلِّیْ اُدْعُ تُجَبْ۔ (مشکوٰۃ) (میاں) نمازی! دعا مانگ، تیری دعا قبول ہوگی

۱؎ مندرجہ بالا درود شریف دو روایتوں کو جمع کر کے لکھا گیا ہے۔ جو صیغہ طبع اول میں لکھا گیا تھا وہ صرف ایک ہی روایت کے مطابق لکھا گیا تھا۔ (مشکوٰۃ) ۱۲ منہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان احادیث سے معلوم ہوا کہ قعدۂ اخیر میں دعا سے پہلے درود شریف بھی ضرور پڑھنا چاہیے۔

ادعیہ قعدہ

مسئلہ: قعدہ کی کوئی مخصوص دعا نہیں، بلکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ثُمَّ لِيَتَخَيَّرْ مِنَ الدُّعَاءِ أَعْجَبَهُ فَيَدْعُوْ (بخاری)

(یعنی پھر جو دعا بھی اُسے پسند ہو اختیار کر کے مانگے۔

پہلی دُعا: ام المومنین حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتی ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نماز میں یہ دُعا مانگا کرتے تھے:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ أَعُوْذُ بِكَ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَ

خداوندا! میں تیری پناہ چاہتا ہوں، عذاب قبر سے نیز تیری پناہ چاہتا ہوں

أَعُوْذُ بِكَ مِنْ فِتْنَةِ الْمَسِيْحِ الدَّجَّالِ وَأَعُوْذُ بِكَ

فتنۂ دجال سے، نیز تیری پناہ چاہتا ہوں

مِنْ فِتْنَةِ الْمَحْيَا وَفِتْنَةِ الْمَمَاتِ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ

زندگی کے فتنہ سے اور موت کے فتنے سے خداوندا! میں تیری پناہ چاہتا ہوں

أَعُوْذُ بِكَ مِنَ الْمَأْثَمِ وَالْمَغْرَمِ (بخاری)

گنہ گاری سے بھی اور قرض کے دباؤ سے بھی۔

دوسری دُعا: حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے عرض کیا کہ مجھے کوئی دُعا تعلیم کیجیے جو میں نماز میں مانگا کروں، آپ نے اُن کو یہ دُعا سکھائی:

اَللّٰهُمَّ إِنِّيْ ظَلَمْتُ نَفْسِيْ ظُلْمًا كَثِيْرًا وَلَا

خداوندا! میں نے اپنی جان پر بہت ظلم کیے اور تیرے سوا کوئی بھی

يَغْفِرُ الذُّنُوْبَ إِلَّا أَنْتَ فَاغْفِرْ لِيْ مَغْفِرَةً

گناہ بخش نہیں سکتا پس تو مجھے اپنے پاس سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مِنْ عِنْدِكَ وَارْحَمْنِيْ اِنَّكَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ

اور مجھ پر رحم فرما، بے شک تو ہی غفور رحیم

الرَّحِيْمُ ط (بخاری)

(بخشنے والا مہربان) ہے۔

تیسری دعا: کبھی آپ یہ دُعا بھی پڑھتے:

اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ ذَاتِيْ

خداوندا! میرے گناہ بخش دے اور میرے لیے میری ذات میں فراخی

وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا رَزَقْتَنِيْ۔ (منتقی از مسند احمد)

کر اور مجھے اس رزق میں جو تو نے مجھے دیا برکت بخش۔

اس کے بعد آپ دائیں طرف منہ کر کے کہتے:

سلام اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ ط پھر بائیں طرف منہ کر کے ایسا ہی کہتے: یعنی تم پر سلامتی اور خدا کی رحمت (نازل) ہو

مسئلہ: جس طرح نماز کا شروع تکبیر سے ہے، اسی طرح اس کا اختتام سلام سے ہے، چنانچہ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: مِفْتَاحُ الصَّلٰوةِ الطُّهُوْرُ وَتَحْرِيْمُهَا التَّكْبِيْرُ وَتَحْلِيْلُهَا التَّسْلِيْمُ۔ (منتقی از ترمذی وغیرہ)

یعنی کہ نماز کی چابی وضو ہے اور اس کے (دروازے کے) اندر داخل ہونا تکبیر کہنا ہے اور اس سے (باہر ہونا اور) آزاد ہونا سلام کہنا ہے

مسئلہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے تمام عمر میں نہ تو نماز شروع کرتے وقت تکبیر ترک کی اور نہ اس موقع پر اَللّٰهُ اَكْبَرُ کے سوا کوئی دیگر کلمہ کہا اور نہ تمام عمر میں کبھی سلام کے بغیر نماز سے فارغ ہوتے۔ ایک بات پر دوام کرنا اور کبھی بھی اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے خلاف نہ کرنا بے معنی نہیں ہو سکتا۔

نکتہ ۱: نماز کا شروع لفظ اَللّٰہُ سے ہوا، یعنی اَللّٰہُ اَکْبَرُ سے جس میں پہلا لفظ اللہ ہے اور اس کا اختتام بھی اسی اسمِ مبارک پر ہوا یعنی وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ میں اخیر پر اللہ ہے۔

نکتہ ۲: ساری نماز میں سوائے خدا کی حمد و ثناء اور تسبیح و تقدیس اور اس سے دُعا و التجاء کے اور کچھ نہیں۔ نہ غیر اللہ کا ذکر، نہ غیر اللہ سے دُعا۔ ہاں تشہد اور قعدہ میں سلام و صلوٰۃ کے وقت آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نامِ مبارک آتا ہے۔ سو اوّل تو وہ آپ کی عبادت کے لیے نہیں، بلکہ اس احسان کے شکریے میں ہے جو آپ نے ہم پر کیا کہ غیر اللہ کی پرستش چھوڑ کر نماز جیسی جامع عبادت سکھائی۔ دیگر یہ کہ اس میں بھی خدا تعالیٰ ہی سے دُعا کی ہے کہ خداوندا! آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر سلامتی اور رحمت اور برکت نازل فرما۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ علیہ وسلم سے کوئی دُعا اور التجاء نہیں کی۔

اذکار بعد از سلام

سلام کے بعد آپ سب سے پہلے بُلند آواز سے تکبیر پکارتے۔ (بخاری)

۲۔ حضرت ثوبان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جب نماز سے فارغ ہوتے، تو تین دفعہ استغفار کرتے۔ پھر یہ کلمات کہتے:

اَللّٰھُمَّ اَنْتَ السَّلَامُ وَمِنْكَ السَّلَامُ

خداوندا! (تو ہی سلامتی (کا مالک) ہے اور تجھ ہی سے سلامتی (کا

تَبَارَکْتَ یَا ذَا الْجَلَالِ وَالْاِکْرَامِ ط (دارمی)

حصول) ہے۔ اے جلال اور بزرگی والے تو بڑی برکت والا ہے۔

۳۔ تکبیر کے بعد آپ یہ بھی کہتے:

اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ اَسْتَغْفِرُ اللّٰہَ الْعَظِیْمَ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلَّذِیْ لَآ اِلٰہَ اِلَّا ھُوَ الْحَیُّ الْقَیُّوْمُ (حصن)

سلام کے بعد کی دعائیں

۳- حضرت مغیرہ بن شعبہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت معاویہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو ایک خط میں لکھا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرض نماز کے بعد یہ کلمات پڑھا کرتے تھے:

لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ الْمُلْکُ

خدائے واحد کے سوا کوئی بھی مستحق عبادت نہیں، وہ اکیلا ہے کوئی بھی اس کا شریک نہیں

وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

وہی بادشاہی کا مالک ہے اور وہی حمد و ثنا کا مالک ہے اور وہی ہر شے پر کامل قدرت و

اَللّٰھُمَّ لَا مَانِعَ لِمَآ اَعْطَیْتَ وَلَا مُعْطِیَ لِمَا

اختیار رکھتا ہے۔ خداوندا! جو کچھ عطا کرے، اس کا کوئی روکنے والا نہیں اور جو کچھ تو روک دے

مَنَعْتَ وَلَا یَنْفَعُ ذَا الْجَدِّ مِنْکَ الْجَدُّ۔ (بخاری)

اس کا کوئی دینے والا نہیں اور کسی صاحب عظمت و غنا کو اس کی عظمت و غنا تجھ سے کوئی نفع نہیں دلا سکتی

۴- لَآ اِلٰہَ اِلَّا اللّٰہُ وَحْدَہٗ لَا شَرِیْکَ لَہٗ لَہُ

خدائے (واحد) کے سوا کوئی بھی لائق عبادت نہیں، وہ اکیلا ہے کوئی بھی اس کا شریک نہیں،

الْمُلْکُ وَلَہُ الْحَمْدُ وَھُوَ عَلٰی کُلِّ شَیْءٍ قَدِیْرٌ

وہی بادشاہی کا مالک ہے اور وہی حمد و ثنا کا مالک ہے اور وہی ہر شے پر کامل قدرت و اختیار والا ہے

وَلَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ الْعَلِیِّ الْعَظِیْمِ

اور اس عالی شان اور عظمت والے خدا کے سوا کوئی بھی زور اور طاقت والا نہیں ہے

وَلَا نَعْبُدُ اِلَّا اِیَّاہُ لَہُ النِّعْمَۃُ وَلَہُ الْفَضْلُ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور ہم اس کے سوا کسی کی بھی عبادت نہیں کرتے، کیونکہ وہی نعمت کا مالک ہے اور وہی فضل کا

وَلَهُ الثَّنَاءُ الْحَسَنُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ مُخْلِصِيْنَ

مالک ہے اور اچھی اچھی صفت وثنا، اسی کے لیے خاص ہے۔ خدا کے سوا کوئی بھی مستحق عبادت

لَهُ الدِّيْنَ وَلَوْ كَرِهَ الْكَافِرُوْنَ۔

نہیں (ہم) دین کو صرف اسی کے لیے خالص کرتے ہوئے ایسا کہتے ہیں

۵۔ اَللّٰهُمَّ إِنِّيْٓ أَسْئَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَّرِزْقًا

خداوندا! میں تجھ سے نفع مند علم اور پاک (وحلال) روزی

طَيِّبًا وَّعَمَلًا مُّتَقَبَّلًا ۔ (منتقیٰ)

اور قابل قبول عمل مانگتا ہوں۔

۶۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت معاذ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا تھا کہ ہر نماز کے پیچھے ان کلمات کا پڑھنا نہ چھوڑنا۔ (بلوغ المرام)

اَللّٰهُمَّ أَعِنِّيْ عَلٰى ذِكْرِكَ وَشُكْرِكَ وَحُسْنِ عِبَادَتِكَ

خداوندا! اپنے ذکر اور شکر اور تیری اچھی طرح عبادت کرنے پر میری مدد فرما

۷۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ میں نے اسی منبر پر آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو فرماتے سنا کہ جس شخص نے ہر نماز کے بعد آیت الکرسی پڑھی، اسے جنت سے کوئی چیز سوائے موت کے نہیں روکتی۔

آیت الکرسی یہ ہے:

اَللّٰهُ لَآ إِلٰهَ إِلَّا هُوَ الْحَيُّ الْقَيُّوْمُ لَا تَأْخُذُهُ

اللہ (وہ ذات پاک ہے)، کہ اس کے سوائے کوئی مستحق عبادت نہیں، سدا زندہ خود قائم، سب کا سنبھالنے

سِنَةٌ وَّلَا نَوْمٌ لَهُ مَا فِي السَّمٰوٰتِ وَمَا

والا اُسے اونگھ آتی ہے نہ نیند۔ اسی کا ہے جو کچھ آسمانوں میں ہے اور جو کچھ زمینوں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فِی الْاَرْضِ ؕ مَنْ ذَا الَّذِیْ یَشْفَعُ عِنْدَہٗۤ اِلَّا

میں ہے ۔ کون ہے جو بغیر اس کے اذن و اجازت کے اس کے سامنے سفارش

بِاِذْنِہٖ ؕ یَعْلَمُ مَا بَیْنَ اَیْدِیْہِمْ وَمَا خَلْفَہُمْ

کر سکے ؟ وہ جانتا ہے جو بندوں کو پیش آرہا ہے اور جو کچھ ان کے پیچھے ہوگا

وَلَا یُحِیْطُوْنَ بِشَیْءٍ مِّنْ عِلْمِہٖۤ اِلَّا بِمَا شَآءَ

اور وہ اس (خدا) کے معلومات میں سے کچھ بھی نہیں جان سکتے، مگر وہ جو کچھ چاہے۔ اس کی کرسی

وَسِعَ کُرْسِیُّہُ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ ۚ وَلَا

(حکومت) آسمانوں اور زمین (سب پر) حاوی ہے اور ان دونوں کی

یَئُوْدُہٗ حِفْظُہُمَا ۚ وَہُوَ الْعَلِیُّ الْعَظِیْمُ ؕ

حفاظت اس پر کچھ گراں نہیں اور وہ بڑا عالی شان اور بڑی عظمت والا ہے

سجدۂ تلاوت

۱۔ قرآن شریف میں پندرہ مقامات ایسے ہیں کہ جب کوئی ان میں سے کوئی مقام پڑھے یا کسی سے سنے تو سجدہ کرے۔

۲۔ خواہ نماز میں پڑھے، خواہ نماز سے باہر، خواہ خطبہ میں۔

۳۔ اگر کسی نے نماز میں پڑھا اور سننے والا نماز سے باہر ہے، تو پڑھنے والے پر سجدہ ہے، نماز سے باہر سننے والے پر نہیں اور اگر نماز سے باہر والے نے پڑھا تو نماز سے باہر پڑھنے والے اور سننے والے پر سجدہ ہے، نماز پڑھنے والے پر نہیں۔

۴۔ سجدۂ تلاوت صرف ایک دفعہ کرے، دو دفعہ نہیں۔

۵۔ سجدۂ تلاوت کا ذکر ایک یہ ہے:

سَجَدَ وَجْہِیَ لِلَّذِیْ خَلَقَہٗ وَصَوَّرَہٗ وَشَقَّ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

گر پڑا میرا چہرہ اس ذات کے سامنے جس نے پیدا کیا، اسے اور صورت بنائی اس

سَمْعَهُ وَبَصَرَهُ بِحَوْلِهٖ وَقُوَّتِهٖ۔ (حصن)

کی اور کھولے اس کے کان اور آنکھیں (یہ سجدہ) اس کی توفیق اور قوت سے ہے۔

اور دوسرا ذکر یہ ہے :

اَللّٰهُمَّ اكْتُبْ لِيْ بِهَا عِنْدَكَ اَجْرًا وَّضَعْ

خداوندا! میرے لیے اس (سجدے کی وجہ سے) اجر لکھ اور اس سے میرا بارِ گناہ بھی

عَنِّيْ بِهَا وِزْرًا وَّاجْعَلْهَا لِيْ عِنْدَكَ ذُخْرًا وَّتَقَبَّلْهَا

اتار دے اور میرے لیے اسے اپنے پاس (ذخیرہ بنا) اور مجھ سے اس طرح

مِنِّيْ كَمَا تَقَبَّلْتَهَا مِنْ عَبْدِكَ دَاوُدَ۔ (حصن)

قبول فرما جس طرح اپنے بندے داؤد سے قبول فرمایا تھا۔

نمازِ وتر

مسئلہ : نمازِ وتر آپ دوسری نمازوں سے قدرے مختلف طریق سے پڑھتے تھے۔

اول : یہ کہ اس کی ایک رکعت پڑھتے، کبھی تین اور کبھی اکٹھی پانچ۔

دیگر : یہ کہ جب تین یا پانچ پڑھتے، تو نہ دوسری رکعت میں تشہد کے لیے بیٹھتے اور نہ چوتھی میں، بلکہ آخری رکعت میں بیٹھتے اور مثل دوسری نمازوں کے قعدے کے وظائف پڑھ کر سلام پھیر دیتے۔

دیگر : یہ کہ آپ کے نواسے حضرت حسن رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جنابِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے دُعائے قنوت سکھائی جو میں وتروں میں پڑھا کرتا ہوں، وہ یہ ہے :

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰهُمَّ اهْدِنِیْ فِیْمَنْ هَدَیْتَ وَعَافِنِیْ

خداوندا! جن کو تو نے ہدایت کی، مجھے بھی ان میں شامل کر کے ہدایت دے اور جن کو تو نے عافیت

فِیْمَنْ عَافَیْتَ وَتَوَلَّنِیْ فِیْمَنْ تَوَلَّیْتَ وَبَارِكْ

بخشی ہے مجھے بھی ان میں شامل کر کے عافیت دے اور جن کا تو کارساز بنا ہے، مجھے بھی ان میں شامل کر کے،

لِیْ فِیْمَا اَعْطَیْتَ وَقِنِیْ شَرَّ مَا قَضَیْتَ

میرا بھی تو کارساز بن اور جو کچھ تو نے مجھے بخشا ہے، اس میں میرے لیے برکت فرما اور جو حکم تو نے جاری کیا ہو،

فَاِنَّكَ تَقْضِیْ وَلَا یُقْضٰی عَلَیْكَ وَاِنَّهٗ

مجھے اس کی برائی سے بچائے رکھیو، کیونکہ تیرا حکم سب پر چلتا ہے اور تجھ پر کسی کا نہیں چل سکتا اور واقعی

لَا یَذِلُّ مَنْ وَّالَیْتَ وَلَا یَعِزُّ مَنْ عَادَیْتَ

بات یہی ہے کہ نہیں ذلیل ہوتا وہ شخص جس کا دوست تو ہو اور نہیں عزت پاتا وہ شخص جسے تو دشمن

تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَیْتَ وَصَلَّی اللّٰهُ عَلَی النَّبِیِّ

جانے۔ اے ہمارے پروردگار تو بڑی برکت والا اور عالی ذات ہے اور خدا اپنے نبی پر درود بھیجے (جس نے ہمیں ایسی حضوری کا

طریق سکھایا)

مسائلِ اذان و اقامت

۱۔ ابو محذورہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ ایک صحابی تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ان کی آواز پسند آئی، تو آپ نے ان کو دوہری اذان سکھائی۔ (بلوغ المرام)

جس کے کلمات اس طرح فرمائے کہ کہو:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط

اللہ سب سے بڑا ہے — اللہ سب سے بڑا ہے — اللہ سب سے بڑا ہے — اللہ سب سے بڑا ہے

اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ط اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ط

میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی مستحق عبادت نہیں، میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی مستحق عبادت نہیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط	اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط
میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد خدا کے سچے رسول ہیں۔	میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد خدا کے سچے رسول ہیں
اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ط	اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ط
میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی مستحق عبادت نہیں،	میں گواہی دیتا ہوں کہ سوائے خدا کے کوئی مستحق عبادت نہیں
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط	اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط
میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے سچے رسول ہیں،	میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے سچے رسول ہیں
حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط	حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط
آؤ نماز کو	آؤ نماز کو
حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط	حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط
آؤ نجات کو	آؤ نجات کو
اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط	لَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ط
اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے	خدا کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں

(کتاب الام للشافعی)

۲۔ حضرت عبداللہ بن عمر (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اذان دوہری ہوتی تھی اور اقامت اکہری، سوائے قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ ط قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ ط کے یہ دو دفعہ کہے جاتے تھے۔ (مشکوٰۃ)

اِقامت کے الفاظ یوں مروی ہیں:

اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط اَللّٰهُ اَكْبَرُ ط	اَشْهَدُ اَنْ لَّآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ ط
اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے	میں گواہی دیتا ہوں کہ خدا کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں
اَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰهِ ط	حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط
میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد خدا کے سچے رسول ہیں	آؤ نماز کو

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ

آؤ نجات کو — نماز کھڑی ہو گئی — نماز کھڑی ہو گئی

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ ط لَآ اِلٰـہَ اِلَّا اللّٰہُ ط

اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے بڑا ہے — خدا کے سوا کوئی بھی عبادت کے لائق نہیں

(کتاب الام للشافعی)

۳ - جو جو کلمہ مؤذن کہے، وہی کلمہ سننے والا کہتا جائے، مگر جب مؤذن حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ ط اور حَیَّ عَلَی الْفَلَاحِ ط کہے تو سننے والا کہے:

لَا حَوْلَ وَلَا قُوَّۃَ اِلَّا بِاللّٰہِ (مشکوٰۃ) یعنی نیکی کرنا اور برائی سے بچنا خدا کی توفیق کے سوا نہیں ہو سکتا پس جسے توفیق ملے، وہ صاحب نصیب ہے اور جسے نہ ملے، وہ بدبخت ہے۔

۴ - اسی طرح جب اقامت ہو تو جو جو کلمہ اقامت کہنے والا کہے، وہی کلمے سننے والے بھی کہیں، مگر جب وہ کہے: قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوۃُ ط یعنی نماز کھڑی ہو گئی تو سننے والے کہیں:

اَقَامَہَا اللّٰہُ وَاَدَامَہَا (مشکوٰۃ) یعنی خدا اس نماز کو دائم قائم رکھے

اذان کے بعد کی دعاء

جب اذان ختم ہو جائے، تو مندرجہ ذیل دعا پڑھے:

اَللّٰہُمَّ رَبَّ ہٰذِہِ الدَّعْوَۃِ التَّآمَّۃِ وَالصَّلٰوۃِ

خداوندا! جو تو اس پوری پوری دعوت (توحید) اور قائم ہونے والی نماز

الْقَآئِمَۃِ اٰتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِیْلَۃَ

کا مالک ہے۔ حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کو وسیلہ (جو ایک بھاری درجہ ہے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدًا

اور فضیلت عطا کر اور آپ کو مقامِ (شفاعت) میں کھڑا کر جس کا تو نے ان

نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهٗ اِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ[1] (حصن)

سے وعدہ کیا تھا۔ بے شک تو وعدہ خلافی نہیں کرتا

۲۔ صحیح مسلم میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب تم اذان سنو تو جو جو کلمہ مؤذن کہتا ہے، وہی تم بھی کہتے جاؤ۔ پھر مجھ پر درود شریف پڑھو، کیونکہ جو کوئی مجھ پر ایک دفعہ درود شریف پڑھتا ہے۔ خدائے تعالیٰ اس کی وجہ سے اس پر دس دفعہ رحمت بھیجتا ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ اقدس ایسی بابرکات

سجدۂ سہو

ہے کہ آپ کی ہر حرکت اور ہر سکون قابلِ اقتدا ہے اور ایک کامل پیشوا کی یہی شان ہونی چاہیئے، چنانچہ نماز میں سہو ہو جانے کی بابت جو ہر چند کہ آپ کا اختیاری امر نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا:

اِنَّمَا اَنَا اُنَسّٰی اَوْ اَنْسٰی لِاَسُنَّ۔ (مؤطا)

یعنی میں محض اس لیے بھلایا جاتا ہوں کہ سنت قائم کروں

یعنی یہ سہو بغیر میرے قصد اور ارادے کے مجھ پر خدا تعالیٰ کی طرف سے اس لیے وارد کیا جاتا ہے کہ اگر کسی امتی کو بھی پیش آجائے، تو وہ میرے طریقِ عمل کو نمونہ بنا کر اس کا تدارک کر سکے۔

---

(۱) صحیح بخاری اور سنن ابی داؤد کی روایت میں (انک لا تخلف المیعاد) کا اضافہ نہیں ہے۔ یہ الفاظ الحاقی معلوم ہوتے ہیں۔ (محمد خالد سیف)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو نماز میں تمام عمر میں پانچ مرتبہ سہو ہوا، جن کا نقشہ حسب ذیل ہے اور وہ اپنی نوع کے دیگر مواقع سہو کے لیے بمنزلہ اصول ہیں ،

نمبر شمار	وقت نماز	صورتِ سہو	تدارک	قبل سلام یا بعد سلام	تفریعات
۱	ظہر	پہلا تشہد رہ گیا	اخیر پر دو سجدے سہو کے کیے	قبل سلام	اسی طرح کوئی دیگر واجب رہ جائے تو اس کا تدارک سجدۂ سہو سے ہے
۲	عصر	تین رکعت پر سلام پھیر دیا	چوتھی رکعت پوری کر کے دو سجدے سہو کے کیے	بعد از سلام	نمبر ۲ و ۳ و ۴ میں ہر وہ امر آسکتا ہے
۳	نام مذکور نہیں کو الف سے معلوم ہوتا ہے کہ غالباً نمبر ۲ والی نماز ہو گی	آخری رکعت سے پہلے سلام پھیر دیا	فراموش کردہ رکعت ادا کر کے نماز ختم کی۔	سجدہ سہو کا کرنا یا نہ کرنا کچھ بھی مذکور نہیں	جو سہواً رہ جاتے، لیکن اگر وہ عمداً چھوڑا جائے، تو نماز باطل ہو جائے، مثلاً رکوع
۴	ظہر یا عصر	دوسری رکعت پر سلام پھیر دیا	باقی دو رکعتیں پوری کیں اور دو سجدے سہو کے کیے اور سجدے کے وقت تکبیر کہی	بعد از سلام	یا سجود یا قرآتِ فاتحہ وغیرہ ارکانِ نماز۔
۵	ظہر	چار رکعت کی بجائے پانچ رکعتیں پڑھی گئیں	یاد کرانے پر دو سجدے سہو کے کیے اور سلام پھیر دی	قبل از سلام آخر یا بعد از سلام اول	زیادتِ رکعت کے معنی میں زیادتِ رکن بھی آسکتا ہے پس اگر سہواً دو رکوع یا تین سجدے ہو جائیں تو ان کا تدارک دو سجدۂ سہو سے ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

تذکیر اس تفصیل سے صاف ظاہر ہے کہ بعض صورتوں میں حد مقررسے کمی ہوگئی ہے اور بعض میں زیادتی، پس دیگر مواقع سہو میں ہر فرض و واجب کی کمی یا زیادتی کی صورت میں وہی کیا جاتے جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا یعنی دو سجدے کیے سہو کے، جیسا کہ نقشہ میں خانۂ تفریعات میں ظاہر کر دیا گیا ہے۔

مسئلہ: نقشہ مذکورہ بالا سے ظاہر ہے کہ آپ نے کبھی سلام سے پہلے سہو کے سجدے کیے اور کبھی بعد میں۔ پس اتباعِ سنت کے خیال سے افضل یہی ہے کہ جس جس صورت میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جس جس طرح کیا۔ جب ہم کو وہ صورتیں پیش آئیں، تو ہم بھی اسی طرح کریں، اگرچہ جائز ہر دو طرح پر ہے، خواہ سجدے قبل از سلام کریں، خواہ بعد از سلام۔

تنبیہ نمبر ۱ عوام میں جو یہ دستور مروّج ہے کہ تشہد میں کلمہ شہادت تک پڑھ کر ایک طرف سلام پھیرتے ہیں۔ پھر دو سجدے سہو کے نکالتے ہیں اور پھر درود شریف اور دعا پڑھ کر سلام پھیر کر نماز سے فارغ ہوتے ہیں۔ یہ صورت احادیث میں وارد نہیں ہے۔

تنبیہ نمبر ۲ سجدہ سہو کے بعد دوسری دفعہ جو تشہد پڑھا جاتا ہے۔ اس کی روایت محدثین کے نزدیک ضعیف ہے۔ (زیلعی)

شک کی صورت میں کیا کرے کبھی نمازی بھول کر کوئی امر ترک یا زیادہ تو نہیں کرتا، لیکن اسے شک پڑ جاتا ہے کہ میں نے کتنی رکعات پڑھی ہیں، تین پڑھی ہیں یا چار۔ یا مثلاً یہ سجدہ دوسرا کیا ہے یا پہلا تو ایسی صورت میں آپ کا ارشادِ گرامی ہے کہ شک و تردد کو چھوڑ دینا چاہیے اور ایک بات پر جم جانا چاہیے۔ پھر اخیر پر سلام سے پہلے دو سجدے سہو کے کیے جاتیں۔ اگر اس نے واقعہ میں سہوًا مثلاً پانچ پڑھی ہوں گی تو یہ دو سجدے پانچویں رکعت کو شفع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(جوڑا) بنا دیں گے اور اگر واقعہ میں چار پوری ہو گئی ہیں، تو یہ سجدے (نیکی کی زیادتی میں شمار ہو کر) شیطان کے لیے موجب حسرت و رسوائی ہوں گے۔ (حجۃ اللہ)

تفہیم یہ حالت (شک و تردد) آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم پر فعلاً و واقعاً کبھی وارد نہیں ہوئی، بلکہ آپ نے یہ مسئلہ صرف اپنے قول سے سمجھایا ہے

اوّل اس وجہ سے کہ شک و تردد، تحیر و بے توجہی سے ہوتا ہے جو حضورِ قلب کے منافی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی شان اس سے بہت بلند ہے کہ خدا تعالیٰ کی عبادت کے وقت آپ کا دل غیر حاضر ہو اور وہ وساوس و ترددات کا محل ہو جاتے اور سہو جو ہوتا تھا، تو وہ استغراق کی وجہ سے ہوتا تھا نہ کہ تحیر کی وجہ سے (شرح سفر السعادۃ)

دوم اس وجہ سے کہ صورتِ شک کی تفہیم صرف قول ہی کے متعلق ہے، کیونکہ اگر فرضاً آپ کو کسی رکعت یا رکن کی ادائیگی میں شک پڑ بھی جاتا اور آپ اس کی وجہ سے حسب الارشادِ بالا سجدۂ سہو نکالتے، تو پھر بھی لوگوں کو اس وجہ کا علم صرف آپ کے قول و ارشاد ہی سے ہو سکتا تھا۔ لہٰذا خدا تعالیٰ نے آپ پر یہ حالت کبھی بھی وارد نہ کی جو منافی حضورِ قلب و استغراق ہے۔

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ صَاحِبِ الْعِصْمَةِ وَالْاُسْوَةِ الْحَسَنَةِ ؕ

مسئلہ: سجدۂ سہو کی تسبیحات و اذکار وہی ہیں جو معمول کے سجداتِ نماز کے ہیں۔

مسئلہ: اگر ایک نیت میں ایک سے زیادہ سہو ہو جائیں، تو سب کے لیے ہی آخری دو سجدے ہوں گے نہ کہ ہر ایک کے لیے الگ الگ۔

مسئلہ: سجدۂ سہو کے نکالنے میں بھی سہو ہو جائے، تو اس کی تلافی و تدارک بھی انہی دو سجدۂ سہو سے ہو گی، اس کے لیے الگ سجدے نہ نکالے جائیں۔

مسئلہ: نماز خواہ فرض ہو خواہ سنت، خواہ نفل سب کے سہو کا ایک ہی حکم ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ، امام کو اگر سہو ہو اور وہ سجدۂ سہو نکالے، تو مقتدیوں پر بھی امام کی موافقت کے لیے سجدۂ سہو واجب ہے اور اگر مقتدی کو سہو ہو جائے تو نہ امام پر سجدہ ہے نہ اس مقتدی پر، نہ کسی اور پر۔

نماز با جماعت

نماز کا تعلق اگرچہ براہِ راست خدا تعالیٰ سے ہے اور مخلوق کو اس سے کچھ بھی واسطہ نہیں، لیکن پھر بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز با جماعت ادا کیا کرو تاکہ فرزندانِ توحید مجتمع ہو کر اپنا نظام قائم رکھ سکیں اور وہ دینی محفلوں کو ذوق و شوق سے رونق دینے کا مذاق حاصل کر سکیں نیز اس میں اپنے دین کا عملی طور پر اعلان و اظہار ملحوظ ہے۔ (متفق علیہ)

انتخابِ امام

سب سے پہلے انتخابِ امام کا مسئلہ ہے جو نظامِ قوم کا سربند ہے۔ اگر امام کا انتخاب حسبِ ضرورت درست ہوا، تو مقاصد حاصل ہو سکنے کی امید بھی ہو سکتی ہے، ورنہ آج ملّی مسجد اور گلہری امام کی مثل صادق آئے گی۔

عقدِ امامت سے جو مقصود ہے، اس کا مدار دو چیزیں ہیں۔ امام کی قوتِ علمی اور قوتِ عملی۔ قوتِ علمی سے وہ اپنے فرائضِ امامت اور احکامِ شریعت کو خود جاننے کے بعد قوم کو طریقِ سنت پر نماز پڑھائے گا اور ان کو ارشاد و ہدایت کرے گا۔ اور قوتِ عملی سے وہ اپنے نمونۂ عمل سے قوم کو راہ پر لگا کر منزل پر پہنچائے گا۔

علمی قابلیت کا محور خدا کی کتاب قرآن مجید اور اس کے رسول علیہ الصلوٰۃ والسلام کا طریقِ عمل ہے۔ سو اس کے متعلق آپ نے فرمایا کہ قوم کا امام اسے بنایا جائے، جو کتابِ الٰہی یعنی قرآن مجید زیادہ جانتا ہو، اور اگر دو شخص قرآن دانی میں برابر ہوں تو ان میں سے اُسے امام بنایا جائے جو سنتِ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے زیادہ واقف ہو۔ (متفق علیہ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور قوتِ عملی کے متعلق فرمایا:

اِجْعَلُوْا اَئِمَّتَکُمْ خِیَارَکُمْ فَاِنَّھُمْ وَفْدُکُمْ فِیْمَا بَیْنَکُمْ وَبَیْنَ رَبِّکُمْ۔ (جامع صغیر للسیوطی)

یعنی اپنے میں نیکوتر اشخاص کو اپنے امام بنایا کرو، کیونکہ وہ تمہارے اور تمہارے پروردگارِ عالم کے درمیان سفیر ہیں۔

پس یہی باتیں ہیں جن سے کوئی قوم اپنے رہنما سے علمی اور عملی دو طرح کے فیضان حاصل کر سکتی ہے اور یہ دونوں ضرورتیں صرف خدا کی کتاب اور خدا کے رسول کی سنت پر عمل پیرا ہونے سے پوری ہو سکتی ہیں اور بس اسی لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے انہی دو کو اصل اصول اور مدارِ کار قرار دے کر ان کے علم کو سب وجوہِ انتخاب و ترجیح پر مقدم کیا۔

تاسّف ہماری بدقسمتی سے آجکل امامت ایک پیشہ ہو گیا ہے اور خانۂ خدا کے صدر نشین اور قوم مسلمین کے رہنما و پیشوا دوسرے خدمتگاروں کی طرح ایک خدمت گزار کی حیثیت سے اوپر نہیں سمجھے جاتے۔

اسی ذہنیت سے کئی ایک خرابیاں پیدا ہو گئیں جن میں سے سب سے بڑی یہ ہے کہ انتخابِ امام کے وقت اہلیت و قابلیت اور اس عہدۂ جلیلہ سے موزونیت بالکل نظر انداز ہو گئی ہے۔ جیسا بھی کم علم یا بے علم، توحیدِ الٰہی سے ناآشنا، حلاوتِ اسلام سے بے ذوق، سنتِ رسول سے ناواقف، شرک میں مبتلا، بدعات میں منہمک شخص مل جاتے نہایت ہی کوتاہ اندیشی اور بے دردی و بدتمیزی سے یہ گراں مایہ امانتِ الٰہی اس کے سپرد کر دی جاتی ہے۔ فانا للہ۔

اِذَا کَانَ الْغُرَابُ دَلِیْلَ قَوْمٍ
سَیَھْدِیْھِمْ طَرِیْقَ الْھَالِکِیْنَا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

(یعنی جب کسی قوم کا رہنما کوا ہو تو وہ ان کو مرداروں ہی کی راہ پر لے جائے گا)

بھلا ایسے اماموں سے فرائضِ اقامت کیا پورے ہوں گے اور ان کی قوم ان سے کیا حاصل کرے گی؟

موقفِ امام

۱۔ امام قبلہ رُخ ہو کر قوم کے آگے کھڑا ہو تاکہ صورت و معنی ہر دو میں مطابقت رہے۔ امام (بالفتح) کے معنی ہیں آگے (اگلی طرف)، امام (بالکسر) کے معنی ہیں پیش رو (آگے آگے چلنے والا)

۲۔ اگر امام کے ساتھ صرف ایک ہی مقتدی ہو تو وہ دونوں باہم برابر کھڑے ہوں تاکہ صف بندی کی صورت قائم رہے۔ امام بائیں طرف کھڑا ہو اور مقتدی دائیں طرف (بخاری) بس اس وضعی علامت سے ان میں امتیاز ہو سکے گا۔

عورت کی امامت

عورت مَردوں کی امامت نہیں کرا سکتی، ہاں عورتوں کی کرا سکتی ہے لیکن وہ صف کے آگے کھڑی نہ ہو، بلکہ اپنی ہم جنس عورتوں کے ساتھ ہی صف کے درمیان کھڑی ہو، کیونکہ یہ صورت اس کی امتیازی نمائش کی نسبت پردہ داری کے زیادہ مناسب ہے۔ (بلوغ المرام)

مسئلہ: متنفل (نفل گزار) مفترض (فرض گزار) کا امام بن سکتا ہے۔ (صحیح مسلم)

اِقتدا، موافقت اور متابعت

اوپر بیان ہو چکا ہے کہ باجماعت نماز پڑھنے میں جماعت بندی اور نظامِ قوم ملحوظ ہے، چونکہ کوئی نظام بغیر اطاعت کے قائم نہیں رہ سکتا، اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کی سخت تاکید فرمائی اور مقتدی کو ہرگز یہ اجازت نہیں دی کہ وہ بحالتِ نماز انتقالاتِ نماز میں اپنے امام سے اختلاف یا مسابقت (پیشروی) کرے، چنانچہ فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- لَا تُبَادِرُوا الْإِمَامَ إِذَا كَبَّرَ فَكَبِّرُوْا وَ إِذَا
امام سے پیشروی نہ کیا کرو (بلکہ) جب وہ تکبیر کہہ لیا کرے تو تم (بعد
قَالَ وَلَا الضَّآلِّيْنَ فَقُوْلُوْا آمِيْنَ وَإِذَا رَكَعَ
ازاں) تکبیر کہا کرو اور جب وہ (فاتحہ میں) ولا الضالین کہہ لیا کرے تو تم (بعد ازاں) آمین کہا کرو اور
فَارْكَعُوْا وَإِذَا قَالَ سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهٗ
جب وہ رکوع میں چلا جایا کرے تو (بعد ازاں) رکوع کیا کرو اور جب وہ سمع اللہ لمن حمدہ کہہ لیا کرے
فَقُوْلُوْا اَللّٰهُمَّ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ (مسلم)
تو تم (بعد ازاں) ربنا لک الحمد کہا کرو۔

۲- اَمَا يَخْشَى الَّذِيْ يَرْفَعُ رَأْسَهٗ قَبْلَ
جو شخص امام سے قبل اپنا سر اٹھاتا ہے، کیا وہ اس سے نہیں
الْإِمَامِ أَنْ يُّحَوِّلَ اللّٰهُ رَأْسَهٗ
ڈرتا کہ خدا تعالیٰ اس کے سر کو گدھے کا
رَأْسَ حِمَارٍ۔ (متفق علیہ مشکوٰۃ)
سر بنا دے۔

اقتدا کے معنے ہیں قدم پر قدم رکھنا، یعنی پیروی کرنا۔ اس سے یہ مراد ہے کہ جب مقتدی صورۃً و نیتۃً و ذہناً امام کے پیچھے ہے تو فعلاً اور عملاً بھی اس کا پیرو رہے۔

موافقت سے یہ مراد ہے کہ جس حال میں امام ہو اسی میں مقتدی ہو خواہ جماعت میں پیچھے آکر ملے خواہ شروع ہی سے ساتھ ہو، مثلاً اگر امام رکوع میں ہو تو مقتدی بھی رکوع میں ہو۔

متابعت سے یہ مراد ہے کہ جملہ انتقالات امام کی پیروی میں امام کے پیچھے پیچھے کرتا جائے امام سے پیشروی نہ کرے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

مسئلہ: اگر کوئی شخص غلطی سے مثلاً امام سے پہلے سر اٹھالے تو فوراً واپس ہو کر امام کی موافقت کرے اور اس بات کا منتظر نہ رہے کہ خیر امام ابھی سر اٹھا لے گا۔ (موطا)

صف بندی دربارِ خداوندی کی حاضری کے وقت سب سے بڑی چیز تواضع وانکساری ہے۔ اسی تواضع کا تقاضا ہے کہ قومی نظام کو قائم رکھنے کے لیے امیر و غریب، اونچے نیچے، حاکم محکوم، غلام و آقا کے امتیاز کو نظر انداز کر کے سب افرادِ قوم ایک ہموار سٹیج پر مساوی حیثیت سے کھڑے ہوں اس کے فوائد ایسے عیاں ہیں کہ محتاجِ بیان نہیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے صف بندی کی سخت تاکیدیں کی ہیں اور خلاف ورزی سے ڈرایا ہے؛ چنانچہ فرمایا:

عباد اللہ لتسون صفوفکم او لیخالفن اللہ بین وجوھکم (رواہ مسلم و مشکوۃ)

خدا کے پرستار بندو! اپنی صفوں کو برابر کیا کرو، ورنہ خدا تمہارے درمیان مخالفت (کے جذبات) پیدا کر دے گا

حکمت مل کر کھڑا ہونے میں تکبر و کراہت و نفرت دور ہو کر اتحاد و الفت قائم ہوتی ہے اور ہٹ کر کھڑا ہونے کی صورت میں ہو سکتا ہے کہ ایک اپنے آپ کو بڑا سمجھے اور دوسرے کو حقیر جانے، بس اسی سے حقارت و نفرت کے جذبات پیدا ہو کر مخالفت ہو جاتی ہے اور قومی شیرازہ بکھر جاتا ہے، اسی لیے اس سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے سخت ڈرایا۔

مردوں اور عورتوں کی صفوں میں ترتیب اسلام نے غیر محرم مرد اور عورت کا ایک صف میں کھڑا ہونا پسند نہیں کیا۔ محلِ فتنہ ہونے کی وجہ سے محلِ حضورِ قلب اور خشیت ہے، اس لیے آنحضرت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں پہلی صف میں آپ کے قریب دانا شخص کھڑے ہوتے تھے۔ مردوں کی صفوں کے بعد لڑکوں کی صفیں اور ان کے بعد سب سے پیچھے عورتوں کی صفیں کھڑی ہوتی تھیں۔ (ابوداؤد وغیرہ)

نیز آپ کا حکم تھا کہ مرد سجدے سے اٹھ کر بیٹھ جایا کریں، تو عورتیں اس کے بعد سجدے سے سر اٹھایا کریں۔ (صحیح مسلم)

اشارہ اس حکم میں نہایت لطیف حکمت ہے۔ جو صاحبانِ عظمت و فراست سے پوشیدہ نہیں رہ سکتی۔

عورتوں کے متعلق احکام

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدا کی (عبادت گزار) بندیوں کو خدا کی مسجدوں میں آنے سے نہ روکو۔

۲۔ یہ بھی فرمایا کہ کوئی عورت خوشبو لگا کر مسجد میں نہ آئے۔

۳۔ یہ بھی فرمایا کہ (آتے جاتے وقت) رستے کے ایک کنارے ہو کر چلا کریں۔

۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادتِ مبارکہ تھی کہ اگر کسی عورت کا بچہ رونے لگتا تو آپ قرآت چھوٹی کر دیتے۔ (یہ سب احادیث صحیح مسلم میں ہیں)

احکامِ مسبوق

جس شخص کی نماز کا کچھ حصہ امام کے ساتھ شامل ہونے سے پہلے رہ گیا ہو اسے مسبوق کہتے ہیں۔ اسے چاہیے کہ جس حالت میں امام کو پائے، اسی حالت میں تکبیر تحریمہ کہہ کر اس کے ساتھ شامل ہو جائے اور امام کے ساتھ شامل ہو کر نماز پڑھتا رہے۔ جب امام سلام پھیر دے، تو یہ بغیر سلام پھیرنے کے اٹھ کھڑا ہو اور جو رکعت رہ گئی ہو اسے پورا کر کے حسبِ دستور سلام پھیر کر نماز ختم کرلے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فَمَا اَدْرَكْتُمْ فَصَلُّوْا وَمَا فَاتَكُمْ فَاَتِمُّوْا۔ (متفق علیہ)

یعنی جو تم کو ملے وہ پڑھ لو اور جو رہ جاتے وہ پیچھے اٹھ کر پورا کرلو

مسئلہ: پوری رکعت جو امام کے ساتھ پائی، اسے ابتدائی سمجھو اور جو خود اٹھ کر پڑھنی ہے، اس کو آخری۔

مسئلہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ نماز کا شروع اَللّٰہُ اَکْبَرُ سے ہے اور اس کا خاتمہ سلام پر ہے۔ پس یہ دونوں اور ان کے درمیان جتنے فرائض ہیں، سب ادا کیے جائیں، تو نماز پوری ہوتی ہے، ورنہ باطل ہوجاتی ہے۔ ان فرائض میں سے قیام اور قرأت (عام اس سے کہ سورۃ فاتحہ ہو یا کہیں سے بھی ہو) دو اہم فرائض ہیں۔ پس اگر کوئی شخص امام کے ساتھ رکوع میں شامل ہوا، تو ظاہر ہے کہ اس کے قیام اور قرأت دو رکن فوت ہوگئے پس وہ رکعت پوری نہ ہوگی، لہٰذا اس کی بجائے اخیر پر ایک رکعت پوری کرنی پڑے گی۔

تنبیہ جو لوگ رکوع میں ملنے سے رکعت ہوجانے کے قائل ہیں۔ ان کے پاس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول اور فعل میں سے کوئی صریح امر نہیں ہے اور جو کچھ وہ اجتہاد یا آثار غیر مرفوعہ سے سند پکڑتے ہیں۔ وہ دو رکن فوت ہو جانے کے مقابلے میں نری کھینچ تان ہے۔ صحیح یہی ہے کہ جب قیام اور قرأت دو رکن فوت ہوگئے، تو رکعت پوری نہ ہوئی۔ زیادہ باتیں بنانے کی ضرورت نہیں ہے۔

فافهم ولا تكن من القاصرين۔

ائمہ کو ہدایات

۱۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص امامت کرائے، اُسے چاہیے کہ وہ تخفیف کرے، کیونکہ اس کے پیچھے ضعیف (بوڑھے) اور مریض (بیمار) اور کام کاج والے لوگ بھی ہوں گے۔ (صحیح مسلم)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حکمت: آپ کا یہ حکم سخت تاکیدی ہے۔ معمولی نہیں (مسلم) اور حکمت اس کی ظاہر ہے۔

۲۔ کسی جگہ کے مقرر امام کی اجازت کے بغیر اس کے حلقۂ امامت میں امام بننا منع ہے۔ (صحیح مسلم)

۳۔ جس امام سے قوم ناخوش ہو، وہ اگر باوجود ان کی ناخوشی کے خواہ مخواہ امام بن کر نماز پڑھائے، تو اس امام کی نماز نہیں ہوتی۔ (مشکوٰۃ)

صلوٰۃ المعذورین

ابن آدم پر مختلف حالات وارد ہوتے ہیں جن کے ماتحت اسے اپنی زندگی گزارنی پڑتی ہے، مثلاً کبھی یہ گھر میں آرام و اطمینان میں ہے اور کبھی سفر میں حیران ہے، کبھی تندرست و توانا ہے اور کبھی بیمار و نزار ہے، کبھی امن میں ہے اور کبھی جنگ اور خوف کی حالت میں ہے، کبھی شدتِ بارش و برفباری میں محصور ہے اور کبھی خشک موسم میں آرام و آسائش سے نقل و حرکت پر قادر ہے۔ پس اسلام نے اس کی ہر حالت کا لحاظ رکھا ہے اور اس کے مطابق اس پر احکام جاری کیے ہیں۔ یہ نہیں کیا کہ اسے بالکل عبادتِ الٰہی سے مستثنیٰ کر کے معطل و بیکار کر دے۔ ہاں اس کے عذروں کو نظر میں رکھ کر اس کو چند رعایتیں دے دی ہیں، چنانچہ ہم وہ سب عذر اور رعائتیں بالترتیب ذکر کرتے ہیں:

سفر مسافرت میں جو حرج و بے اطمینانی ہوتی ہے۔ وہ ظاہر ہے۔ اس میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے چند رعائتیں دی ہیں:

۱۔ ہر چہارگانہ نماز کو نصف کر کے دو دو رکعات پر اکتفا کی۔ فجر کی نماز آگے ہی دو رکعت ہے۔ شام کی نماز کی تین ہی رکھی ہیں، کیونکہ تین کا نصف پوری نماز نہیں اور نیز یہ تمام فرضوں کی رکعت کو طاق کرنے والی نماز ہے جس طرح کہ تہجد کے وتر تمام نوافل کی رکعات کو طاق کرنے والے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ ظہر و عصر کو اور مغرب و عشاء کو جمع کرنے کی اجازت دی، خواہ ظہر کے ساتھ عصر کو پڑھ لے۔ خواہ عصر کے وقت ظہر اور عصر دونوں کو جمع کر لے۔ اسی طرح مغرب اور عشاء کا حال ہے، خواہ جمع تقدیم کرے، خواہ جمع تاخیر، ہر دو طرح رخصت ہے۔ (حجۃ اللہ)

۳۔ فرائض کے علاوہ جس قدر سنتیں ہیں، وہ معاف ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سوائے فجر کی سنتوں اور وتروں کے دیگر سنن و نوافل نہیں پڑھا کرتے تھے۔ (حجۃ اللہ و صحیح مسلم)

مسئلہ: سفر میں نماز قصر کرنا اور پوری پڑھنا ہر دو امر حدیث سے ثابت ہیں۔ (حجۃ اللہ)

مسئلہ: مسافر امام ہو اور وہ قصر کرے، تو مقیم مقتدی امام کے بعد اپنی نماز پوری کرے اور اگر امام مقیم ہو اور اس کے پیچھے مسافر مقتدی ہو تو وہ مقتدی امام کی متابعت کی وجہ سے پوری نماز پڑھے، قصر نہ کرے۔

مسئلہ، اگر مسافر نے مقیم امام کے پیچھے چہارگانہ نماز میں دو رکعات پائی ہیں، تو وہ امام کے ساتھ دو رکعت پڑھنے سے سلام پھیر سکتا ہے، کیونکہ اس نے اپنا واجب پورا کر دیا۔

مرض بیمار کے لیے بھی اس کے مناسب رعائتیں رکھی گئی ہیں، مثلاً اگر وہ وضو نہیں کر سکتا، تو تیمم کر لے اور اگر کھڑا ہو کر نماز نہیں پڑھ سکتا، تو پھر بیٹھ کر پڑھ لے اور اگر بیٹھ کر بھی نہیں پڑھ سکتا، تو اشارے سے پڑھ لے اور سجدے کے وقت رکوع کی نسبت گردن کو کچھ اور جھکائے۔ (حجۃ اللہ وغیرہ)

۲۔ اگر کسی وقت مسہل یا بخار کی شدت کی وجہ سے ظہر اور عصر اور مغرب و عشاء کے جمع کرنے کی ضرورت پڑ جائے، تو کر سکتا ہے۔

۳۔ شدتِ مرض اور شدتِ ضعف اور مسہل کی حالت میں بھی سنن و نوافل کی معافی کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

امید ہے۔ لِحَدِیْثِ فَأْتُوْا مِنْهُ مَا اسْتَطَعْتُمْ۔ (صحیح مسلم)

مطر شدتِ برسات اور برفباری کی حالت میں دوبارہ آنا مشکل ہو تو مسجد میں نماز باجماعت جمع کر لینا جائز ہے (حجۃ اللہ)

خوف ۱۔ میدانِ جنگ میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کئی طریق پر نماز پڑھی ہے سب میں مشترک امر یہ ہے کہ اس میں قصر ہوتی تھی۔ غازیوں کی ایک جماعت دشمن کے مقابلہ میں، ہر ایک جماعت باری باری سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایک ایک رکعت پڑھ کر اپنے اپنے مقام پر جا کھڑی ہوتی (بلوغ المرام وغیرہ)

۲۔ شدتِ خوف ہو اور گھمسان کی لڑائی ہو رہی ہو اور جماعت بندی نہ ہو سکے، تو سوار پیادہ، ٹھہرے ہوئے، چلتے ہوئے، قبلہ رُخ یا کسی اور طرف، جس طرح بن پڑے، نماز ادا کرلے، یہ بھی حدیث سے ثابت ہے۔ (حجۃ اللہ بحوالہ بخاری)

خلاصہ مطلب یہ ہے کہ جو کچھ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے، وہ سب جائز ہے۔ انسان اپنی حالت اور مصلحت اور تقوی کو ملحوظ رکھتے ہوئے نیک نیتی سے حکم خدا سے عہدہ برآ ہونے کے لیے کرلے۔ شریعتِ مطہرہ میں کوئی تنگی نہیں۔ واللہ ولی السرائر۔

مسئلہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس طرح خدا تعالیٰ اس بات سے خوش ہوتا ہے کہ اس کے فرائض ادا کیے جائیں۔ اسی طرح اس بات سے بھی خوش ہوتا ہے کہ اس کی رخصتوں پر بھی عمل کیا جائے۔ (بلوغ المرام وغیرہ)

نمازِ جنازہ

نظامِ قومی کے لیے لازم ہے کہ آپس میں خیر خواہی و ہمدردی ہو۔ سو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس ہمدردی کا سلسلہ محض زندگی تک محدود نہیں رکھا، بلکہ اس زندگی کے بعد بھی میت سے ہمدردی سکھائی ہے کہ جہاں تک ہو سکے سب مسلمان جمع ہو کر میت

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کے لیے خواہ رشتہ دار ہو یا غیر رشتے دار۔ ملاقاتی ہو یا اجنبی۔ امیر ہو یا غریب، خدا کے حضور میں قبلہ رُخ ہو کر بعجز و ادب کھڑے ہوں اور دعائے مغفرت کریں، چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ مسلمان کے، مسلمان کے ذمے چھ حق ہیں۔ ایک ان میں سے یہ فرمایا:

یَشْھَدُہٗ اِذَا مَاتَ (مشکوٰۃ کتاب الآداب) یعنی جب وہ فوت ہو تو اس کا جنازہ پڑھے اس کا طریق یہ سکھایا کہ تکبیر تحریمہ کہہ کر سورۂ فاتحہ اور بعد اس کے کوئی دیگر سورت پڑھیں، پھر تکبیر کہیں، پھر دُرود شریف پڑھیں، پھر تکبیر کہیں، پھر میت کے لیے دُعائے مغفرت کریں یہ تفصیل کتبِ ذیل میں کئی احادیث کو جمع کر کے لکھی ہے: نیل الاوطار، تلخیص الحبیر، تفسیر ابن کثیر، عون الباری شرح ادلۃ البخاری زیر آیت۔

اِنَّ اللّٰہَ وَمَلٰٓئِکَتَہٗ یُصَلُّوْنَ عَلَی النَّبِیِّ۔

دُعا: اَللّٰھُمَّ اغْفِرْ لِحَیِّنَا وَمَیِّتِنَا وَشَاھِدِنَا
خداوندا بخش ہمارے زندے کو بھی اور ہماری میت کو بھی اور ہمارے حاضر کو بھی

وَغَائِبِنَا وَصَغِیْرِنَا وَکَبِیْرِنَا وَذَکَرِنَا
اور ہمارے غائب کو بھی اور ہمارے چھوٹے کو بھی اور ہمارے بڑے کو بھی اور ہمارے مرد کو بھی اور

وَاُنْثَانَا اَللّٰھُمَّ مَنْ اَحْیَیْتَہٗ مِنَّا فَاَحْیِہٖ
ہماری عورت کو بھی۔ خداوندا جسے تو ہم میں سے زندہ رکھے، سو اس کو اسلام پر رکھنا اور جسے تو

عَلَی الْاِسْلَامِ وَمَنْ تَوَفَّیْتَہٗ مِنَّا فَتَوَفَّہٗ عَلَی
ہم میں سے قبض کرے، تو اسے ایمان پر قبض کرنا۔ الٰہی! ہمیں

الْاِیْمَانِ اَللّٰھُمَّ لَا تَحْرِمْنَا اَجْرَہٗ وَلَا تُضِلَّنَا بَعْدَہٗ (منتقی)
اس (میت) کے اجر سے محروم نہ کرنا اور ہمیں اس کے بعد فتنہ (ضلالت) میں نہ ڈالنا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲- اَللّٰھُمَّ اغْفِرْلَہٗ وَارْحَمْہُ وَاعْفُ عَنْہُ وَعَافِہٖ

الٰہی! اس میت کو بخش دے اور اس پر رحمت کر اور اسے معاف کر اور اسے آرام دے

وَاَکْرِمْ نُزُلَہٗ وَوَسِّعْ مَدْخَلَہٗ وَاغْسِلْہُ

اور اس کی مہمانی اچھی طرح کر اور اس کے داخل ہونے کی جگہ کو کشادہ کر اور اسے پانی اور برف

بِمَاءٍ وَّثَلْجٍ وَّنَقِّہٖ مِنَ الْخَطَایَا کَمَا یُنَقَّی الثَّوْبُ

اور اولوں سے دھو ڈال اور اسے خطاؤں سے اس طرح پاک اور صاف کر دے جس طرح سفید

الْاَبْیَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَاَبْدِلْہُ دَارًا خَیْرًا

کپڑا میل کچیل سے صاف کیا جاتا ہے اور اسے اس کے گھر سے بہتر گھر بدل کر عطا کر اور اس

مِّنْ دَارِہٖ وَاَھْلًا خَیْرًا مِّنْ اَھْلِہٖ وَزَوْجًا خَیْرًا

کے اہل سے بہتر اہل عطا فرما اور اس کے جوڑے سے بہتر جوڑے عنایت

مِّنْ زَوْجِہٖ وَقِہٖ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ

کر اور اسے قبر کی آزمائش اور دوزخ کے عذاب سے محفوظ رکھیو۔

۳- اَللّٰھُمَّ اِنَّ فُلَانَ بْنَ فُلَانٍ فِیْ ذِمَّتِکَ وَحَبْلِ

الٰہی! فلاں بیٹا فلاں کا تیری پناہ میں ہے اور تیری امان

جِوَارِکَ فَقِہٖ فِتْنَۃَ الْقَبْرِ وَعَذَابَ النَّارِ وَ

و عہد میں ہے۔ پس تو نے اسے قبر کی آزمائش سے اور دوزخ کے عذاب سے

اَنْتَ اَھْلُ الْوَفَاءِ وَالْحَمْدِ۔ اَللّٰھُمَّ فَاغْفِرْلَہٗ

بچائیے کہ تو وفا اور حمد کا صاحب ہے۔ خداوندا! پس اسے بخش دے

وَارْحَمْہُ اِنَّکَ اَنْتَ الْغَفُوْرُ الرَّحِیْمُ (ابوداؤد)

اور اس پر رحمت فرما۔ بے شک تو بڑا ہی بخشنہار اور مہربان ہے۔

مسئلہ: میت اگر مرد ہو، تو امام اس کو سامنے رکھ کر اس کے سر کے بالمقابل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کھڑا ہو اور اگر عورت ہو تو اس کے وسط میں کھڑا ہو۔ (مسلم)

مسئلہ: جنازہ کی نماز غائب میت کے لیے بھی جائز ہے اور دفن ہو چکنے کے بعد قبر پر بھی جائز ہے۔ (مسلم)

مسئلہ: اگر کوئی شخص جنازہ کی نماز میں جماعت سے رہ جائے، تو وہ اکیلا بھی جنازہ پڑھ سکتا ہے۔ (نیل)

مسئلہ: نماز جنازہ مسجد میں بھی جائز ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی مسجد میں پڑھا۔ (مسلم) اور حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ مسجد میں پڑھا، اور حضرت صہیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کا جنازہ مسجد میں پڑھا۔ (منتقی)

مسئلہ: نماز فجر کے بعد (طلوع آفتاب سے پہلے) اور نمازِ عصر کے بعد (وقتِ مکروہ سے پہلے) نمازِ جنازہ جائز ہے۔ (مؤطا)

مسئلہ: نمازِ جنازہ میں رکوع سجود نہیں ہے، لیکن وضو، استقبال، تکبیرِ تحریمہ، قرأت اور سلام۔ یہ سب امور دیگر نمازوں کی طرح ہیں اور جن اوقات میں دیگر نمازیں مکروہ ہیں۔ ان میں جنازہ بھی مکروہ ہے، یعنی طلوع و غروب کے وقت اور جب سورج سر پر کھڑا ہو۔ (بخاری)

بچوں کا جنازہ

جنازہ میں تین امر ملحوظ ہیں۔ میت سے ہمدردی اور خدا تعالیٰ سے اس کے لیے بخشش و رحمت کا طلب کرنا اور تعلق قلبی کو ساتھ رکھتے ہوئے اس سے مفارقت کرنا جس سے اس کا اعزاز و اکرام بھی بھی پایا جائے۔ بچے معصوم ہوتے ہیں، ان کے لیے بخشش کی دُعا کی ضرورت نہیں، لیکن دیگر امور کا تعلق ان سے بھی ہے۔ نیز اسلامی نکتۂ نگاہ میں اولاد سے دو جہان (دُنیا و عقبیٰ) کی امیدیں وابستہ ہیں۔ بچپن کی موت سے دُنیا کی امیدیں تو منقطع ہو گئیں، لیکن آخرت کی امیدیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے دل برداشتہ نہیں ہوجانا چاہیے، اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

صَلُّوْا عَلٰی اَطْفَالِکُمْ فَاِنَّھُمْ مِنْ اَفْرَاطِکُمْ۔ (ابن ماجہ)

یعنی اپنے بچوں کا بھی جنازہ پڑھا کرو، کیونکہ وہ تمہاری ان چیزوں میں سے ہیں جو تم نے آگے بھیج دی ہیں۔

سُبحان اللہ! کیسے عجیب طریق پر سمجھایا ہے۔ اسی پیش خیمہ ہونے کی مناسبت سے حضرت حسن بصری رحمۃ اللہ علیہ بچوں کے جنازوں پر سورت فاتحہ اور یہ دعا پڑھا کرتے تھے:

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْہُ لَنَا سَلَفًا وَّفَرَطًا وَّذُخْرًا وَّاَجْرًا۔ (بخاری [1])

یعنی خداوندا! اس بچے کو ہمارے لیے پیشرو اور پیش خیمہ اور ذخیرہ (ثواب) اور (موجب) اجر بنا۔

شہداء کا جنازہ

شہداء کے جنازے کے متعلق دونوں قسم کی روایتیں آئی ہیں۔ منفی روایتوں کا مقتضٰی یہ ہے کہ شہدا کے فائز المرام ہونے کی شہادت خود خدا تعالیٰ اور اس کا رسول دیتا ہے تو وہ اس سے بالاتر ہیں کہ ان کے لیے دیگر لوگ دعائے بخشش کریں۔

ان کی امتیازی شان کو قائم رکھنے کے لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نہ تو ان کو غسل دلوایا کہ ان کے زخموں کا خون نہ دھل جائے اور نہ ان کو کفن پہنایا، بلکہ اس بات کو پسند کیا کہ وہ اسی خون آلودہ جسم اور لباس میں خدا کے ہاں جائیں اور حضرت حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو کفن اس لیے پہنایا تھا کہ دشمنوں نے ان کے کپڑے اتار لیے تھے اور مثبت روایتوں کا مقتضا یہ ہے کہ دعائے بخشش کے علاوہ جو امور ہیں، ان کا لحاظ رہے۔ واللہ اعلم بالصواب۔

---

[1] بچوں کے جنازے کی دعا کے متعلق مجھے کوئی مرفوع حدیث نہیں ملی؛ لہٰذا حضرت حسن بصری رحمہ اللہ تابعی سے دعا نقل کی گئی ہے۔ ۱۲ منہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سرورِ کائنات ﷺ کا جنازہ

مذکورہ بالا بیان کو ملحوظ رکھتے ہوئے خلاصہ موجودات، محبوب رب العالمین صلی اللہ علیہ وسلم کو تو ہماری دعاؤں کی ضرورت نہیں، خصوصاً جب خدا تعالیٰ خود آپ پر رحمتیں نازل فرماتا ہے اور اس کے پاک ملائکہ ہردم رحمت طلب کر رہے ہیں، لیکن جب آپ ہم کو کفر و ضلالت کی تاریکی سے نکال کر ایمان و ہدایت کی روشنی میں لائے، تو ہماری اپنی سعادت ہے کہ ہم آپ پر صلوٰۃ وسلام بھیجیں اور آپ کے احسانات کے شکریہ میں خدا تعالیٰ سے آپ کے لیے رحمتیں طلب کریں۔ اسی لیے آپ نے فرمایا کہ جو کوئی مجھ پر ایک دفعہ درود شریف پڑھتا ہے خدا تعالیٰ اسے دس نیکیاں عطا فرماتا ہے، اس کی دس خطائیں معاف کرتا ہے اور اس کے دس درجے بلند کرتا ہے۔ (نسائی)

اس لیے امت نے اپنی سعادت مندی و ایفائے حق کے لیے آپ کا جنازہ پڑھا اور چونکہ لوگ نہایت کثرت سے تھے اور حجرۂ نبویہ نہایت تنگ تھا اور جنازہ کا باہر میدان میں نکالنا مناسب نہ سمجھا گیا، اس لیے دس دس اشخاص ایک در سے حجرے میں داخل ہوتے اور دوسرے در سے نکلتے جاتے۔ بالغ مردوں کے بعد اسی طریق سے عورتوں نے پڑھا، پھر اسی طریق سے لڑکوں نے اور کوئی خاص شخص امام مقرر کر کے جماعت اس لیے نہ کرائی گئی کہ ایک ایک فرزندِ توحید اور فردِ امت جناب خداوندی میں مساوی طور پر اپنے اپنے جذباتِ عقیدت اور تحفہ ہائے ارادت پیش کرنے کا موقع پاسکے۔

حضرت ابن عباس اور حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) اور حضرت امام جعفر صادق رحمہ اللہ سے یہی روایات ہیں کہ تھوڑے تھوڑے لوگ حجرے شریف میں آتے اور جنازہ پڑھ کر نکلتے جاتے اور خاص امام کوئی نہ تھا۔ (ابن ماجہ، حاشیہ ابن ماجہ۔ کنز العمال)

جنازہ کے لیے جماعت شرط ہے۔

آپ کی وفات شریف دوشنبہ کو ہوئی اور چہارشنبہ کی نصف شب کے وقت آپ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لحد شریف میں رکھے گئے۔ اتنے عرصے تک آپ پر نماز جنازہ کا سلسلہ جاری رہا۔ تمام جنازہ پڑھنے والوں کا شمار تیس ہزار تھا۔ (نیل الاوطار)

عددِ تکبیراتِ جنازہ

جنازہ پر تکبیروں کی تعداد چار تو عام روایتوں میں ہے لیکن ان سے زیادہ پانچ سے نو تک بھی مرفوع اور موقوف روایات میں وارد ہے۔ حضرت امیر حمزہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے جنازہ پر نو تکبیریں پڑھنی مروی ہیں۔ حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے حضرت سہل بن حنیف رضی اللہ عنہ پر چھ تکبیریں پڑھیں اور فرمایا کہ وہ بدری تھا۔ (بخاری)

خودکشی کرنے والے کا جنازہ

زندگی خدا تعالیٰ کی نعمت ہے جس پر خدا تعالیٰ کی ہزاروں نعمتوں کی بنیاد ہے۔ جس طرح اسے لایعنی و ناکردنی کاموں سے گزار کر اسے تباہ کرنا گناہ ہے اسی طرح اسے جان بوجھ کر اپنے ہاتھوں ہلاک کرنا بھی گناہِ عظیم ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خودکشی کرنے والے کا خود جنازہ تو نہیں پڑھا، لیکن لوگوں کو اجازت دے دی تھی کہ تم جنازہ پڑھ لو۔ (منتقیٰ)

شریعتِ مطہرہ کی حد میں مارے جانے والے کا جنازہ

جو شخص کسی گناہِ عظیم مثلاً بدکاری یا قصاص میں شریعت کے حکم سے مارا جاتے، وہ گناہ سے پاک ہو جاتا ہے، اس کا جنازہ پڑھنے سے کراہت نہیں کرنی چاہیئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایسا ہی فرمایا ہے۔ (منتقیٰ)

نمازِ جمعہ

جماعت کے لیے ہر روز پانچ بار اہلِ محلہ جمع ہو سکتے ہیں، لیکن تمام شہر یا شہر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کا بڑا حصہ جمع نہیں ہو سکتا اور جمہور کو بغیر اجتماع و نظام کے رکھنا ان کو بے لگام و شترِ بے مہار بنانا ہے جو مناسب نہیں، اس لیے اسلام نے حکم کیا کہ شہر کے فرزندانِ توحید اپنے قومی مرکز (مسجد) میں ہر ہفتے میں ایک دن جمع ہو کر آپس میں تعارف بھی کریں اور وعظ و نصیحت سن کر احکامِ الٰہی اور اپنی دینی و دنیوی ضروریاتِ حاضرہ کا بھی علم حاصل کریں اور اگلے ہفتے کے لیے نظامِ عمل سمجھ جائیں تاکہ ان کی قوتِ ایمانی، بصیرتِ علمی اور جذبۂ عمل ہمیشہ تازہ و قائم رہے۔

نیز یہ کہ تمام دنیا میں رواج ہے اور مناسب ہے کہ کاروبار اور محنت سے الگ ہو کر دماغ و بدن کو راحت و آسائش دینے کے لیے ہفتے میں ایک دن تعطیل کرتے ہیں عدالتوں میں، دفتروں میں بڑے بڑے کارخانوں میں، ملوں اور مشینوں میں یہی دستور ہے۔ اسلام نے بھی مسلمانوں کو ہفتے میں ایک دن فراغت کرنے کا حکم دیا ہے اور اس تعطیل و فراغت کو لایعنی امور میں ضائع نہیں ہونے دیا، بلکہ علمی و روحانی ترقی اور قومی اجتماع میں صرف کرنے کا حکم دیا ہے۔

وجہ تسمیہ زمانہ جاہلیت میں جمعہ کا نام عروبہ تھا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اس دن میں تمام مسلمانوں کو جمع ہونے کا حکم دیا اور اس کا نام یوم الجمعہ رکھا۔ (شرح سفر السعادۃ لنووی)

نیز انسانی دنیا کی ابتدار یعنی آدم علیہ السلام کی ہستی اسی دن عالمِ وجود و شہود میں آئی۔ علاوہ اس کے دیگر بڑے بڑے کام بھی اسی دن ہوئے۔ (مشکوٰۃ)

فرضیتِ جمعۃ المبارک خدا تعالیٰ نے نمازِ جمعہ کی حاضری کی تاکید سب سے زیادہ کی ہے، چنانچہ فرمایا:

يَا أَيُّهَا الَّذِينَ آمَنُوا إِذَا نُودِيَ لِلصَّلَاةِ مِن يَوْمِ الْجُمُعَةِ فَاسْعَوْا	مسلمانو! جب جمعہ کے دن نماز کی اذان ملے، تو تم خدا کے ذکر کی طرف

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اِلٰى ذِكْرِ اللّٰهِ وَذَرُوا الْبَيْعَ ذَالِكُمْ خَيْرٌ لَّكُمْ اِنْ كُنْتُمْ تَعْلَمُوْنَ ۔ (جمعہ۔ پ ۲۸)	لپک کر آجایا کرو اور خرید و فروخت (فوراً) چھوڑ دیا کرو۔ یہ بات تمہارے لیے بہت بہتر ہے۔ اگر تم (حقیقت کو) سمجھو

اسی طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَيَنْتَهِيَنَّ اَقْوَامٌ عَنْ وَّدْعِهِمُ الْجُمُعَاتِ اَوْ لَيَخْتِمَنَّ اللّٰهُ عَلٰى قُلُوْبِهِمْ ثُمَّ لَيَكُوْنُنَّ مِنَ الْغَافِلِيْنَ ۔ (رواہ مسلم)	لوگ جمعے چھوڑنے سے ضرور باز آجائیں ورنہ خدا تعالیٰ ان کے دلوں پر ضرور مہر لگا دے گا۔ پھر وہ غافل و بے خبر ہو جائیں گے۔

نیز فرمایا:

مَنْ تَرَكَ الْجُمُعَةَ ثَلٰثَ مَرَّاتٍ تَهَاوُنًا بِهَا طَبَعَ اللّٰهُ عَلٰى قَلْبِهٖ ۔ (ترمذی)	جو شخص جمعہ کو ہلکا جان کر اسے تین مرتبہ چھوڑے گا، خدا تعالیٰ اس کے دل پر مہر لگا دے گا۔

تشریح: جس طرح مشق اور تکرارِ فعل سے طبیعت میں ملکہ اور قوت پیدا ہوتی ہے۔ اسی طرح ترک سے قوتِ ارادی میں پستی ہمت میں سستی پیدا ہو جاتی ہے اور بہت سے نورِ ایمان بجھ جاتا ہے، بصیرت اندھی ہو جاتی ہے، دماغ اکھڑ اور اُجڈ ہو جاتا ہے ور جذبۂ عمل مر جاتا ہے۔ انسان سیرتِ انسانی سے نکل کر بہائم میں مل جاتا ہے اور اس میں سوائے انسانی صورت کے کچھ بھی باقی نہیں رہتا اور چونکہ خدا کا فیض اور توفیق محض صورت پر نازل نہیں ہوتا، بلکہ اس کا محل و مورد سیرت ہے، جسے ان لوگوں نے فرائض کے ترک سے ضائع کر دیا ہے، کیونکہ خدا کو انہوں نے فراموش کر دیا۔ سوسائٹی میں یہ شامل نہ ہوئے تو ان میں سوائے صورتِ انسانی کے کچھ بھی باقی نہ رہا۔ پس توفیقِ الٰہی ان کے شاملِ حال کیسے ہو۔ توفیق کے ہٹا لینے کو شریعت کی زبان میں ختم۔ طبع وغیرہ کلمات سے تعبیر کیا جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ اور یہ جو کہا کہ وہ پھر غافل ہو جائیں گے۔ سو اس کی وجہ یہ ہے کہ لغت میں غُفل (بالضم)، اس رستے کو اور اس زمین کو کہتے ہیں جس میں کوئی علامت راہ چلنے کے لیے اور کوئی عمارت رونق و آبادی کے لیے نہ ہو۔ پس وہ شخص جو اپنے خالق و مالک کو فراموش کر دیتا ہے اور جماعت مسلمین (سوسائٹی) سے الگ رہتا ہے، وہ اجڑی ہوئی زمین اور رستے کی مانند ہے۔ اللھم احفظنا۔

فضیلتِ جمعہ : آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا:

خَیْرُ یَوْمٍ طَلَعَتْ عَلَیْہِ الشَّمْسُ یَوْمُ الْجُمُعَۃِ ۔ (مسلم)

بہتر دن جس پر سورج چڑھتا ہے جمعہ کا دن ہے

ایک نادر علمی تحقیق

یہود و نصاریٰ کو حکم ہوا تھا کہ ایک دن خاص عبادت کے لیے چنو۔ یہود نے سبت (سنیچر) کا دن اور نصاریٰ نے اس سے اگلا دن اتوار کا چنا اور جمعہ شریف کی طرف ان کی نظر نہ گئی۔ خدا تعالیٰ نے ہم (امتِ محمدیہ) پر بڑا احسان کیا، کہ اس کی تعیین ہم پر نہ چھوڑی، بلکہ خود ہی معین کر دیا۔ اب اگر ان کی علی التواتر ترتیب کو دیکھیں تو جمعہ باقی ہر دو سے پہلے پڑتا ہے۔ یعنی جمعہ، سنیچر اور اتوار اس لیے امتِ محمدی باوجود یہود و نصاریٰ سے پیدائش میں مؤخر (پیچھے) ہونے کے یوم عبادت کے لحاظ سے مقدم (پہلے) ہو گئی؛ چنانچہ یہی بات آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم مختصراً یوں بیان فرماتے ہیں:

نَحْنُ الْاٰخِرُوْنَ السَّابِقُوْنَ
یَوْمَ الْقِیٰمَۃِ بَیْدَ اَنَّھُمْ
اُوْتُوا الْکِتَابَ مِنْ قَبْلِنَا وَ
اُوْتِیْنَاہُ مِنْ بَعْدِھِمْ ثُمَّ

ہم سب سے پیچھے ہوئے ہیں، (لیکن)
قیامت کے دن سب سے آگے ہوں گے
ماسوا اس کے وہ (یہود و نصاریٰ) ہم
سے کتاب پہلے دیے گئے اور ہم کو ان

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

هٰذَا يَوْمُهُمُ الَّذِيْ فُرِضَ عَلَيْهِمْ يَعْنِيْ يَوْمَ الْجُمُعَةِ فَاخْتَلَفُوْا فِيْهِ فَهَدَانَا اللّٰهُ لَهُ وَالنَّاسُ لَنَا فِيْهِ تَبَعٌ اَلْيَهُوْدُ غَدًا وَالنَّصَارٰى بَعْدَ غَدٍ مُتَّفَقٌ عَلَيْهِ (مشکوٰۃ)

سے پیچھے ملی، پھر یہ بات ہے کہ یہ جمعہ ہی دن ہے جو ان پر فرض کیا گیا تھا لیکن وہ چوک گئے، تو انہوں نے اس میں اختلاف کیا (کہ ایک نے سنیچر اور دوسری نے اتوار منایا) پس اس کے لیے خدا نے ہماری رہنمائی خود کی اور دیگر لوگ ہم سے پیچھے ہو گئے۔ یہود ایک دن بعد اور نصاریٰ دو دن بعد

بائبل کے پُرانے عہد نامے میں ہفتے میں ایک دن آرام کرنے کا حکم مذکور ہے اور اسے معین نہیں کیا؛ چنانچہ کتابِ خروج میں لکھا ہے:

"چھ دن تک اپنا کاروبار کرنا اور ساتویں دن آرام کیجیو تاکہ تیرا بیل اور تیرا گدھا بھی آرام پائیں اور تیری لونڈی کا بیٹا اور مسافر تازہ دم ہو جائیں۔" (۲۳/۱۲)

یہودیوں نے سنیچر کو مقرر کیا اور اس کا نام سبت یعنی آرام کا دن رکھا۔ حضرت مسیح علیہ السلام تک اسی پر عمل درآمد رہا اور سب نوشتوں میں اسے سبت ہی لکھا گیا تو کثرتِ استعمال اور قومی عمل درآمد سے اسم وصفی بمنزلہ اسم علم کے سمجھا جانے لگا۔ نئے عہد نامے میں بھی اسی کے منانے کا ذکر ہے، لیکن حضرت مسیح علیہ السلام کی رفع کے بہت مدت بعد کلیسا نے بجائے سنیچر کے اتوار کو مقدس ٹھہرایا اور پھر اسی اتوار کا نام سبت قرار پایا، چنانچہ اب تمام عیسائی دنیا میں سبت سے (سنڈے) یعنی اتوار مراد لیا جاتا ہے۔ یہ اس بات کی بیّن دلیل ہے کہ سبت کسی معین دن کا نام نہیں، بلکہ وہ ایک وصف ہے کہ قوم اپنے تقرر و منع سے جس دن کو آرام اور کام کاج سے فراغت کے لیے مخصوص و معین کرلے، وہی سبت ہے۔

یہی وہ حقیقت ہے جسے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم منکشف کر رہے ہیں کہ خدا تعالیٰ نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خود ہمیں جمعہ کی رہنمائی فرمائی اور ہم سے پہلی اُمتوں کی توجہ اس طرف نہ پھیری؛

هَدَانَا اِلَى الْجُمُعَةِ وَاَضَلَّ اللّٰهُ عَنْهَا مَنْ كَانَ قَبْلَنَا۔ — اللہ تعالیٰ نے ہمیں جمعہ کی راہنمائی کی اور ہم سے پہلے لوگوں کی توجہ اس کی طرف سے ہٹادی۔

(مسلم من حذیفہ ج ۱۔ ص ۲۸۲)

قربان جائیں اس نبی اُمّی کے جس نے بغیر اس کے کہ کسی زمینی استاد سے علم حاصل کرے۔ اس حقیقت کو جس پر صدیوں سے پردہ پڑا ہوا تھا، واضح کر کے اس کی اصلی صورت میں دنیا کے سامنے رکھ دیا اور اس قومی تقرر و رواج کو جسے لوگ خدائی تعیین سمجھ رہے تھے، طشت از بام کر دیا۔ اَللّٰهُمَّ صَلِّ وَسَلِّمْ عَلَيْهِ۔

آداب جمعہ

آداب و امورِ متعلقہ جمعہ کو متفرق احادیث سے انتخاب کر کے ناظرین کی سہولت کے لیے باختصار یکجا جمع کر دیا جاتا ہے۔ مسلمان ان امور کو خصوصیت سے ملحوظ رکھیں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر میں جمعہ ایک بہت بڑا معظم و مکرم دن تھا۔ اس دن صبح کی نماز میں آپ پہلی رکعت میں سورت آلٓمٓ سجدہ (پ ۲۱) اور دوسری میں سورت هَلْ اَتٰى عَلَى الْاِنْسَانِ۔ (پ ۲۹) پڑھا کرتے تھے۔ (منتقی)

آپ نے فرمایا کہ جمعہ کے دن مجھ پر درود شریف کثرت سے پڑھا کرو۔ آپ جمعہ کے دن غسل و طہارت اور زینت کرتے، صاف ستھرے کپڑے پہنتے، سرمہ و خوشبو لگاتے اور اس کی تاکید و ترغیب فرماتے، اور مسجد میں بھی عود وغیرہ خوشبودار چیزوں کی دھونی دھکاتے (تاکہ کثرتِ اژدہام اور لوگوں کی حرارتِ بدنی اور سانسوں سے ہوا متعفن نہ ہو) آپ نے فرمایا کہ عورتوں کو مسجد میں خوشبو لگا کر نہیں آنا چاہیے۔ خطبۂ جمعہ کی اذان سن کر دنیا کا کوئی کام بھی سوائے جمعہ کی تیاری کے کرنا حرام ہے۔[1]

---

[1] قرآن شریف، سورۃ جمعہ (پ ۲۸)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آپ نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کے دن غسل کیا، پھر تیل و خوشبو لگائی، پھر مسجد میں اگر دو شخصوں کے درمیان گھس کر نہ بیٹھا اور جو کچھ اس کے مقدر میں ہے (نفل) نماز پڑھی، پھر جب امام (خطیب) آیا تو وہ شخص چپ کر کے خطبہ سنتا رہا، اس کے گناہ اس جمعہ اور آئندہ جمعہ کے درمیان جتنے دنوں کے ہوں گے، سب بخش دیے جائیں گے۔ جمعہ کے دن سورۂ کہف کا پڑھنا مستحب ہے، اس سے دجالی فتنہ سے پناہ ملے گی۔ (مشکوٰۃ)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا خطبۂ جمعہ آپ مسجد میں نہایت سادگی سے تشریف لاتے، نہ تو کوئی چپڑاسی ساتھ ہوتا کہ لوگوں کو ہٹو بڑھو پکارے اور رعب جماتے اور نہ کوئی ایسا ہی لباس ہوتا جس سے مصنوعی شان بنے۔ مسجد میں داخل ہوتے تو (ادعیہ مسنونہ کے بعد) حاضرین پر سلام کہتے، پھر منبر پر تشریف فرما ہوتے اور حاضرین کو دوبارہ سلام کہتے۔ حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اذان[1] کہتے اور آپ کھڑے ہو کر خطبہ شروع کرتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ نَحْمَدُهٗ وَنَسْتَعِيْنُهٗ وَنَسْتَغْفِرُهٗ وَ

سب تعریفیں اللہ کے لیے ہے، ہم اس کی حمد کرتے ہیں اور اس سے مدد طلب کرتے اور اس سے بخشش مانگتے

نَعُوْذُ بِاللّٰهِ مِنْ شُرُوْرِ اَنْفُسِنَا مَنْ يَّهْدِهِ اللّٰهُ

ہیں اور ہم پناہ پکڑتے ہیں ساتھ اللہ کے، اپنے نفس کی شرارتوں سے جس کو اللہ ہدایت دے۔

فَلَا مُضِلَّ لَهٗ وَمَنْ يُّضْلِلْ فَلَا هَادِيَ لَهٗ وَ

پس نہیں کوئی بہکانے والا اس کا اور جس کو گمراہ قرار دے یا چھوڑ دے اللہ پس نہیں کوئی راہ بتلانے والا اس کا اور

---

[1] آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے وقت میں جمعہ کی اذان یہی ایک اذان تھی جو منبر سے فاصلے پر بلند جگہ پر کھڑے ہو کر دی جاتی تھی۔ پہلی اذان جو اب مروج ہے حضرت عثمان رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے وقت میں شروع ہوئی جب لوگوں کی کثرت ہو گئی، گویا پہلی اذانِ جمعہ کی تیاری کے لیے زیادہ کی گئی۔ (مستفاد از فتح الباری وغیرہ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا

میں گواہی دیتا ہوں کہ نہیں کوئی معبود سوائے اللہ کے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد صلی اللہ علیہ وسلم،

عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ أَرْسَلَهٗ بِالْحَقِّ بَشِيْرًا وَّ

بندے ہیں اس کے اور رسول ہیں اس کے۔ بھیجا اس نے آپ کو ساتھ حق کے بشیر و

نَذِيْرًا بَيْنَ يَدَيِ السَّاعَةِ مَنْ يُّطِعِ اللّٰهَ وَ

نذیر کرکے پیشتر قیامت کے جس نے فرماں برداری کی اللہ تعالیٰ کی اور اس کے

رَسُوْلَهٗ فَقَدْ رَشَدَ وَمَنْ يَّعْصِهِمَا فَقَدْ

رسول کی۔ پس تحقیق ہدایت پائی اس نے اور جس نے ان کی نافرمانی کی پس تحقیق

غَوٰى وَإِنَّهٗ لَا يَضُرُّ إِلَّا نَفْسَهٗ وَلَا يَضُرُّ

وہ گمراہ ہو گیا اور تحقیق وہ نقصان نہیں کرے گا، مگر اپنی جان کا اور نہیں نقصان کرے

اللّٰهَ شَيْئًا ۔ أَمَّا بَعْدُ فَإِنَّ خَيْرَ الْحَدِيْثِ

گا اللہ تعالیٰ کا کچھ بھی۔ بعد اس کے (معلوم ہو) کہ تحقیق سب کلاموں سے بہتر،

كِتَابُ اللّٰهِ وَخَيْرَ الْهَدْيِ هَدْيُ مُحَمَّدٍ

اللہ کی کتاب ہے اور سب طریقوں سے بہتر طریقہ محمد (صلی اللہ علیہ وسلم

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَشَرَّ الْأُمُوْرِ

کا ہے۔ اور سب سے بُرے کام وہ ہیں جو (دین میں)

مُحْدَثَاتُهَا وَكُلَّ ضَلَالَةٍ بِدْعَةٌ ۔

نئے بنائے جائیں اور ہر گمراہی بدعت ہے۔

اس کے بعد آپ قرآن شریف کا کوئی مقام پڑھتے اور وعظ فرماتے۔ تقریر کے متعلق آپ کو قدرت نے وہ سب کمالات عطا کیے تھے جو ایک بہترین مقرر کے لیے ضروری و مناسب ہوتے ہیں۔ آپ اپنے خاندان کے اکثر افراد کی طرح بلند آواز و بارعب تھے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

آواز میں لطف و جذب تھا۔ تقریر پرجوش و مؤثر ہوتی۔ الفاظ شستہ و مہذب اور فصیح جامع ہوتے۔ تکلف سے عبارت کو مقفیٰ و مسجع بنانے سے پرہیز کرتے۔ مختصر عبارت میں بڑے بڑے مطالب ادا فرماتے۔

تقریر ٹھہر ٹھہر کر نہایت وضاحت و صفائی سے کرتے۔ صفائی بیان اور اختصار کا یہ عالم تھا کہ اگر کوئی آپ کے کلمات کو گننا شروع کر دیتا تو آسانی سے گن سکتا تھا۔ ضروری امر کو دو دو اور تین تین دفعہ دوہرا کر بیان فرماتے جس سے غلط فہمی کا خطرہ نہ رہتا۔ سامعین کی توجہ اور عقیدت کو ساتھ ملائیں، تو صاف سمجھ میں آجاتا ہے کہ یہی وجہ تھی کہ آپ کے ملفوظاتِ طیبات سامعین کو نقشِ خاطر ہو کر محفوظ رہتے تھے۔ قاصرین کی تفہیم کے لیے دقیق مسائل، سادہ الفاظ اور امثال میں بیان فرماتے اور ذہنیات کو محسوسات میں سمجھاتے جس سے طبّاع و قاصر ہر دو طبقے کے لوگ اپنی اپنی استعداد کے مطابق بہرہ اندوز و فیضیاب ہو جاتے۔ اندازِ بیان میں نہ تو فضول تطویل ہوتی اور نہ تقصیر یعنی کوتاہ بیانی۔ بیان بلیغ و عام فہم ہوتا جس سے حاضرین پر ایک کیفیت طاری ہو جاتی، دل خشیتِ الٰہی سے بھر جاتے اور آنکھیں آنسوؤں کی بارش برسانے لگتیں۔ سامعین کا بیان ہے کہ ہم پر سناٹا چھا جاتا تھا اور ہماری یہ حالت ہو جاتی تھی کہ گویا ہمارے سروں پر جانور بیٹھے ہیں (مشکوٰۃ)

تذکیر یہ اثر اندازی آلاتِ لہو راگ، باجا وغیرہ کے بغیر ہوتی۔ آپ ان اسباب کو روحانیت کے خلاف جانتے، چنانچہ آپ نے فرمایا:

اَمَرَنِیْ رَبِّیْ عَزَّ وَجَلَّ بِمَحْقِ الْمَعَازِفِ وَالْمَزَامِیْرِ وَالْاَوْثَانِ وَالصُّلُبِ وَاَمْرِ الْجَاهِلِیَّةِ۔ (مشکوٰۃ باب الخمر ص۳۱۸)

یعنی مجھے میرے رب نے معازف (ہاتھ سے بجانے والے باجوں) اور مزامیر (منہ سے بجانے والے باجوں) اور بتوں اور صلیبوں کے اور جاہلیت کے تمام کاموں کے دور دفع کرنے کا حکم فرمایا

نیز فرمایا کہ راگ دل میں نفاق پیدا کرتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

نکتہ: آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے عبادت و ذکر اور تذکیر و وعظ کے وقت آلات لہو کے استعمال کو اس لیے ناپسند فرمایا کہ انسان میں دو نطق ہیں، ظاہری و باطنی۔ ظاہری سے وہ اپنے دل کی بات دوسرے پر ظاہر کرتا ہے اور عہدۂ افہام و تفہیم کو پورا کرتا ہے اور یہ زبان سے ہوتا ہے اور باطنی سے وہ خود فہم و ادراک حاصل کرتا ہے اور یہ دماغ کے متعلق ہے۔

پس آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم محض کلام سے جو اسی مطلب کے لیے قدرت کا عطیہ ہے۔ مضامینِ مقصودہ سامعین کے دماغ میں اتارتے تھے اور اس میں کسی نوع کے تصنع سے کام نہ لیتے تھے اور دیگر یہ کہ باجا وغیرہ فہم کلام سے مانع ہوتے ہیں اور ان سے جو حظ حاصل ہوتا ہے، وہ علمی و روحانی اور دیرپا نہیں ہوتا، بلکہ محض نفسانی و وقتی ہوتا ہے آپ خطبے کے وقت بالکل خاموش رہنے کی تاکید اسی لیے کرتے تھے کہ خاموشی سے انسان کا دماغ فہمِ کلام کی طرف متوجہ ہوتا ہے اور کلام کے محاسن و لطائف کو حاصل کرنے کا موقع پاتا ہے۔ پس جو حظ اس طریق سے حاصل ہوتا ہے، وہ علمی اور دماغی، بلکہ روحانی و قلبی اور دائمی ہوتا ہے، چنانچہ سورت ق میں جو آپ اکثر خطبۂ جمعہ میں پڑھا کرتے تھے۔ خدا تعالیٰ نے فرمایا:

اِنَّ فِیْ ذٰلِكَ لَذِكْرٰى لِمَنْ كَانَ لَهٗ قَلْبٌ اَوْ اَلْقَى السَّمْعَ وَهُوَ شَهِيْدٌ (ق پ۲۶) یعنی بے شک اس میں نصیحت ہے، اس کے لیے جو عقل رکھتا ہے یا حضورِ قلب سے کان لگاتا ہے۔

(لفظ قلب کے معنی عقل بھی ہیں۔ (صراح)

تفہیم آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ ملکۂ فصاحت اکتسابی و مشقی نہیں تھا، بلکہ فطری اور قدرت کا عطا کردہ تھا۔

چنانچہ آپ نے فرمایا:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَنَا اَعْرَبُكُمْ اَنَا مِنْ قُرَيْشٍ وَّلِسَانِيْ لِسَانُ بَنِيْ سَعْدِ بِنْ بَكْرٍ۔ (جامع السیوطی)

یعنی میں تم سب سے زیادہ فصیح ہوں، میں خاندان قریش سے ہوں اور میری زبان بنی سعد بن بکر کی زبان ہے۔[1]

فصاحت کا یہ دعویٰ صرف آپ کا اپنا ہی نہ تھا، بلکہ اس زمانے کے فصحاء اور آپ کے سامعین سب اس کے قائل تھے۔ عربی زبان بہت وسیع زبان ہے اور اس کی کئی ایک شاخیں ہیں۔ آپ ہر قبیلے سے ان کی فصیح لغت میں کلام کرتے جس سے سامعین حیران رہ جاتے۔ یہ امر ان مکتوبات سے ظاہر ہے جو آپ نے مختلف قبائل کے نام ان کے خاص محاورات والفاظ میں لکھوائے۔ (الشفاء للقاضی عیاض)

رُجوع بمطلب یعنی بقیہ کوائف خطبہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم

آپ اثنائے خطبہ میں کسی ضرورت وقتی کے متعلق بھی مناسب حکم وہدایت فرما دیتے، کسی سائل کا جواب بھی دے دیتے۔ خشک سالی پر بارانِ رحمت کے لیے بھی دُعا کرتے جو درجۂ قبولیت پاتی۔ کسی خاص مسکین پر صدقہ کرنے کی ترغیب بھی دیتے۔

تحویل

یہ سب باتیں جو اوپر مذکور ہو چکی ہیں۔ ہم نے اپنے خیال سے نہیں بنائیں، بلکہ مختلف احادیث کے انتخاب سے لکھی ہیں جو آپ کی زوجہ محترمہ ام المومنین حضرت عائشہؓ صدیقہ، حضرت جابرؓ بن سمرہ، حضرت ابوہریرہؓ، حضرت عرباضؓ بن ساریہ، حضرتِ ہند بن ابی ہالہ، حضرت انس (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) وغیرہم سے صحیح مسلم، ابوداؤد، شمائل ترمذی، شفاء قاضی عیاض وغیرہا کتب حدیث میں مروی ہیں۔

---

(1) قریش اور بنی سعد ہر دو قبیلے فصاحت میں خصوصیت سے مشہور تھے۔ قریش تو آپ کا نسبتی خاندان ہے اور آپ کی پرورش قبیلہ بنی سعد میں ہوئی، کیونکہ دایہ حلیمہ جو آپ کی رضاعی ماں تھیں، بنی سعد سے تھیں، اسی لئے ایسا فرمایا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

خطبہ کے لیے قرآن شریف میں سے کوئی خاص مقام مقرر نہیں تھا، جیساکہ آجکل بعض مقام پر ائمہ مساجد ہمیشہ ایک ہی خطبہ رٹتے ہیں، گویاکہ وہ رجسٹرڈ شدہ ہے۔ نہیں حسب مصلحت مختلف جگہوں سے جہاں سے چاہتے، پڑھ کر وعظ فرماتے۔ صحابہؓ نے اس عام اور اجمالی ذکر کے علاوہ بعض مقامات کا بالتصریح پتہ بھی بتایا ہے۔ ان میں سے بعض روایات بالاتفاق صحیح ہیں جو بخاری مسلم کی روایات سے ہیں اور بعض میں محدثین نے از روئے اسناد کلام کیا ہے۔ بہرحال وہ سب مقامات یہ ہیں: سورت قٓ والقرآن المجید (پ ۲۶) جو آپ اکثر اوقات پڑھتے تھے، یہاں تک کہ سامعین میں سے بعض عورتوں کو صرف سن سن کر ہی برزبان ہوگئی تھی۔ سورۃ تبارک الذی (پ ۲۹) سورت صٓ والقرآن ذی الذکر (پ ۲۳) آخر سورۃ زمر۔ سورۃ بعر کی آیات، سورتِ زخرف کی آیات جن میں وَنَادَوْا یَا مَالِکُ ہے (پ ۲۵) سورۃ قُلْ یٰاَیُّهَا الْکَافِرُوْنَ (پ ۳۰) سورۃ قُلْ هُوَاللّٰهُ اَحَدٌ (پ ۳۰)

آدابِ خطبہ (خطیب کے لئے)

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم باوجود پرجوش تقریر کرنے کے دونوں ہاتھ پھیلا پھیلا کر اظہار جذبات نہیں کرتے تھے، بلکہ نہایت متانت و وقار سے بوقتِ ضرورت دائیں ہاتھ کو کندھے کے برابر کرکے انگشت شہادت سے اشارہ کرتے۔ بے طرح ادھر اُدھر مڑ مڑ کر نہ دیکھتے۔ منبر بننے سے پہلے حالتِ خطبہ میں کبھی عصا اور کبھی کمان ہاتھ میں رکھتے اور لکڑی کے ایک ستون سے تکیہ لگا کر تقریر کرتے، لیکن جب منبر بن گیا، تو پھر کوئی چیز ہاتھ میں نہ رکھتے اور تلوار وغیرہ ہتھیار تو کبھی بھی خطبہ کی حالت میں نہیں رکھا۔ نہ منبر سے پہلے نہ پیچھے۔

آدابِ خطبہ سامعین کے لیے

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص خطبہ کی حالت میں اپنے بھائی سے اتنا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بھی کہے کہ انصت (چپ رہو) تو اس نے بھی بے جا بات کی۔ (منتقی)

اوّل، اس لیے کہ خطبہ کے وقت صاحب امر اور صدرِ مجلس خطیب ہے۔ پس اسی کا حق ہے کہ کسی کو امر و نہی کرے۔

دوم: اس لیے کہ اس سے مانعین کی کثرت ہو کر مسجد میں شور و غوغا ہو جائے گا جو استماعِ خطبہ میں مخل و مانع ہو گا۔ خطبہ کی حالت میں سامعین کا بہرہ صرف خطبہ کا سننا ہے اور بس۔ اس کے سوا بطور خود کوئی ورد وظیفہ نہ کرے۔ ہاں اگر خطیب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا نام مبارک لے تو جواباً درود شریف (صلی اللہ علیہ وسلم) پڑھ لے نہ تنکے توڑے نہ انگلیاں توڑے نہ مزید فضول حرکتیں کرے۔ نہ اِدھر اُدھر تاکتا رہے، بلکہ نہایت ادب و وقار سے بیٹھا ہوا خطبہ سنتا رہے۔ زانو کھڑے کر کے اور دونوں ہاتھ یا کپڑا ان کے گرد لپیٹ کر سرین کے بل بیٹھنا نہ چاہیے تاکہ نیند غلبہ نہ کرے یا کمر کا کپڑا سامنے سے کھل نہ جائے۔ ہاں! بصورتِ ضرورت ایسا بیٹھ لینا جائز ہے۔ اگر کسی کو اونگھ آجائے، تو وہاں سے سرک جائے۔ مسجد میں پیچھے آنے والا پہلے آئے ہوئے لوگوں کی گردنیں پھاند کر اگلی صفوں میں آئے، تو آپ نے اس سے سخت منع فرمایا۔ نیز دو شخصوں کے درمیان گھس کر اور ان کو ان کی جگہ سے سرکا کر بیٹھنا منع ہے۔ کوئی اپنی جگہ سے کسی حاجت کو اٹھ کر جائے، تو اس جگہ کا حقدار وہی ہے، واپس آکر اسی جگہ بیٹھ سکتا ہے، کوئی شخص اپنی پگڑی یا کپڑا رکھ کر وضو وغیرہ حاجت کے لیے اٹھ کر جائے تو حسبِ بالا اس جگہ کا حقدار وہی ہے۔ (تلخیص۔ فتح۔ نیل۔ وغیرہ)

مسئلہ: جب تک امام خطبہ میں کھڑا نہ ہو، حاضرینِ مسجد نوافل وغیرہ پڑھ سکتے ہیں۔ جب خطبہ شروع ہو جائے، تو انفرادی وظائف و نوافل سب بند کر دیں۔ اگر کوئی خطبہ کی حالت میں مسجد میں داخل ہو تو وہ دو رکعت نماز پڑھ کر بیٹھے اور دوسروں کی طرح خطبہ سنتا رہے۔ یہ مسئلہ پختہ ہے۔ مختلف احادیث متعلقہ کو سامنے رکھ کر لکھا گیا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس میں ہرگز تردد نہ کیا جائے۔

نمازِ جمعہ میں قرأت

خطبہ کے بعد حضرت بلال رضی اللہ تعالیٰ عنہ اقامت کہتے، صفیں درست کی جاتیں اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حضورِ قلب سے خدا تعالیٰ کے سامنے نماز میں کھڑے ہوجاتے۔

۱۔ کبھی پہلی رکعت میں سورتِ فاتحہ کے بعد سورۃ جمعہ اور دوسری میں منافقین (پ ۲۸) پڑھتے۔

۲۔ اور کبھی پہلی میں سورتِ اعلیٰ، دوسری میں سورتِ غاشیہ (پ ۳۰) پڑھتے (مسلم)

تفہیم سورتِ جمعہ میں مسلمانوں کو توجہ دلائی ہے کہ عین ضرورت کے وقت ان میں ایسا عظیم نبی برپا کیا گیا ہے۔ پھر یہودیوں کی شناعت بیان کی گئی ہے کہ انہوں نے احکامِ توریت کی پابندی چھوڑ کر کتاب الٰہی کو ضائع کردیا۔ مسلمان ایسا نہ کریں۔ پھر اخیر پر نمازِ جمعہ کی تاکید کی ہے اور اذانِ جمعہ پر معاشِ دنیا کے کام کاج ترک کردینے اور ذکرِ خدا میں حاضر ہوجانے کا حکم کیا ہے اور سورتِ منافقین میں منافقوں کی دودلی اور خدا کے رستے میں ہمت و مال خرچ نہ کرنے اور ان کے جمود وقعود کی مذمت کرکے مومنوں کو تخویف کی ہے کہ وہ ایسے نہ بنیں اور اخیر پر مال و اولاد کی وجہ سے ذکر خدا سے غافل ہونے کی شناعت بیان فرمائی ہے اور سورتِ اعلیٰ میں مبدأ و معاد اور تبلیغِ قرآن اور انسان کی شقاوت و سعادت کا ذکر ہے اور سورتِ غاشیہ میں احوالِ معاد کا شرح و بسط سے بیان ہے۔

ظاہر ہے کہ یہ امور دین میں نہایت ضروری ہیں اور ان کا جمعوں میں سنانا نہایت مناسب ہے۔ غرض یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جو کچھ بھی کرتے تھے باحکمت کرتے تھے

مسئلہ: نمازِ جمعہ وعیدین میں قرآتِ مسنونہ پڑھنی افضل ہے، اگرچہ دیگر مقامات سے بھی پڑھنی جائز ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بعض اماماں مسجد تو نمازِ جمعہ و عیدین میں قرآتِ مسنونہ کی رعایت ہی نہیں کرتے اور بعض اس طرح کرتے ہیں کہ پہلی رکعت میں سورتِ جمعہ کا آخری رکوع اور دوسری میں سورتِ منافقین کا آخری رکوع پڑھتے ہیں، یہ طریقہ خلافِ سنت ہے۔ اگر سنت کی پیروی مقصود ہے، تو جس طرح آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے کیا، اسی طرح کرنا چاہیے اور اپنی اٹکلوں اور خیالوں کو چھوڑ دینا چاہیے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لَنْ یُّؤْمِنَ عَبْدٌ حَتّٰی یَکُوْنَ هَوٰهُ تَبَعًا لِمَا جِئْتُ بِهٖ - (کنوز)

یعنی کوئی بندہ جب تک اپنی خواہش کو اس چیز کے تابع نہ کردے جو میں لے کر آیا ہوں مومن نہیں ہوگا

نماز ختم کرنے کے بعد

خدا تعالیٰ نے سورتِ جمعہ میں جہاں یہ حکم کیا ہے کہ جب جمعہ کی اذان ملے تو خدا کے ذکر کی طرف لپک کر آجاؤ اور خرید و فروخت چھوڑ دو، وہاں اس کے بعد یہ بھی فرمایا:

"جب نماز ہو چکے تو تم زمین میں پھیل جاؤ اور خدا تعالیٰ کا فضل (روزی) تلاش کرو۔"

یعنی صرف خطبہ و نماز کے لیے تم کو کام کاج چھوڑا کر یہاں جمع کیا تھا۔ جب خطبہ اور نماز ہو چکے تو تم اپنے کام میں جا لگو۔

حدیث ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ میں وارد ہے:

۱۔ وَکَانَ لَا یُصَلِّیْ بَعْدَ الْجُمُعَةِ حَتّٰی یَنْصَرِفَ رَکْعَتَیْنِ - (بخاری)

یعنی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ جمعہ کے بعد گھر میں تشریف لا کر دو رکعت نماز پڑھتے تھے۔

۲۔ آپ کا یہ ارشاد بھی ہے کہ جو شخص جمعہ کے بعد پڑھے، وہ چار رکعات پڑھے۔

آپ کا اپنا عمل دو کا ہے اور امت کو ارشاد چار کا ہے۔ غالباً اس کی وجہ یہ ہے کہ خطبہ میں آپ کی تقریر جوش سے ہوتی تھی۔ اس سے طبیعت میں ضعف و ثقل ہو جاتا ہوگا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس لیے آپ گھر پر تشریف لاکر تخفیفاً دو رکعت گزارتے تھے، چونکہ دیگر لوگوں پر یہ تکلیف نہیں ہوتی تھی، اس لیے انہیں چار کا ارشاد فرمایا۔ ان دونوں روایتوں کی جمع یوں بھی ہے کہ خواہ کوئی دو پڑھے خواہ چار ہر طرح اختیار ہے۔

شرائط جمعہ اور ظہر احتیاطی

جمعہ میں چند ضروری خصوصیتیں ہیں جو دیگر فرض نمازوں میں نہیں ہیں ؛

ایک ان میں سے جماعت ہے کہ بغیر اس کے اس کا نام نمازِ جمعہ نہیں ہو سکتا۔

دوم خطبہ ہے کہ بغیر اس کے قوم کو جمع کرنے کا مقصد پورا نہیں ہو سکتا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جمعہ کی نماز تنہا اور بغیر خطبہ کے کبھی نہیں پڑھی۔

سوم حریت (آزادی) ہے، کیونکہ غلام کی گردن دوسرے کے پھندے میں ہے ہو سکتا ہے کہ وہ سنگ دل اس کو اجازت نہ دے۔

چہارم ذکوریت (مرد ہونا) ہے، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مستورات بوجہ خانہ نشینی اور ضعفِ صنفی کے اسے لزوماً ادا نہ کرسکیں۔

پنجم ؛ سلامتی اعضاء وتندرستی، کیونکہ ہو سکتا ہے کہ مریض اور اپاہج اور اندھے اس اجتماع کی حاضری کو لزوماً برداشت نہ کرسکیں۔

ششم ؛ حضر یعنی مسافر نہ ہونا، کیونکہ مسافر کو علاوہ اپنے مشاغلِ ضروریہ کے دیگر کئی ایک موانع پیش آسکتے ہیں، لہٰذا اس سے بھی لزوماً ادا ہو سکنا مشکل ہے۔

ہفتم ، بستی کی آبادی، کیونکہ صحرا نشینی کی حالت میں جماعت میسر نہ ہو تو بادیہ نشین کے لیے بستی کی حاضری لزوماً مشکل ہے۔

چنانچہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ؛

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَلْجُمُعَۃُ حَقٌّ وَّاجِبٌ عَلٰی کُلِّ مُسْلِمٍ فِیْ جَمَاعَۃٍ اِلَّا اَرْبَعَۃٌ عَبْدٌ اَوْ اِمْرَاَۃٌ اَوْصَبِیٌّ اَوْمَرِیْضٌ ۔ (ابوداؤد)

مِنْ حَدِیْثِ طَارِقِ بْنِ شِھَابٍ عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَرَوَاہُ الْحَاکِمُ مِنْ حَدِیْثِ طَارِقٍ ھٰذَا عَنْ اَبِیْ مُوْسٰی عَنِ النَّبِیِّ صَلَّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ وَصَحَّحَہٗ غَیْرُ وَاحِدٍ ۔ (تلخیص) وَقَالَ وَحَدِیْثُ ابْنِ عُمَرَ رَوَاہُ الطَّبْرَانِیُّ فِی الْاَوْسَطِ وَلَفْظُہٗ لَیْسَ عَلٰی مُسَافِرٍ جُمُعَۃٌ وَفِیْہِ اَیْضًا مِنْ حَدِیْثِ اَبِیْ ھُرَیْرَۃَ مَرْفُوْعًا خَمْسَۃٌ لَا جُمُعَۃَ عَلَیْھِمْ اَلْمَرْءَۃُ وَالْمُسَافِرُ وَالْعَبْدُ وَالصَّبِیُّ وَ اَھْلُ الْبَادِیَۃِ ۔ (تلخیص ص ۱۳۷ ج ۱)

یعنی نمازِ جمعہ ہر مسلمان پر باجماعت ادا کرنی فرض ہے، مگر غلام اور عورت اور بچے اور مریض اور مسافر اور صحرا نشین پر نہیں۔

یہ وہ شرائط ہیں، جن کی دلیل شرع میں ملتی ہے اور ان میں نزاع نہیں۔

ان کے علاوہ دو ایسی شرطیں ہیں جن کے ثبوت میں کلام ہے اور اسی وجہ سے ائمہ مجتہدین میں ان کے بارے میں اختلاف ہے، چنانچہ قاضی ثناء اللہ پانی پتی مالابدمنہ میں فرماتے ہیں:

پس در دیہات نزد امام اعظم جمعہ جائز نیست و نزد امام شافعی و اکثر ائمہ در دیہات جمعہ جائز است ۔ (مطبوعہ مجتبائی ص ۶۰)

نیز فرمایا: دوم حضور بادشاہ یا نائب او و ایں نزد اکثر ائمہ شرط نیست (ص ۶۰)

ہم انہی دو کے متعلق کسی قدر تفصیل سے کشفِ حقیقت کرنا چاہتے ہیں۔

اعتذار ہر چند کہ ہم نے اس کتاب میں مسائل کا بیان ردّ و جواب کے طریق پر نہیں کیا، بلکہ التزام کیا ہے کہ ہمارے ناظرین اختلافات

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

میں پڑ کر غلطان و پیچان ہونے کے سوا طریقِ مسنون سے آگاہ ہو جاتیں۔ لیکن اس مسئلہ (شرائطِ جمعہ) کی اہمیت اور لوگوں کی جہالت نے ہمیں مجبور کر دیا کہ ہم اس مسئلہ پر مستقل طور پر مع مالھا وما علیھا کے بیان کر کے حقیقتِ امر کو واضح کریں واللہ ولی التوفیق۔

شرطیتِ سلطان

سنن ابن ماجہ میں ایک لمبی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ لوگو! خدا تعالیٰ نے تم پر جمعہ فرض کیا ہے۔ پس جس نے امام (سلطان) کے ہوتے ہوتے خواہ وہ عادل ہو، خواہ ظالم۔ انکار اور تحقیر کی وجہ سے جمعہ ترک کیا۔ خدا تعالیٰ اس کے امور میں برکت نہ کرے (وغیرہ وغیرہ۔

اس روایت سے یہ سمجھا گیا ہے کہ جمعہ کی ادائیگی کے لیے بادشاہ کا ہونا شرط ہے، اور پھر اس پر یہ متفرع کیا ہے کہ جب سلطان نہ ہو تو باوجود اس کے کہ مسلمان ہر طرف سے کھچ کھچا کر اور اپنے کاروبار اور مشاغل کو چھوڑ چھاڑ کر نہایت ذوق و شوق سے جامع مسجد میں جمع ہو گئے ہیں اور خطیب نے نہایت امن و امان سے بلا منازعت خطبہ بھی پڑھ سنایا ہے اور نماز بھی نہایت سکون و اطمینان سے ادا ہو چکی ہے۔ پھر بھی اس خیال سے کہ ہمارے سر پر کوئی بادشاہ نہیں ہے۔ ہمارا بہ نیتِ جمعہ سے خدا کے سامنے جھکنا جائز نہیں ہوا، اس لیے ہمیں اس کے ساتھ ہی ظہر کی نماز بھی ادا کر لینی چاہیئے تاکہ اگر جمعہ ادا نہ ہوا تو ظہر تو ادا ہو جاتے گی اور اس کا نام انہوں نے "ظہرِ احتیاطی" رکھ دیا ہے۔

تحقیقِ مسئلہ

اس روایت سے ادائے جمعہ کے لیے سلطان کی شرطیت کا استدلال بالکل نادرست ہے اور پھر اس پر ادائے ظہرِ احتیاطی کی تفریع بناء فاسد علی الفاسد ہے، اس کی تفصیل یوں ہے،

اوّل تو یہ روایت محدثین کے نزدیک سخت منکر بلکہ موضوع ہے اور ایسی دلیل سے جمعہ ایسے اہم فرض میں کوئی شرط مقرر کرنی درست نہیں۔ شرطیت کے لیے دلیل کا صحیح

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اور یقینی ہونا ضروری ہے۔ اس کی نکارت وضعف کا بیان یوں ہے کہ اس کے سلسلہ اسناد میں اوپر تلے تین راوی مجروح وضعیف ہیں اور ایک ان میں سے موسوم بالکذب ہے۔ سلسلہ اسناد یوں ہے:

قال الامام ابن ماجۃ القزوینی حدثنا محمد بن عبد اللہ بن نمیر ثنا الولید بن بکیر حدثنی عبد اللہ بن محمد العدوی عن علی بن زید۔

ان میں ولید اور عبداللہ عدوی اور علی بن زید تینوں مجروح ہیں۔

۱۔ ولید بن بکیر کی نسبت ابن حبان کی رائے کے خلاف امام دارقطنی کا قول لکھا ہے وہ متروک الحدیث ہے۔ (تہذیب التہذیب)

۲۔ عبداللہ عدوی کی نسبت امام بخاری کتاب الضعفاء الصغیر میں خاص اسی سلسلہ اسناد کا ذکر کر کے فرماتے ہیں:

عبد اللہ بن محمد العدوی عن علی بن زید بن جدعان روی عنہ الولید بن بکیر منکر الحدیث۔ (ص۳)

اور حافظ ابن حجر تہذیب التہذیب میں جو کچھ فرماتے ہیں اس کا خلاصہ یہ ہے:

قال الدارقطنی	متروك ومنكر الحديث
وقال البخاری	لا يتابع على حديثه
وقال وكيع	يضع الحديث
وقال ابن حبان	لا يحل الاحتجاج بخبره
وقال البخاری	منكر الحديث
وقال ابو حاتم	"

پھر ان اقوال کے بعد حافظ ابن عبدالبر کا قول خاص اسی روایت کے متعلق لکھا ہے:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وقال ابن عبد البر جماعة اهل العلم بالحديث يقولون ان هذا الحديث يعنى الذى اخرجه له ابن ماجة من وضع عبد الله بن محمد العدوى وهو عندهم موسوم بالكذب۔ (ج ۹ ص ۲۱)	یعنی حافظ ابن عبدالبر کہتے ہیں کہ علمائے حدیث کی ایک جماعت کہتی ہے کہ یہ حدیث یعنی جسے ابن ماجہ نے اس (عبداللہ عدوی) کے طریق سے روایت کیا ہے۔ عبداللہ محمد عدوی کی بناوٹ وجعل سے ہے اور وہ ان (محدثین) کے نزدیک جھوٹا ہے

۳۔ تیسرے راوی علی بن زید کی جرح سے تہذیب التہذیب میں قریباً تین صفحے بھرے ہیں، جن کا خلاصہ یہ ہے:

لا يحتج[۱] به ، ليس[۲] بالقوى ، ضعيف[۳] الحديث ، ضعيف[۴] فى كل شيئ ، ليس[۵] بحجة واهى[۶] الحديث ، ضعيف ، ربما رفع الشيى الذى يوقفه غيره ، كان[۸] رفاعا ، كان[۹] يقلب الحديث وغيره وغيرہ۔

ان بیانات سے صاف ظاہر ہے کہ اگر ان راویوں میں سے کوئی ایک بھی کسی سلسلۂ روایت میں ہو تو وہ روایت حجت نہیں ہو سکتی چہ جائیکہ اوپر تلے یہ تینوں جمع ہو کر سلسلۂ ضعفاء قائم کر دیں۔ پس یہ روایت ہرگز قابل استناد نہیں ہے۔

دوم: یہ کہ مضمون کے لحاظ سے بھی از روئے علم اصول اس روایت سے شرطیت ادائے جمعہ کا ثبوت نہیں ہو سکتا، کیونکہ اس میں نہ تو شرط کا لفظ ہے اور نہ ایسا طریق بیان اور صیغۂ ادا ہے جو مثبتِ شرط ہو سکے، مثلاً وضو نماز کے لیے شرط ہے، تو اس کی دلیل یہ ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

لا يقبل الله صلوٰة بغير طهور۔ (ترمذی)	یعنی خدا تعالیٰ بغیر وضو کے کوئی نماز قبول نہیں کرتا

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لیکن حدیث جمعہ مذکورہ بالا میں یہ نہیں فرمایا گیا کہ جمعہ بغیر سلطان کے قبول نہیں ہوتا بلکہ یہ فرمایا گیا ہے کہ جو شخص امام (سلطان) کی موجودگی میں جمعہ قائم نہ کرے۔ خدا تعالیٰ اس کا برا کرے، وغیرہ وغیرہ۔ وأنّى هذا من ذاك۔

سوم، یہ کہ اس میں تو کچھ کلام نہیں کہ یہ روایت منطوقاً تو شرطیتِ سلطان سے ساکت ہے۔ پس مفہوماً ماننی پڑے گی اور مفہوم بھی مفہوم مخالف لینا پڑے گا اور ماہرینِ علم اصول جانتے ہیں کہ حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ اور ان کے پیرو علمائے اصول علامہ بزدوی وغیرہ مفہومِ مخالف کے قائل نہیں ہیں (اصول بزدوی، ارشاد، توضیح تلویح) پس بربناءِ اصولِ حنفیہ اس سے شرطیتِ سلطان پر دلیل پکڑنا درست نہیں۔

چہارم: یہ کہ اس کا مفہوم مخالف یہ نہیں ہوگا کہ سلطان کی عدم موجودگی میں جمعہ ادا کرنا منع ہے، بلکہ یہ ہوگا کہ سلطان کی عدم موجودگی میں جمعہ فرض نہیں ہے، کیونکہ مفہوم مخالف میں حکم منطوق کی نقیض لی جاتی ہے۔ (ارشاد، توضیح تلویح)

اور فرض کی نقیض لا فرض ہے۔ اذ نقیض کل شیئ رفعہ چونکہ اس روایت میں صاف صاف الفاظ میں فرضیتِ جمعہ بیان کی گئی ہے، چنانچہ فرمایا:

ان الله قد افترض علیکم الجمعة بیشک خدا نے تم پر جمعہ فرض کر دیا ہے

اور امام ابن ماجہ نے بھی اس پر فرضیت ہی کا باب باندھا ہے، چنانچہ ان کے الفاظ یہ ہیں، باب فرض الجمعة پس شرط سلطانیت کے فقدان کے وقت اس کا مفہوم مخالف لیس بفرض ہوگا، نہ کہ لا یقبل جمعة لہذا یہ شرط شرائطِ وجوب میں سے ہوگی نہ کہ شرائطِ ادا میں سے فافہم۔ پس شرطِ وجوب ہونے کی صورت میں اگر عند الفقدان ادا کیا جائے، تو عند الحنفیہ بھی ادائے فرض وقتی ہوگا، چنانچہ حنفی مذہب کی کتاب شرح وقایہ میں ہے:

فتقع فرضاً ان صلاها فاقدها جس شخص میں شرطِ وجوب نہیں پائی جاتی۔

اگر وہ جمعہ پڑھ لے تو اس کا فرض وقتی ادا ہو جائے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اسی طرح ابن ہمام نے شرح ہدایہ میں تحقیق کیا ہے، مثلاً نابینا کہ اس میں آنکھ کی سلامتی نہیں اور اپاہج کہ اس کی ٹانگیں سلامت نہیں اور مریض کہ اس کی تندرستی نہیں اور مسافر کہ وطن میں نہیں ہے اور عورت کہ وہ مرد نہیں ہے۔ اگر یہ لوگ جمعہ کی نماز پڑھیں، تو ان کا جمعہ صحیح ہوگا اور فرض وقتی ان سے ادا ہوجائے گا، لہٰذا جس صورت میں کہ ہم نے اسے بادلیل شرط وجوب ثابت کر دیا، تو بادشاہ کے نہ ہونے کی صورت میں جمعہ ادا کرنے سے ادا سمجھا جائے گا اور شک وتردد دُور ہو کر ظہر احتیاطی وغیرہ وہمی احتیاطوں کی کوئی ضرورت نہ رہے گی۔ فافہم وتذکر فانہ دقیق جدًا۔

پنجم: یہ کہ سلطان کے ساتھ کوئی قید اسلام وغیرہ کی نہیں ہے، بلکہ مطلق ہے اور امام ابوحنیفہ کے نزدیک مطلق کو مطلق ہی رکھا جاتا ہے اور اس میں کسی طرح کی قید لگانی جائز نہیں۔ (حسامی وغیرہ)

چنانچہ مولانا عبدالحی مرحوم عمدۃ الرعایہ میں جامع الرموز سے نقل کر کے لکھتے ہیں:

والاطلاق مشعر بان الاسلام لیس بشرط۔	یعنی لفظ (سلطان) کا مطلقاً مذکور ہونا اس بات کی دلیل ہے کہ اس کا مسلمان ہونا شرط نہیں ہے

اسی لیے متاخرین حنفیہ نے ان بلاد میں جن پر کفار کا قبضہ ہے۔ جمعہ وعیدین کی اقامت جائز رکھی ہے، چنانچہ مولانا عبدالحی عمدۃ الرعایہ میں مجمع الفتاویٰ سے نقل کرتے ہیں:

غلب علی المسلمین ولاۃ کفار یجوز للمسلمین اقامۃ الجمع والاعیاد	یعنی مسلمانوں پر کفار حاکم غالب آجائیں، تو مسلمانوں کو جمعے اور عیدین قائم کرنے جائز نہیں

ششم: یہ کہ خود علمائے حنفیہ سرے سے شرطیتِ سلطان ہی کی پرواہ نہیں کرتے؛ چنانچہ مولوی عبدالحی صاحب مرحوم عمدۃ الرعایہ میں ہدایہ وغیرہ کی توجیہ کا ذکر کر کے فرماتے ہیں:

وھذا یرشدك الی ان اشتراطہ انما ھو علی سبیل الاولویۃ حیث	یعنی (اے قاری) تجھ کو اس سے معلوم ہو سکتا ہے کہ سلطان کا شرط ہونا صرف بہ سبیل اولویت ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لا تتعدد الجمعة وحيث تعددت فلا حاجة الى ذالك۔

تاکہ جمعے متعدد نہ ہوں اور جہاں متعدد ہوں، وہاں اس شرط کی کوئی حاجت نہیں

اسی طرح شیخ عبدالحق صاحب حنفی محدث دہلوی کی کتاب "فتح المنان" سے نقل کرتے ہیں کہ انہوں نے ہدایہ کی عبارت کا ماحصل ذکر کر کے فرمایا؛

وظاهره يفيد الاولوية والاحتياط عقلا لا الاشتراط وعدم جواز الصلوة بدونه شرعًا۔ انتهى۔

یعنی ہدایہ کی عبارت سے یہ حاصل ہوتا ہے کہ سلطان کا شرط ہونا عقل کی رُو سے اولیٰ اور محتاط ہے نہ کہ شرعی طور پر یہ شرط ہے اور اس کے بغیر نماز (جمعہ) جائز نہیں۔

اسی طرح آپ مولانا "بحر العلوم" کے رسائل الارکان کے حوالے سے لکھتے ہیں؛

لم اطلع على دليل يفيد اشتراط امر السلطان وما فى الهداية رائى لا يثبت به الاشتراط لاطلاق نصوص وجوب الجمعة۔

یعنی میں کسی ایسی دلیل سے جو مفید شرطیتِ سلطان ہو آگاہ نہیں اور جو کچھ ہدایہ میں لکھا ہے، وہ (محض) رائے ہے جس سے شرط ہونا ثابت نہیں ہوتا، کیونکہ فرضیتِ جمعہ کے نصوص مطلق (غیر مقید) ہیں۔

پھر اس کے بعد مولوی عبدالحی صاحب، مولانا بحر العلوم کی باقی عبارت اور دیگر علمائے حنفیہ کی عبارتیں بالتفصیل نقل کرنے کے بعد خود بطور فیصلہ تحریر فرماتے ہیں؛

ولعلك تتفطن من هذه العبارات ونحوها انه لا شك فى وجوب الجمعة وصحة ادائها فى بلاد الهند التى غلبت عليها النصارى وجعلوا

یعنی شاید تو ان مذکورہ بالا عبارتوں اور ان جیسی دیگر عبارتوں سے سمجھ جائے گا کہ بلادِ ہند میں جن پر نصاریٰ قابض ہیں اور ان پر انہوں نے کفاروں (ہندوؤں، عیسائیوں، یہودیوں) کو حاکم مقرر کر رکھا ہے، جمعہ کے فرض ہونے او

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

علیھا ولاۃ کفارا وذالك باتفاق المسلمین وتراضیھم ومن افتی بسقوط الجمعۃ لفقد شرط السلطان فقد ضل واضل۔

(عمدۃ الرعایۃ جلد اول ص۲۴۱، حاشیہ ۳)

اس کی ادائیگی کے صحیح ہونے میں کوئی شک نہیں اور یہ بات مسلمانوں کے اتفاق اور رضامندی سے ہے اور جس کسی نے سلطان کی شرط نہ پائی جانے کی بنا پر جمعہ کے ساقط ہونے کا فتویٰ دیا ہے، تحقیق وہ خود بھی گمراہ ہوا اور اس نے دوسرں کو بھی گمراہ کیا

تفصیل بالا کا خلاصہ یہ ہے کہ شرطیتِ سلطان کی کوئی دلیل نہیں ہے۔ وجوہات حسب ذیل ہیں:

اول: یہ کہ شرطیت ایک بیّن دلیل سے ثابت ہونی چاہیئے اور وہ ہے نہیں۔ اگر ہوتی تو دیگر ائمہ اس سے انکار نہ کرتے۔

دوم: یہ کہ جو حدیث دلیل میں بیان کی جاتی ہے، وہ صحیح اور قابلِ احتجاج نہیں۔

سوم: یہ کہ اس حدیث کے مضمون سے بھی شرط ثابت نہیں ہوسکتی۔

چھارم: یہ کہ اس کے علاوہ صاحب ہدایہ نے جو بیان کیا ہے، وہ محض رائے ہے، جس سے شرطیت ثابت نہیں ہوسکتی ہے اور اسے خود علمائے حنفیہ ہی نے اس امر میں مفید نہیں سمجھا اور اسے ایک عقلی حکم قرار دیا ہے نہ کہ شرعی۔

پنجم: یہ کہ خود علمائے حنفیہ ہی نے شرطیتِ سلطان سے رجوع کیا ہے۔

ششم: یہ کہ سلطان مطلقاً بیان ہوا ہے، اس میں مسلم اور غیر مسلم کی کوئی تفریق نہیں ہے۔

ھفتم: یہ کہ بلادِ ہند جن پر کفار متغلب ہیں، عام اس سے کہ وہ نصاریٰ ہیں یا ہنود ہیں، ان میں خود علمائے حنفیہ ہی کے نزدیک جمعہ اور عیدین کی نماز ادا کرنی صحیح ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

پس شرطِ سلطان کے نہ پائے جانے کی بنا پر ظہر احتیاطی کا مسئلہ بالکل بے سروپا ثابت ہو گیا۔

علاوہ ازیں یہ کہ دن رات میں صرف پانچ نمازیں فرض ہیں۔ اگر جمعہ کے دن جمعہ اور ظہر ہر دو پڑھی جائیں، تو مجموعۃً چھ نمازیں ہو جائیں گی جو درست نہیں۔ اہل حدیث اور حنفیہ میں یہ امر متفق علیہ ہے کہ جمعہ سے ظہر ساقط ہو جاتی ہے اور اگر کسی عذر سے جمعہ فوت ہو جائے، تو اس کے بجائے ظہر ادا کی جائے، اس سے پانچ کا مجموعہ قائم رہتا ہے۔

دیگر، یہ کہ فقہ حنفیہ کی کتابوں میں شرائطِ ادائے جمعہ میں یہ بھی مذکور ہے کہ جمعہ کا وقت ظہر کا وقت ہے۔ نہ اس سے پہلے ادا ہو سکتا ہے اور نہ پیچھے۔ پس جمعہ اور ظہر دونوں پڑھنے سے ایک وقت میں دو نمازیں ہو جائیں گی جو درست نہیں حنفی اصحاب تو سوائے عرفات و مزدلفہ کے ظہر و عصر اور مغرب و عشاء دو الگ الگ وقتوں کی نمازیں جمع کر لینے کے قائل نہیں ہیں، چہ جائیکہ ایک ہی وقت میں وہ اسی وقت کی دو مستقل نمازیں جمع کر لینے کے قائل ہوں، یعنی وہ اس بات کو تسلیم کر لیں کہ کوئی دو نمازیں ایسی بھی ہیں جن کا وقت ایک ہی ہے جیسا کہ جمعہ اور ظہر احتیاطی ہر دو کے پڑھنے سے لازم آتا ہے۔

حاصلِ کلام یہ کہ نصوص و اصولِ شریعت کی رُو سے اور اصولِ حنفیہ اور تحریراتِ علمائے حنفیہ کے لحاظ سے بھی ظہر احتیاطی کا مسئلہ بالکل بے بنیاد ہے، اسی لیے حضرات علمائے دیوبند اس کے قائل نہیں، حالانکہ وہ حنفیہ فقہ کے نہایت سخت مؤید و حامی ہیں۔ طالبِ تفصیل فتاویٰ رشیدیہ جلد دوم کا صـ ۱۲۱ و صـ ۱۵۰ ملاحظہ کرے۔

دیہات میں جمعہ

سابقاً گزر چکا ہے کہ جمعہ کے قائم کرنے میں اجتماعِ امت و نظامِ ملت ملحوظ ہے۔ فرزندانِ توحید کے لیے اس اجتماع کی ضرورت جیسی شہروں میں ہے، ویسی دیہات میں بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ اس کی تشریح یوں ہے کہ دیہاتی اگرچہ ذہنی قویٰ میں شہریوں سے پیچھے ہوتے ہیں، لیکن ان میں عصبیت وشجاعت جو قومی قوت کے لیے ضروری ہوتی ہے، شہریوں کی نسبت زیادہ ہوتی ہے۔ اگر ان کو کسی نظام میں منظم نہ کیا جائے، تو ان میں توحش زیادہ ہوکر فسادات کا اندیشہ رہے گا جس سے ان کا قومی نظام بکھر کر رہ جائے گا اور ان کی عصبیت وشجاعت مفید اسلام امور میں مصروف نہیں ہوگی، اس لیے ضروری ہے کہ ان کو کسی نظام وآئین کے ماتحت رکھ کر ان کی ہر دو قوتوں کو مفید قوم اور کارآمد بنایا جائے۔

نمازِ جمعہ کیا ہے؟ بس جماعت بندی اور قومی شیرازہ بندی کی ایک باضابطہ آئینی صورت ہے۔ پس لازم ہے کہ فرزندانِ توحید دیہات میں بھی جمعہ کے دن ہفتے میں ایک بار مرکز یعنی مسجد میں جمع ہوں تاکہ ان کے ذہنی قویٰ بھی ترقی کریں اور وہ اپنی عصبیت وشجاعت کو کسی مفید موقع کے لیے محفوظ رکھ سکیں۔

ہر چند کہ قرآن وحدیث میں اقامتِ جمعہ کے متعلق شہر ودیہات میں کوئی تفریق نہیں بتائی گئی، لیکن پھر بھی بعض بزرگ شہر اور دیہات میں فرق کر کے دیہات میں جمعہ قائم کرنے سے منع کرتے ہیں، چنانچہ ہدایہ میں ہے:

ولا تجوز فی القری لقوله علیه السلام لا جمعة ولا تشریق ولا فطر ولا اضحی الا فی مصر جامع۔ (جلد اول ص)	جمعہ، دیہات میں جائز نہیں ہے کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جمعہ اور تشریق اور عید فطر اور عید قربان (کی نماز) سوائے کسی جامع شہر کے جائز نہیں

صاحبِ ہدایہ نے اسے تو مرفوع ذکر کیا ہے، یعنی یہ قرار دیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا فرمان ہے، لیکن محدثین بالاتفاق موقوف قرار دیتے ہیں، بلکہ خود حنفی مذہب کے بڑے بڑے حامی جو حنفی مذہب کی نصرت وحمایت میں نہایت شدید ہیں اور متونِ حدیث پر بھی ان کی نظر وسیع ہے، وہ سب اس امر میں محدثین کے ہم زبان ہیں، چنانچہ علامہ کمال الدین ابن ہمام

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

فتح القدیر شرح ہدایہ میں فرماتے ہیں:

رفعہ المصنف وانما رواہ ابن ابی شیبۃ موقوفا علی علیؓ (جلد ۱۔ صـ۴۴)	مصنف (صاحب ہدایہ) نے تو اسے مرفوع ذکر کیا ہے اور بات صرف یہ ہے کہ ابن ابی شیبہ نے اسے حضرت علی رضی اللہ عنہ پر موقوف روایت کیا ہے

علامہ زیلعی اور حافظ ابن حجر اور مولانا عبدالحی لکھنوی نے بھی ایسا ہی لکھا ہے:

علامہ عینی کی حمایتِ مذہبی مشہور ہے، باوجود اس کے انہوں نے بھی اس کے جتنے طرق بیان کیے ہیں، وہ سب موقوف ہیں۔ (عمدۃ القاری)

اور امام بیہقی علیہ الرحمہ نے تو فیصلے کی ایک ہی بات کہہ دی:

لا یروی عن النبی صلی اللہ علیہ وسلم فی ذالک شیئ۔ (تخریج للحافظ صـ۱۳۱)	اس بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بھی مروی نہیں

یعنی دیہات میں جمعہ قائم کرنے کی ممانعت کے بارے میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ بھی مروی نہیں۔

اور معلوم ہے کہ موقوف روایت حجت نہیں ہوتی؛ چنانچہ سید شریف اصولِ حدیث میں فرماتے ہیں:

وھو لیس بحجۃ علی الاصح (صـ۳)	یعنی اصح یہی ہے کہ موقوف حجت نہیں ہوتی

چہ جائیکہ جمعہ ایسے اہم فرض کو ترک کرنے کے لیے اسے دستاویز بنائیں

ہم اس موقع پر دو تاریخی امر لکھتے ہیں جن کے متعلق اہلِ سیرت میں بالکل اختلاف نہیں، ان سے صاف واضح ہو جاتے گا کہ مصر جامع کی شرط آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد میں اور زمانۂ خلافت کے بعد لگائی گئی ہے۔ زمانۂ نبوت و خلافت میں اس کا کوئی لحاظ نہیں تھا۔

قبل از ہجرت بعثتِ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کو مدینہ طیبہ میں خط لکھا،

فانظر الیوم الذی تجھر فیہ الیھود بالزبور فاجمعوا نساءکم وابناءکم فاذا مال النھار عن شطرہ عند الزوال من یوم الجمعۃ فتقربوا الی اللہ برکعتین قال فھو اول من جمع حتی قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ۔	جس دن یہودی زبور بلند آواز سے پڑھتے ہیں، اس دن کو نگاہ میں رکھ کر تم (مسلمان) جمعہ کے دن جبکہ نصف سے زیادہ ڈھل جاتے، اپنی مستورات اور لڑکوں کو اکٹھا کر کے دو رکعتوں سے خدا تعالیٰ کا قرب حاصل کرو۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ مصعبؓ پہلے شخص ہیں جنہوں نے (مدینہ منورہ میں) جمعہ کرایا، حتیٰ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مدینہ میں آگئے

(تلخیص للحافظ صـ۱۳۳)

۲۔ ہجرت کے موقع پر جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم قبا سے مدینہ منورہ کو چلے، تو آپ کو قبیلہ بنی سالم کی بستی میں جمعہ کا وقت آگیا۔ آپ نے اسی جگہ قیام کر کے جمعہ قائم کیا۔ یہ پہلا جمعہ تھا جو آپ نے ادا کیا۔ (تاریخ طبری، جلد نمبر ۲ صـ۲۵۵)

ان ہر دو تاریخی واقعات سے یہ صاف ظاہر ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے مکتوبی فرمان اور آپ کے عمل سے مدینہ شریف میں جمعہ قائم ہوا اور یہ معلوم ہے کہ اس وقت نہ تو مدینہ شریف کوئی جامع شہر تھا اور نہ ہی بنی سالم کی بستی شہر تھی اور نہ اس وقت حضرت مصعب بن عمیر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی کوئی سیاسی قوت تھی، کیونکہ اس جمعہ میں مسلمانوں کی کل تعداد چالیس تھی۔ اسی طرح جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم ہجرت کر کے مدینہ شریف چلے آئے اور جاتے ہی جمعہ قائم کر دیا، تو اس وقت آپ کو کوئی بھی سیاسی تسلط حاصل نہیں تھا۔ مسلمانوں کی سیاسی قوت کا سب سے پہلا مظاہرہ جتنا کچھ بھی تھا۔ اس کی ابتدا غزوۂ بدر سے ہے اور وہ باتفاق اہل سیرت ۲ھ ہجری میں ہوا اور جمعہ اس سے پہلے اقامتِ مدینہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کے وقت قائم ہو چکا تھا۔

علمائے احناف نے ان کے جواب میں جتنے عذرات پیش کیے ہیں۔ ہماری تحریر بالا میں ان سب کے جواب آگئے ہیں۔ یہ تو زمانۂ نبوت کا حال ہے۔ اب ذرا زمانۂ خلافت کی کیفیت دیکھئے:

۱۔ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے بحرین سے حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی خدمت میں جمعہ کے متعلق بذریعہ خط استفسار کیا، تو آپ نے جواباً لکھا:

جمعوا حیثما کنتم۔ یعنی جہاں کہیں بھی تم ہو، جمعہ قائم کرو

ہر چند کہ حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے شہر اور دیہات کی کوئی تفریق نہیں کی لیکن علامہ عینی حنفی کی حمایتِ مذہبی دیکھئے کہ باوجود اس کی صحت تسلیم کرنے کے خواہ مخواہ بغیر کسی دلیل و ثبوت کے اس میں من الامصار کی قید لگادی۔ (عینی شرح بخاری)

یعنی اس کے یہ معنے کیے ہیں کہ جہاں کہیں تم کسی شہر میں ہو، وہاں جمعہ قائم کرو۔ یہ قید اول اس لیے ناجائز ہے کہ یہ نہ تو حضرت عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے الفاظ میں ہے اور نہ اس سے باہر کسی دیگر دلیل سے ثابت ہے۔ دیگر یہ کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے سوال میں بھی اس تفریقِ شہر و دیہات کی گنجائش نہیں جس کے قرینے سے جواب میں بھی اسے ملحوظ سمجھ لیں۔

علامہ عینی نے شہر کی قید کے لحاظ کے لیے بطورِ نظیر لکھا ہے:

الا تری انھا لا تجوز فی البراری کیا تو نہیں دیکھتا کہ جمعہ صحراؤں میں جائز نہیں

جواباً معروض ہے کہ صحرا کا استثناء حدیث میں وارد ہے۔ (تلخیص ص ۱۳۷)
لیکن دیہات کے استثناء کی کوئی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے ثابت نہیں؛
چنانچہ امام بیہقی کا قول سابقاً گزر چکا ہے اور احکامِ شرعیہ میں رائے اور قیاس سے استثناء جائز نہیں، ورنہ شریعت سے امان اٹھ جائے گا۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وقتِ نمازِ جمعہ

جمعہ کی نماز کا وقت ظہر کی روزانہ نماز کا وقت ہے، یعنی سورج ڈھلنے سے شروع ہو جاتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اسی وقت پڑھا کرتے تھے اور اس وقت سے اس وقت تک مشرق و مغرب میں تمام مسلمین کا اسی پر عمل ہے، چنانچہ صحیح بخاری وغیرہ کتبِ حدیث میں حضرتِ انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے بسندِ صحیح مروی ہے؛

عن انس قال کان رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم یصلی الجمعۃ حین تمیل الشمس۔	رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ کی نماز اس وقت پڑھا کرتے تھے، جب سورج ڈھل جاتا تھا۔

(خ - د - ت)

اسی طرح صحیح مسلم میں حضرت سلمہ بن اکوع سے مروی ہے؛

کنا نجمع مع رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم اذا زالت الشمس ثم نرجع نتتبع الفیئ۔ (م)	جب سورج ڈھل جاتا تھا تو ہم جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ جمعہ ادا کرتے تھے پھر لوٹتے تھے، تو سایہ میں چلنے کی راہ ڈھونڈھتے تھے۔

ازالۂ غلط فہمی بعض احادیث میں مذکور ہے کہ بعض صحابہ کرام کہتے ہیں کہ ہم نمازِ جمعہ پڑھ کر کھانا کھاتے تھے اور قیلولہ کرتے تھے (خ م)

اور یہ کہ ہم نمازِ جمعہ پڑھ کر واپس جاتے تھے، تو دیواروں کا سایہ اتنا نہ ہوتا تھا کہ ہم اس میں آرام لے سکیں (م) اور یہ کہ سردی کے موسم میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نمازِ جمعہ سویرے پڑھتے تھے اور گرمیوں میں ٹھنڈی کرکے پڑھتے تھے۔

اس قسم کی روایات سے زمانۂ نبوت اور عہدِ خلافت کے بہت عرصہ بعد بعض لوگوں نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یہ سمجھا کہ جمعہ کی نماز زوالِ آفتاب سے پہلے پڑھی جاتی تھی۔ اس وقت ہمارا مقصود اس غلط فہمی کو دور کرنا ہے۔

سو معلوم ہو کہ ان روایات میں ہرگز مذکور نہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم جمعہ قبل اززوال پڑھتے تھے۔ جس نے ایسا سمجھا، اس نے اپنی سمجھ سے سمجھا ہے۔ برخلاف اس کے بخاری و مسلم کی احادیث مذکورہ بالا میں زوال آفتاب پر پڑھنے کا صریح ذکر ہے اور علم اصول کا قاعدہ ہے کہ کوئی مفہوم بمقابلہ منطوق کے قابلِ اعتبار نہیں، اسی لیے امام بخاری نے عنوان باب یوں باندھا ہے: باب وقت الجمعۃ اذا زالت الشمس وکذالك یذکر عن عمرؓ وعلیؓ والنعمانؓ بن بشیر و عمروؓ بن حریث۔

امام صاحب ممدوح نے "اذا زالت الشمس" کو عنوانِ باب کی جزو بنا کر جزماً بتا دیا کہ جمعہ کا اول وقت زوالِ آفتاب سے شروع ہوتا ہے اور اس کے خلاف کی دلیل کمزور ہے (فتح)، نیز حضرت عمر و حضرت علی (رضی اللہ تعالیٰ عنہما) وغیرہما اصحابہ کرام کے ذکر سے قبل اززوال کے خلاف زمانۂ خلافت اور عہدِ صحابہ کا تعامل بتانا مقصود ہے، ورنہ مرفوع حدیث کے بعد موقوف آثاروں کے ذکر کی ضرورت نہ تھی۔

فہم کا صحیح طریق یہ ہے کہ مفہوم کو منطوق اور اصول کے ماتحت رکھا جائے اور پھر یہ کہ اصول اور ماتحتِ اصول میں مطابقت دی جائے۔ سو اس قاعدے کی رو سے ان روایاتِ مذکورہ کی مطابقت حضرت انس اور حضرت سلمہ کی روایات کے ساتھ (جو اس بارے میں اصول ہیں اور امرِ مقصود میں ان کا بیان صاف صاف اور صریح ہے) یوں ہے کہ کاروباری اور مزدوری پیشہ لوگ جو جمعہ کی تیاری کے لیے دوپہر سے پہلے فارغ نہیں ہو سکتے تھے۔ نمازِ جمعہ کو اپنی ان ضرورتوں پر مقدم کرتے تھے جیسا کہ صحیح بخاری ہی میں حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے مروی ہے۔ اگر وہ عین دوپہر کو کام کاج سے فراغت پا کر کھانے اور آرام میں لگ جاتے، تو جمعہ کے فوت ہو جانے یا اس میں تاخیر

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

ہو جانے کا اندیشہ تھا، اس لیے وہ ذکرِ خدا کو مقدم کر کے اپنے معمولات کو مؤخر چھوڑ دیتے تھے۔
نیز یہ کہ مدینہ شریف عہدِ نبوت میں کوئی بڑی بستی نہیں تھی اور لوگوں کی ذہنیت بلند عمارتوں کے بنانے کی طرف نہیں تھی۔ بس دیواروں کے بلند نہ ہونے کی وجہ سے ان کا سایہ نماز کے بعد تک زیادہ لمبا نہیں ہو سکتا تھا۔ نیز یہ کہ سردیوں میں زوالِ آفتاب جلد ہو جاتا ہے، اس لیے آپ نماز سویرے پڑھتے تھے، جیسا کہ آجکل بھی دستور ہے اور گرمیوں میں زوال دیر سے ہوتا ہے۔ نیز شدتِ گرما میں لوگوں کی تکلیف کو ملحوظ رکھ کر آپ نمازیں تاخیر کرتے تھے اور یہ عین شفقت اور مصلحت بینی ہے جیسا کہ روزمرہ کی نماز ظہر کے لیے شدتِ گرما میں آپ کا حکم ہے۔ پس شدتِ گرما میں جمعہ کے دن بھی آپ کا یہی دستور تھا اور یہ اس بات کی دلیل ہے کہ جمعہ اور ظہر کا وقت ایک ہی ہے۔ امام نووی، حافظ ابن حجر، علامہ ابن دقیق العید اور شیخ محمد طاہر (رحمہم اللہ تعالیٰ) صاحب مجمع البحار نے اسی طرح لکھا ہے۔ کسی نے مختصر و مجمل اور کسی نے مطول و مفصل۔ واللہ الھادی۔

جمعہ کے متعلق متفرق مسائل

۱۔ فرزندانِ توحید کے اجتماعِ عظیم اور مسرت اور قومی شوکت کی نمائش کے لحاظ سے جمعہ ہفتہ بھر میں ویسا ہی ہے جیسے سال بھر میں عیدین، لیکن عیدین میں دو چیزیں ہیں نماز اور صدقہ و قربانی اور جمعہ میں صرف نماز ہے۔ اس لیے شریعتِ مطہرہ نے عید کے صدقہ و قربانی کے عوض جمعہ کے دن تبکیر یعنی مسجد میں سویرے آنے کی ترغیب دی تاکہ یہ اس کا بدل ہو جائے؛ چنانچہ صحیحین میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص جمعہ کے دن پہلی ساعت میں (مسجد میں) آگیا، گویا اس نے قربانی میں اونٹ دیا اور جو دوسری ساعت میں آیا، گویا اس نے گائے قربانی میں دی اور جو تیسری ساعت میں آیا، گویا اس نے شاخدار مینڈھا قربانی میں دیا اور جو چوتھی ساعت میں آیا، گویا اس نے مرغی کی قربانی کی اور جو پانچویں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ساعت میں آیا، گویا اس نے انڈے کو قربان کیا۔ (الحدیث)

۲۔ نماز جمعہ میں دیگر فرض نمازوں سے ایک خاص خصوصیت ہے کہ اس میں علاوہ نماز کے ثواب کے قربانی کا ثواب بھی مل سکتا ہے۔ وجہ یہ ہے کہ جمعہ کی تیاری کے لیے اور پھر مسجد میں سویرے آنے کی وجہ سے کام کاج چھوڑنا پڑتا ہے جس سے آدمی معاش کماتا ہے۔ قربانی کرنے والا کمائے ہوئے میں سے قربانی کرتا ہے۔ جمعہ کے دن اس کی تیاری کے لیے تعطیل کرنے والا اور سویرے ہی مسجد میں آجانے والا اپنے وقت کو جس میں وہ مال کما سکتا تھا، قربان کرتا ہے، پس اسے اس کے ساتھ رکھا گیا۔ وللہ الحمد۔

۳۔ جن نمازوں میں فرزندانِ توحید کا اجتماعِ عظیم رکھا گیا ہے، وہ سب دو دو رکعت ہیں، خواہ فرض ہیں خواہ سنت۔ مثلاً جمعہ، عیدین اور استسقاء۔ اور ان میں قرأت بھی اونچی پڑھی جاتی ہے تاکہ سب کو فہمِ قرآن کا فائدہ ہو اور ان میں خطبہ بھی مقرر ہے تاکہ تذکیر کے علاوہ تبلیغی صورت میں کلمۂ اسلام کی شہرت و بلندی ہو۔

۴۔ ساعتِ اجابت

صحیحین میں حدیث ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جمعہ کے دن میں ایک ساعت ہے کہ جو مسلمان اسے نماز (و دعا) کی حالت میں پالے، اس وقت خدا تعالیٰ سے جو بھی (جائز امر کا) سوال کرے، خدا تعالیٰ اُسے عطا کرتا ہے۔ وہ ساعت خدا تعالیٰ کے علم میں مقرر ہے، لیکن اس کی تعیین نہیں بتائی، اس لیے کہ اس کی تلاش میں تمام روز ذکر و دُعا میں گزارا جا سکے۔ جس طرح کہ لیلۃ القدر کو مخفی رکھا ہے اور انسان کو اس کی موت کے وقت کا علم نہیں دیا تاکہ ہر وقت نیکی کے لیے کوشش کر سکے اور برائی سے پرہیز کر سکے۔ اسی عدم تعیین کی وجہ سے اس بارے میں بزرگانِ دین کے مختلف اقوال ہیں۔

بعض نے احادیث و آثار سے استنباط کیا۔ بعض نے اپنے مکشوفات و واردات و تجربات سے اسے سمجھا۔ یہ خاکسار ہر چند کہ سخت گنہ گار ہے اور اپنے آپ کو اس بات کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

لائق ہرگز نہیں جانتا کہ اس مبارک گھڑی کا علم مجھ پر کھولا جائے یا میری وارداتِ قلبیہ و تجربات کو کسی شمار میں رکھا جائے۔ تاہم بوجہ اہل حدیث ہونے کے اس حدیث پر میرا ایمان ہے اور اس کے حاصل کرنے کی کوشش کرنا میرا فرض ہے، اس لیے اتنا کہنے کی جرأت کرتا ہوں کہ اپنی عمر کے سالہا سال کے تجربے سے جو کچھ معلوم ہوا وہ یہ ہے کہ وہ بابرکت ساعت عصر اور مغرب کے درمیان ہے جیسا کہ بزرگانِ دین کی ایک جماعت کا بھی قول ہے۔

جمعہ میں حاضرین کی تعداد

جمعہ میں حاضرین کی تعداد کتنی ہو کہ جمعہ قائم ہو سکے؟ اس میں بزرگانِ دین کے مختلف اقوال ہیں۔ کسی نے ایک بھی کافی جانا کسی نے دو، کسی نے تین، کسی نے سات، کسی نے نو اور کسی نے چالیس، لیکن ان اقوال میں سے حدیث مرفوع کی دلیل صرف ان لوگوں کے پاس ہے جو کم از کم دو کے قائل ہیں، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

اثنان فما فوقهما جماعة (دارقطنی) یعنی دو اور ان سے اوپر جماعت ہیں

ہم سابقاً ذکر کر آئے ہیں کہ جماعت جمعہ کے لیے شرط ہے۔ حافظ ابن حجر فتح الباری میں تحریر فرماتے ہیں:

ولم يتعرض البخاري لعدد من تقوم بهم الجمعة لانه لم يثبت منه شيئ على شرطه۔ (جزو ۴۔ ص ۵۰)

(امام) بخاری اس تعداد (حاضرین) کے درپے نہیں ہوتے، جن سے جمعہ قائم ہو، کیونکہ اس امر میں ان کی شرط (اعتبار) کے مطابق کچھ بھی ثابت نہیں ہوا

جمعہ اور عید کا اجتماع

شریعتِ مطہرہ میں ہر امر کے ہر پہلو کو حکیمانہ طریق پر ملحوظ رکھا گیا ہے۔ جمعہ اور عید میں قومی جمعیت کا مظاہرہ بھی کر دکھایا ہے اور ان کے اجتماع کو لایعنی کاموں سے بچا کر خدا کی طاعت و عبادت میں بھی لگا دیا ہے لیکن کبھی ایسا بھی ہو جاتا ہے کہ جمعہ اور عید ایک ہی دن میں جمع ہو جاتے ہیں؛

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

یعنی جمعہ کے دن عید ہو جاتی ہے، خواہ عید فطر ہو، خواہ عید اضحیٰ، پس ایسی صورت میں ہر دو کے لیے دو دفعہ جمع ہونا موجبِ تکلیف ہونے کے علاوہ لوگوں کے کاروبار اور تجارت و بیوپار میں حرج لاتا تھا، اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ازراہِ شفقت صرف ایک دفعہ کے اجتماع کو کافی قرار دیا اور دوسرے کے لیے اختیار دیا، چنانچہ منتقیٰ میں امام احمد، ابوداوٗد، اور ابن ماجہ کی تخریج سے حدیث نقل کی ہے کہ حضرت معاویہ نے حضرت زید بن ارقم سے دریافت کیا کہ تم نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ایسا موقع پایا ہے کہ دو عیدیں جمع ہو گئی ہوں؟ انہوں نے کہا، ہاں! آپ نے عید کی نماز دن کے پہلے حصے میں پڑھی اور جمعہ کی رخصت دی اور فرمایا کہ جس کا جی چاہے جمعہ بھی پڑھ لے۔

نیل الاوطار میں اس حدیث کی شرح میں لکھا ہے کہ اس حدیث کو امام نسائی اور امام حاکم نے بھی روایت کیا ہے اور (امام بخاری کے استاد) امام علی ابن مدینی نے اسے صحیح کہا ہے اور اس کی اسناد میں ایاس بن ابی رملہ ہے جو مجہول (غیر معروف) ہے۔

تقریب التہذیب میں حافظ ابن حجر نے ایاس کے ترجمہ میں اس حدیث کا ذکر کر کے ایاس کی نسبت ابن منذر اور ابن قطان کا یہ قول بھی ذکر کیا ہے اور امام ابن حبان سے یہ بھی نقل کیا ہے کہ انہوں نے اسے ثقات (معتبر راویوں کی کتاب) میں ذکر کیا ہے۔

علی ابن مدینی ایسے ناقد حدیث کی تصحیح اور ابن حبان کی توثیق اس بات کے لیے کافی ہے کہ یہ روایت قابلِ عمل ولائق اعتبار رہے۔ علی ابن مدینی تو وہ ہیں، جن کی نسبت امام بخاری ایسا ذہین وفطین شاگرد ان کی شاگردی کرتے ہوئے کہتا ہے:

ما استصغرت نفسی عند احد الا عند علی ابن المدینی (تذکرہ)	یعنی میں نے علی ابن مدینی کے سوا کسی دیگر کے سامنے اپنے آپ کو چھوٹا نہیں سمجھا

اور امام ابوداوٗد کہتے ہیں:

ابن المدینی اعلم من احمد باختلاف	یعنی امام ابن المدینی اختلاف الحدیث کے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

الحدیث - (تذکرہ) سمجھنے میں امام احمد سے بھی بڑھ کر ہیں

خاکسار کہتا ہے کہ امام بخاری اور امام ابوداؤد ہر دو امام ابن مدینی اور امام احمد ہر دو کے شاگرد ہیں۔ پس ان کے اقوال قابلِ اعتبار ہیں۔

پس ابن منذر اور ابن قطان کا ایاس کو مجہول (غیر معروف) کہنا، امام علی ابن المدینی اور امام ابن حبان کی توثیق کے خلاف مؤثر نہیں، کیونکہ اثبات بوجہ مرتبہ علم میں ہونے کے نفی سے جس کی بناء عدم علم پر ہے، متقدم ہوتا ہے۔ (اصول)

حاصل کلام یہ کہ جمعہ اور عید جمع ہو جائیں، تو خواہ صرف عید پڑھ لیں، خواہ صرف جمعہ خواہ ہر دو کو پڑھ لیں، ہر طرح اختیار ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہر دو کو قائم کیا تھا جیسا کہ دوسری روایتوں میں مذکور ہے۔ (منتقیٰ)

تذییل جمعہ اور عید کے اجتماع کی صورت میں صرف عید کی نماز پڑھ کر آپ نے جمعہ کی بابت لوگوں کو اختیار دے دیا اور خود وقت پر جمعہ بھی ادا کیا، تو اس سے صاف ظاہر ہے کہ آپ نے لوگوں کے دو دفعہ کے اجتماع کو ان کے حق میں موجب تکلیف و حرج سمجھا۔ اگر عید اور جمعہ کا وقت الگ الگ نہ ہوتا، تو نہ تو آپ لوگوں کو جمعہ کے متعلق اختیار دیتے اور نہ ہی خود بعد ازاں جمعہ پڑھتے، بلکہ اسی جگہ عید کے ساتھ ہی جمعہ ادا کر لیتے یا مطلقاً جمعہ سے منع کر دیتے اور خود بھی ادا نہ کرتے۔ فافھم وتدبر۔

بارش میں جمعہ سخت بارش ہو رہی ہو اور جامع مسجد تک جانا مشکل ہو تو ایسی صورت میں خاص جمعہ کی بابت حدیث مرفوع میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے قول یا فعل سے تو کچھ مروی نہیں، لیکن صحابہ سے منقول ہے چنانچہ امام بخاریؒ نے اس کی بابت یوں باب باندھا ہے:

ان لم یحضر الجمعۃ فی المطر (یعنی اگر بارش میں جمعہ میں حاضر نہ ہو تو اس کی رخصت کا بیان)

پھر اس کے نیچے امام محمد بن سیرین تابعی کی یہ روایت ذکر کی ہے کہ ایک دن بارش کے دن

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے اپنے مؤذن سے فرمایا کہ جب تو اَشْھَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا رَّسُوْلُ اللّٰہِ کہہ چکے تو (اس کے بعد) حَیَّ عَلَی الصَّلٰوۃِ نہ کہنا بلکہ صَلُّوْا فِیْ بُیُوْتِکُمْ کہنا، لوگوں نے اسے کچھ اچھا نہ جانا، تو حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا ایسا اس نے کیا تھا جو مجھ سے بہتر ہے، بے شک جمعہ تاکیدی حکم ہے، لیکن میں نے اس امر کو اچھا نہ جانا کہ تمہیں تنگی دوں کہ تم پھسلاہٹ اور کیچڑ میں چل کر آؤ۔

خاکسار اپنی کوتاہ نظری اور کم مائیگی کا اعتراف کرتے ہوئے کہتا ہے کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے قول فعلہ من ھو خیر منی کی دو صورتیں ہو سکتی ہیں۔ ایک یہ کہ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی نظر میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہد کا کوئی خاص واقعہ جمعہ کے متعلق یاد ہے جس کو نظر میں رکھ کر وہ ایسا کہتے ہیں۔ دوم یہ کہ بارش کی حالت میں دیگر نمازوں کے متعلق جو بعض احادیث میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ حکم ثابت ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ جماعت اور جمعہ کا ایک ہی حکم سمجھ کر اس پر قیاس کر کے ایسا کہتے ہیں۔ والجامع بینھما ظاھر۔

اگر پہلی صورت ہے تو اس حدیث کے حکماً مرفوع ہونے میں کلام نہیں اور دوسری صورت تو ظاہر ہے، اسی لیے بعض ائمہ نے اس پر عمل کرنے کی اجازت دے دی ہے اور بعض نے نہیں دی جس کی تفصیل فتح الباری اور عینی ہر دو شرح بخاری میں موجود ہے۔

تیماردار کا جمعہ

مریض کی حالت خطرناک ہو تو تیماردار کے لیے جس کا اس کے پاس حاضر رہنا ضروری ہے۔ بعض صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین نے اجازت دے دی ہے کہ بیمار کو سنبھالے اور جمعہ نہ پڑھے، تو حرج نہیں۔ ان کا ماخذ اس امر میں کوئی خاص حدیث تو نہیں ہے۔ انہوں نے عام عذروں پر نظر کر کے جن کے متعلق صحیح حدیثوں سے تخفیف و رعایت ثابت ہے۔ موقع ضرورت کو سمجھ کر ایسی اجازت دی ہے۔ اس کی تفصیل بھی عمدۃ القاری وغیرہ مطولات میں مذکور ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

نماز جمعہ میں مسبوق کا حکم

مصفےٰ شرح موطا میں حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے امام حاکم کی تخریج سے ایک حدیث لکھی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جس نے جمعہ کی ایک رکعت پالی، وہ اس کے ساتھ دوسری ملالے، پھر کہا کہ اس حدیث کے مفہوم سے سمجھا جاتا ہے کہ اگر ایک رکعت سے کم پائی تو جمعہ نہ پایا۔ پس ظہر ادا کرے۔ استیناقاً یعنی نئے سرے سے نیت باندھ کر یا بناءً علیہ یعنی اسی پہلی نیت کی بناء پر ظہر پوری کرے اور امام اعظم ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نزدیک یہ ہے کہ اگر امام کے ساتھ تشہد بھی پالیا ہے تو دو رکعت پوری کرے اور اس نے نماز جمعہ پالی۔ (صث ۱۶۰ جلد اول)

ہدایہ میں پہلے تو اصولاً کہا کہ جو شخص جمعہ کے دن امام کو (مسبوق ہوکر) پائے تو جو کچھ وہ پائے، وہ اس کے ساتھ پڑھے اور اسی (نیت) پر بنا کرے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کچھ تم پاؤ، وہ پڑھ لو اور جو کچھ فوت ہوگیا، اسے پورا کرلو۔

پھر اس کے بعد تفریعاً کہا: اور اگر اس نے (امام کو) تشہد میں یا سجودِ سہو میں پایا، تو ہر دو (امام ابوحنیفہ اور امام یوسف (رحمہما اللہ تعالیٰ) کے نزدیک اسی (نیت) پر جمعہ بنا کرے اور امام محمد رحمہ اللہ نے کہا کہ اگر دوسری رکعت کا اکثر حصہ پالیا، تو اس پر جمعہ بنا کرے اور اگر کم حصہ پایا تو اس پر ظہر بنا کرے۔

اس کے بعد صاحب ہدایہ نے ہر دو فریق کے وجوہات ذکر کیے ہیں، لیکن وہ سب قیاسی وعقلی ہیں، شرعی یعنی قرآن وحدیث سے کوئی دلیل بیان نہیں کی۔ ہاں صاحب فتح القدیر نے اسی مذکورہ بالا اصولی دلیل یعنی حدیث مَا فَاتَكُمْ فَاقْضُوْا کو لے کر کہا ہے کہ ان دونوں (امام ابوحنیفہ اور امام ابویوسف رحمہما اللہ تعالیٰ) کی دلیل آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی حدیث مذکور کا اطلاق ہے، یعنی حدیث میں مَا فَاتَكُمْ کا ذکر مطلقاً ہے اور امام محمد رحمہ اللہ کی تفصیل وتقسیم کا ذکر نہیں ہے۔ پھر بطورِ دفع دخل کہتے ہیں اور جو یہ روایت ہے کہ جو شخص جمعہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی ایک رکعت پائے، وہ دوسری رکعت اس کے ساتھ ملا لے، ورنہ چار رکعات پڑھے۔ یہ روایت ثابت نہیں۔ (ص۲۵۴ تا ص۲۵۵ نول کشوری جلد اول)

خاکسار کے نزدیک حضرت امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کا قول قابلِ اعتبار ہے، کیونکہ وہ حدیث رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سند سے ہے اور اس کے خلاف آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کچھ ثابت نہیں۔ واللہ اعلم!

عیدین
عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ

سال میں بعض دنوں میں خوشی منانی دنیا کی ہر قوم میں مروج ہے۔ لوگ ان دنوں میں زینت کرتے ہیں، روزمرہ کے اشغال سے فارغ رہ کر میدان میں جمع ہوتے ہیں میلے لگاتے ہیں، ملاقاتیں کرتے ہیں، کھیلیں کرتے اور خوشیاں مناتے ہیں جس سے دلوں میں تازگی طبیعت میں چستی اور امنگ پیدا ہوتی ہے۔ نیز تجارت کو فروغ ہوتا ہے۔

لیکن چونکہ اس خوشی کی بناء کسی روحانی امر پر نہیں ہوتی، اس لیے وہ خوشی محض نفسانی امور تک محدود رہتی ہے۔ پھر کئی قسم کی بیہودگیاں اور غلط کاریوں تک نوبت جا پہنچتی ہے۔ انسان بہائمؔ کی طرح محض مضغۂ گوشت ہی نہیں ہے کہ اس کا دائرۂ عمل وسعی صرف جسمانی پرورش تک رکھا جائے اور نہ فرشتوں کی طرح محض روحانی ہے کہ سوائے ذکر و عبادتِ الٰہی کے اس کا کوئی وظیفہ وشغل ہی نہ ہو، بلکہ وہ مخلوقات میں قدرت کی گوناگوں نیرنگیوں کا جامع اور اس کی بوقلموں طرفہ طرازیوں کا مجمع ہے ؎

آسماں بارِ امانت نہ تواں است کشید
قرعۂ فال بنام منِ دیوانہ زدند

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اسے جسمِ خاکی بھی دیا گیا ہے، جس کا تقاضا سفلیات میں گرنا ہے اور اسے وہ جوہرِ نورانی بھی بخشا گیا ہے، جس کا تقاضا عالمِ قدس میں پرواز کرنا ہے۔

پس اس کی زندگی ایسے آئین کے ماتحت گزرنی چاہیئے جس سے دونوں اقتضا مناسب درجے پر بخوبی پورے ہوتے رہیں اور نوعِ انسانی کے لیے عالمِ ناسوت اور عالمِ ملکوت ہر دو میں ترقی کی راہیں کشادہ رہیں۔

اسلام نے اپنی ہر تعلیم میں انسان کی اس جامعیت کو ملحوظ رکھا ہے اور اسی بناء پر عیدین کا تقرر ہے۔

عیدین کا تقرر سردارِ دو جہاں صلی اللہ علیہ وسلم نے جب مکہ شریف سے ہجرت کر کے اپنی اقامت سے یثرب کو شرف اندوز کیا اور اس کا نام مدینۃ الرسول اور طیبہ رکھا گیا، تو آپ نے دیکھا کہ وہاں کے لوگ دو دنوں میں خوشی مناتے ہیں۔ آپ نے (انصار سے پوچھا:

عن انس قال قدم النبی صلی اللہ علیہ وسلم المدینۃ ولھم یومان یلعبون فیھما فقال ما ھذان الیومان قالوا کنا نلعب فیھما فی الجاھلیۃ فقال رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم قد ابدلکم اللہ بھما خیرا منھما یوم الاضحیٰ ویوم الفطر۔

یہ دو دن کیسے ہیں؟ انہوں نے عرض کیا کہ ہم (اسلام لانے سے پیشتر) دو دنوں میں کھیل تماشہ کرتے تھے۔ اس پر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ خدائے تعالیٰ جل شانہٗ نے تم کو ان کے بدلے میں ایسے دو دن عطا کیے ہیں جو ان سے بہت بہتر ہیں، یعنی یوم قربانی اور یوم فطر۔

(رواہ ابوداؤد، مشکوٰۃ)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

تشریحات

۱- یہ دو دن (نوروز اور مہرجان) ستاروں کی گردش کے لحاظ سے تبدیل موسم کی خوشی میں تھے۔ ان کی ابتدا ایرانیوں سے ہوئی اور رفتہ رفتہ عربوں میں بھی رائج ہو گئے۔

۲- ان کو جس طریق پر منایا جاتا تھا، وہ متنِ حدیث میں مذکور ہے کہ محض کھیل تماشے کی صورت تھی جس سے روحانیت پر اثر نہیں پڑ سکتا تھا۔

۳- آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے دیکھا کہ اگر ان نومسلموں کو اسی حالت پر چھوڑ دیا گیا اور ان کی خوشی کی بنا کسی روحانی امر پہ نہ رکھی گئی تو ہوسکتا ہے کہ زمانۂ دراز کے بعد ان رسوم کی وجہ سے ان میں پھر جاہلیت پھیل جائے، لہٰذا ان کی عیدوں کو بدل ڈالا اور فرمایا کہ خدا نے تمہارے لیے ان سے بہتر دن مقرر کر دیے ہیں، یعنی یوم قربانی اور یوم فطر۔

۴- ان کی خیریت کی کیفیت یوں ہے کہ عید الفطر تو رمضان شریف کی ریاضت بخیریت ختم ہونے کی خوشی میں ہے اور رمضان شریف کی ریاضت میں جسمانی تعلقات میں کمی اور اور عبادتِ الٰہی (نماز تراویح) کے لیے شب بیداری کرنی جس سے روحانی ترقی ہو، ایسی ظاہر ہے کہ محتاجِ بیان نہیں۔ پس اس کے خاتمے پر خوشی منانی موجبِ برکت و ثواب اور عین باحکمت ہے۔

۵- پھر یہ کہ اس خوشی کے منانے کا طریق بھی پر از روحانیت ہے کہ مسلمان شہر سے باہر جمع ہو کر خدا کی عبادت (نماز) میں مشغول ہوتے ہیں، پھر خطبہ سنتے ہیں جس میں ان کی دینی و دنیوی بہبودی کی باتیں مذکور ہوتی ہیں۔ اس خطبے کا سننا قومی اجتماع پر سونے پر سہاگے کا کام کرتا ہے (بشرطیکہ حضرت خطیب صاحب مقتدیوں کی خوش قسمتی سے قومی ضرورتوں سے واقف اور حالاتِ زمانہ سے آگاہ اور شریعتِ مطہرہ کے عالم ہوں)

۱- نماز کے لیے عید گاہ میں جانے سے پہلے صدقہ فطر کا ادا کرنا بھی واجب قرار دیا تاکہ قوم کے مسکین لوگ بھی عید منا سکیں

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۲۔ نماز کا تعلق براہِ راست خدا سے ہے، اس کا اثر براہِ راست رُوح پر پڑتا ہے اور صدقہ وخیرات کی بنا قومی ہمدردی وشفقت پر ہے جس کا اثر اخلاق پر پڑتا ہے اور اخلاقِ فاضلہ کی تربیت روحانیت کے ماتحت ہوتی ہے۔

۳۔ پھر یہ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی عادت تھی کہ عیدین کی نماز مسجد میں نہ پڑھتے تھے، بلکہ بستی سے باہر میدان میں نکل کر پڑھتے اور جس راستے سے جاتے، اس سے دوسرے راستے سے واپس لوٹتے تاکہ مسلمانوں کے اجتماع اور ان کے نقل وحرکت کی شوکت کا اثر دوسروں پر بھی پڑے۔

پس یوم الفطر کی خیریت وفضیلت ایک ایسی حقیقت ہے جس کا انکار نہیں ہوسکتا۔

باقی رہی عید قربان، سو اس کے تو قربان ہی جائیں۔ سبحان اللہ! کیا عظیم الشان دن ہے، دل ہے کہ فدائیت کے جذبات سے پُر ہوکر خدا تعالیٰ کی راہ میں قربان ہونے کی امنگ سے تڑپ رہا ہے اور ایک ایک سانس سے یہ آواز آرہی ہے ؎

نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے
یہی دل کی حسرت ، یہی آرزو ہے

توحید کے ولولے موجزن ہیں اور اللہ اکبر کی صدائیں ہر طرف سے بلند ہورہی ہیں۔

عیدین میں عورتوں کا جانا

عیدین میں فرزندانِ توحید کے اجتماعِ عظیم کو ملحوظ رکھتے ہوئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرمایا کرتے تھے کہ سب مرد، بچے، پردہ نشین جوان اور بڑی عمر کی کنواری اور بیاہی ہوئی عورتیں سب عیدگاہ کو چلیں حتیٰ کہ جن عورتوں کے ایام ماہواری ہوں، وہ بھی چلیں، نماز سے الگ رہیں، لیکن دُعا میں شامل ہوں۔ (بخاری ومسلم)

حج کے بعد ایسا قومی اجتماع کوئی اور نہیں ہے۔ اس سے اپنی جمعیت کا شمار بھی معلوم ہوجاتا ہے اور دوسروں کے سامنے اپنی شوکت کا اظہار بھی ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عیدین کے مشترک مسائل

عیدین کی نماز آپ ہمیشہ باہر میدان میں پڑھا کرتے تھے۔ ہاں ایک دفعہ بارش کی وجہ سے مسجد میں پڑھی تھی۔ عیدگاہ میں آپ کا منبر نہیں لے جایا جاتا تھا۔ نہ اذان و اقامت ہوتی تھی جمعہ کے خلاف آپ عیدین کی نماز پہلے پڑھتے اور خطبہ پیچھے کرتے۔ عیدین کی نماز سے پہلے یا پیچھے کوئی نفل نہیں پڑھے جاتے تھے۔ حسب موقع کبھی سورۃ اعلیٰ اور سورتِ غاشیہ اور کبھی سورت ق اور سورت قمر پڑھتے۔ قراتِ بلند پڑھتے جو شور و شغب سے خالی میدان میں فرزندانِ توحید کے شوق بھرے دلوں پر گہرا اثر کرتی۔ اس کے بعد آپ خطبہ فرماتے، جس میں قرآن کریم پڑھ کر وعظ فرماتے۔ خدا سے ڈرتے رہنے کا حکم کرتے اور دیگر نصیحتیں بھی فرماتے، قومی ضرورتیں بھی سمجھاتے اور ان ضرورتوں کے لیے چندہ بھی کرتے اور ترقیٔ اسلام کے لیے دعائیں مانگتے۔

تصریفِ توجہ

حضرات! میں آپ کی توجہ اس طرف پھیرنی چاہتا ہوں کہ اس شوق اور اخلاص سے بھرے ہوئے مجمع پر آپ کا خطبہ جو ہر پہلو سے فرزندانِ توحید کی ملی و قومی بہبودی اور دینی و دنیوی فوائد پر مشتمل ہوتا تھا۔ کیا اثر پیدا کرتا ہوگا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے جوشِ تقریر اور فصاحتِ بیان کی کیفیت اور سننے کے وقت صحابہ کے دلوں کی حالت آپ سابقہ صفحات میں ملاحظہ کر چکے ہیں، اس کو اور اس مجمع کی صورتِ کذائی کو سامنے رکھ کر اور ذہن میں اس کا نقشہ خوب جما کر چند لمحوں کے لیے سوچیں اور پھر آگے چلیں۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ عَلٰی اٰلِہٖ وَاَصْحَابِہٖ وَبَارِکْ وَسَلِّمْ۔

کیفیتِ نمازِ عیدین

اس نماز کی تکبیرات کے شمار میں مختلف روایتیں آئی ہیں اور کوئی بھی بخاری کی احادیث کی طرح نہیں کم و بیش سب ہم وزن ہیں۔ ہاں جو معلوم ہوتی ہے کہ اول تو یہ تکبیریں نماز میں ہیں لیکن فقہا وزن نہیں،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

بلکہ سال بھر میں کُل دو دفعہ پڑھی جاتی ہے، دیگر یہ کہ مختلف اوقات میں آپ نے تکبیرات مختلف تعداد میں کہیں۔ دیگر یہ کہ اتنے بڑے مجمع میں اور خاص کر نماز کی حالت میں کہ اس وقت تکبیرات کا شمار مقصود نہیں ہوتا۔ ہو سکتا ہے کہ دماغ صحیح شمار میں غلطی کر جائے، ایسے مواقع پر مختلف لوگوں کے بیان میں قدرے اختلاف کا ہو جانا بڑی بات نہیں۔ عام طور پر ایسا ہوتا رہتا ہے، لیکن پھر بھی واقعہ کی تصدیق پر اس کا کچھ بھی اثر نہیں پڑتا۔

محدثین کی تنقیدی کسوٹی پر کستے ہوتے جس روایت کو ترجیح دی گئی ہے، وہ حضرت عمرو بن عوف مزنی کی روایت ہے، جسے امام ترمذی اس طرح لکھتے ہیں:

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نمازِ عیدین میں پہلی رکعت میں قبل از قرأت سات تکبیریں کہیں اور دوسری میں بھی قبل از قرأت لیکن پانچ بار۔ اس کے بعد کہا کہ یہی کیفیت حضرت عائشہ صدیقہ، حضرت عبداللہ بن عمر اور حضرت عبداللہ بن عمرو رضی اللہ عنہم سے بھی مروی ہے۔

نیز کہا کہ کثیر (راوی حدیث کے دادا (عمرو) کی حدیث (مذکور) حسن ہے اور اس امر میں جو کچھ بھی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے مروی ہے۔ سب سے احسن یہی ہے اور اور اس کا نام عمرو بن عوف مزنی ہے اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے صحابہ وغیرہم (تابعین) کے بعض اہلِ علم کا اسی پر عمل تھا اور اسی طرح مروی ہے کہ حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے مدینہ شریف میں نمازِ عید پڑھائی، تو اسی طرح نماز پڑھی۔ (موطا) اور یہی قول ہے اہل مدینہ کا اور یہی قول ہے امام مالک، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق کا۔

اس کے بعد امام ترمذی نے بغیر ذکر اسناد کے عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی روایت کا ذکر کیا ہے کہ یہ ان سے مروی ہے کہ انہوں نے کہا کہ عیدین میں نو تکبیریں ہیں، پہلی رکعت میں پانچ تکبیریں قبل از قرأت اور دوسری رکعت میں پہلے قرأت پڑھے۔ پھر چار تکبیریں کہے، مع رکوع کی تکبیر کے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے بعض دیگر صحابہ

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے بھی مثل اس کی مروی ہے اور اہلِ کوفہ اور سفیان ثوری کا یہی قول ہے۔ (خاکسار کہتا ہے کہ یہ روایت مرفوع نہیں، موقوف ہے)

حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے "حجۃ اللہ" میں ہر دو طریق کا ذکر کرکے کہا ہے:

وھما سنتان وعمل اھل المدینۃ ارجح۔ (حجۃ اللہ جلد ۲ ص۲۹)

(یعنی یہ دونوں طریقے مسنون ہیں اور حرمین کے عمل کو ترجیح ہے)

(مکہ اور مدینہ والوں کا طریقہ) یعنی پہلی رکعت میں قبل از قرآت سات تکبیریں اور دوسری میں بھی قبل از قرآت لیکن پانچ تکبیریں۔

۲۔ منتقیٰ میں امام احمد اور ابن ماجہ کی تخریج سے عمرو بن شعیب رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی حدیث روایت کی ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز عیدین میں بارہ تکبیریں کہیں۔ پہلی رکعت میں سات اور دوسری میں پانچ اور اس سے پہلے اور اس کے بعد کوئی نفل نماز نہ پڑھی۔ پھر امام احمد کا قول ذکر کیا ہے کہ آپ نے فرمایا: انا اذھب الی ھذا میرا مذہب یہی ہے۔

نیل الاوطار میں اس حدیث کے ذیل میں کہا ہے کہ حافظ عراقی، حافظ ابن حجر کے استاد نے اس کی اسناد کے بارے میں کہا کہ صالح ہے اور امام ترمذی نے علل مفردہ میں امام بخاری سے نقل کیا کہ یہ حدیث صحیح ہے اور حافظ ابن حجر نے تلخیص میں کہا کہ حضرت عمرو بن شعیب کی حدیث امام احمد، ابوداؤد، ابن ماجہ اور دارقطنی نے روایت کی اور اسے امام احمد اور امام علی (ابن المدینی) اور امام بخاری نے صحیح کہا۔

امام شوکانی نے نیل میں تکبیرات عید کے شمار اور ترتیب تکبیرات و قرآت کے متعلق دس مختلف مذاہب مع ان کے دلائل و جرح وغیرہ کے نقل کرنے کے بعد فیصلہ یوں دیا ہے:

وارجح ھذہ الاقوال اولھا فی عدد التکبیر وفی محل القرأت (ج ۳۔ ص۱۳۶) یعنی عدد تکبیرات اور محل قرآت کے متعلق سب اقوال سے ارجح پہلا قول ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

(جس میں بارہ تکبیروں کا ذکر ہے)

امام ترمذی کی بارہ والی رکعت میں ایک راوی کثیر بن عبداللہ مجروح ہے۔ باوجود اس کے محدثین نے اسے ترجیح دی ہے۔ وجہ یہ ہے کہ بعض وقت ضعیف راوی کی تائید و شہادت دوسری روایتوں سے ہو جاتی ہے، تو اس کی وہ خاص روایت نقاد محدثین کی شہادت سے قبول کرلی جاتی ہے۔ امام ترمذی نے باوجود کثیر کے مجروح ہونے کے اس کی تحسین کی ہے۔

امام نووی اس کے متعلق کہتے ہیں: لعله اعتضد بشواهد غيرها (نیل الاوطار) (یعنی شاید امام ترمذی کے نزدیک یہ روایت دیگر شواہد سے قوت پکڑ گئی ہو)

اور آپ شواہد کے متعلق اوپر پڑھ چکے ہیں کہ حضرت عائشہ، عبداللہ بن عمر اور عبداللہ بن عمرو (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی بھی ایسی ہی روایتیں ہیں۔ نیز یہ کہ امام احمد عمرو بن شعیب کی حدیث روایت کر کے اسی کو اختیار کرتے ہیں اور امام احمد، امام علی ابن مدینی (استاذ امام بخاری) اور امام بخاری رحمہم اللہ تعالیٰ اس کی تصحیح کرتے ہیں اور حافظ عراقی کہتے ہیں کہ امام ترمذی نے اس امر میں (اپنے استاد) امام بخاری کی پیروی کی ہے، چنانچہ کتاب العلل المفردۃ میں کہتے ہیں کہ میں نے اس حدیث کی نسبت امام محمد بن اسماعیل بخاری سے دریافت کیا، تو آپ نے فرمایا: ليس في هذا الباب شيئ اصح منه واقول (نیل الاوطار)

(یعنی اس امر میں اس سے زیادہ کوئی روایت صحیح نہیں اور میں بھی اسی کا قائل ہوں)

حافظ ابن عبدالبر مغربی نے کہا کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم سے کئی طریقوں سے جو حسن ہیں، مروی ہے کہ آپ نے عیدین (کی نماز) میں پہلی رکعت میں سات تکبیریں کہیں اور پانچ تکبیریں دوسری میں (یہ تعداد) حضرات عبداللہ بن عمرو، حضرت جابر، عائشہ صدیقہ، ابو واقد اور عمرو بن عوف (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) کی احادیث میں (وارد) ہے اور آپ سے اس کے خلاف نہ تو کسی قوی وجہ سے اور نہ ضعیف وجہ سے روایت کیا گیا اور یہ عمل کے لیے سب سے اولیٰ ہے۔

نیز حافظ عراقی نے کہا کہ صحابہ و تابعین و ائمہ مجتہدین میں سے اکثر اہل علم کا یہی قول

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہے۔ نیز کہا کہ حضرات عمر، علی، ابوہریرہ، ابوسعید خدری، جابر، ابن عمر، ابن عباس، ابوایوب، زید بن حارث اور حضرت عائشہ (رضی اللہ تعالیٰ عنہم) سے یہی مروی ہے اور مدینہ شریف کے فقہائے سبعہ اور خلیفہ عمر بن عبدالعزیز، امام زہری اور امام مکحول رحمہم اللہ، کا بھی یہی قول ہے اور امام مالک، امام اوزاعی، امام شافعی، امام احمد اور امام اسحٰق (رحمہم اللہ تعالیٰ) یہی کہتے ہیں۔ (عون المعبود صـ ۴۴۸ جلد ا)

محدثین کی تنقیدات و تصریحات سے روشن ہو گیا کہ بارہ تکبیروں والی روایت اولیٰ ہے۔ فافہم۔

تکبیراتِ عیدین میں رفع یدین

تکبیر تحریمہ کے بعد عیدین کی زوائد تکبیروں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا رفع یدین کرنا یا نہ کرنا کچھ بھی ثابت نہیں۔ حافظ ابن حجر نے تلخیص میں عبداللہ بن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہ کے فعل سے ذکر کیا ہے کہ وہ اس موقع پر بھی رفع یدین کرتے تھے۔ امام شافعی نے کتاب الام میں دیگر تکبیرات مثل تکبیر تحریمہ اور تکبیر رکوع اور تسمیع کے وقت رفع یدین ثابت ہونے پر قیاس کر کے کہا ہے کہ اس موقع پر بھی کرنی چاہیئے۔ حنفی بھی اس کے قائل ہیں لیکن ان کی دلیل صاحب ہدایہ کے نزدیک روایت ہے کہ سات جگہوں کے سوا رفع یدین نہیں کرنی چاہیے جن میں سے صاحب ہدایہ نے عیدین کا موقع بھی بتایا ہے، لیکن صاحب فتح القدیر وغیرہ نے کہا کہ اس روایت میں عیدین کا ذکر نہیں ہے۔

عیدین کا خُطبہ

جمعہ کے متعلق تو صاف الفاظ میں وارد ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم درمیان میں بیٹھ کر خطبہ کو دو حصوں میں تقسیم کرتے تھے، لیکن عیدین کے متعلق صاف الفاظ میں ابن ماجہ کی جو حدیث ہے، وہ ضعیف ہے، اسی لیے امام نووی نے خلاصہ میں کہا کہ عبداللہ بن مسعود رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے مروی ہے کہ سنت یہ ہے کہ عیدین میں دو خطبے پڑھے جائیں اور ان میں تھوڑے سے جلسے سے فصل

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

کیا جائے اور خطبے کے دو حصے کرنے کے متعلق ثابت نہیں ہوا، لیکن اس کی بابت (خطبہ جمعہ کے قیاس پر اعتماد کیا گیا ہے۔ (زیلعی)

جمعہ اور عید کا اجتماع

اس کی بابت سابقاً جمعہ کے بیان میں گزر چکا ہے۔ اب دوبارہ لکھنے کی ضرورت نہیں (دیکھو ص۔۔۔)

عیدالفطر کے مخصوص مسائل

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم عیدالفطر کی صبح کو چند کھجوریں برعایتِ طاق کھا کر عیدگاہ کو تشریف لے جاتے، کیونکہ یہ دن روزہ کھولنے کا ہے، اس لیے صبح ہی سے کھول ڈالتے۔ عیدالفطر میں صدقۂ فطر بھی واجب ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے صدقۂ فطر روزے کو لغو و رفث یعنی بیہودہ کلام اور کام سے پاک کرنے اور مساکین کی خوراک کے لیے مقرر کیا ہے۔ (ابن ماجہ)

نیز اس میں اہل و عیال کی سلامتی کا شکریہ و تصدق بھی ہے۔ صدقہ فطر نمازِ عید سے پیشتر دے دینا چاہیئے، ورنہ ادا نہیں ہوگا۔ ہاں دیگر صدقوں میں محسوب ہو کر موجبِ ثواب ہو جائے گا۔

اس میں حکمت یہ ہے کہ نادار و مساکین بھی عید کر سکیں اور فراغتِ قلب سے نماز و جمعیتِ اسلامی میں شامل ہو سکیں۔ (حجۃ اللہ)

صدقۂ فطر مساکین کے گھروں میں پہنچانا چاہیئے، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ ان کو دروازوں پر گشت کرنے سے بے نیاز کر دو۔ (بلوغ المرام)

اس میں حکمت یہ ہے کہ شوکتِ اسلام کے مظاہرے کے دن فرزندانِ توحید اگر مانگتے پھریں، تو موجبِ ننگ و عار ہے۔ دیگر یہ کہ شاید وہ اس شغل میں پڑ کر نمازِ عید میں شامل نہ ہو سکیں اور خود بھی عباداتِ الٰہی سے محروم رہ کر جمعیتِ اسلامی کی کمی کا موجب بھی بن جائیں گے تاکہ عید کے روز ان کی بڑی ہمت یہی نہ ہو جائے کہ غلہ جمع کرتے پھریں جس سے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ان کی ذہنیت عالم بالا میں ترقی کرنے کی بجائے سفلیات میں لگ جائے گی۔

صدقہ فطر کی مقدار ادنیٰ جنس جَو وغیرہ غلے اور کھجوروں سے ایک صاع فی کس یعنی جتنے آدمی گھر کے ہیں۔ مرد، عورت، بچے، آزاد اور مسلمان غلام۔ ہر ایک کے بدلے ایک صاع مساکین کو دیا جائے جَو، کھجور، کشمش کا ذکر تو احادیث میں بالتصریح ہے لیکن اعلیٰ جنس یعنی گیہوں اور چاول کے متعلق کوئی مرفوع حدیث ثابت نہیں ہوئی۔ جمہور صحابہ و تابعین اور ائمہ مجتہدین اس میں سے نصف صاع کے قائل ہیں۔ حضرت ابو سعید خدری رضی اللہ تعالیٰ عنہ اس میں بھی پورے صاع کے قائل تھے۔ حضرت شاہ ولی اللہ صاحب نے "حجۃ اللہ" میں فرمایا کہ بعض (موقوف) روایتوں میں جو گیہوں سے نصف صاع آیا ہے، سو وہ قیمت میں جَو کے پورے صاع پر محمول کیا گیا ہے، کیونکہ ان ایام میں گیہوں بہت گراں تھے، سوائے دولت مند لوگوں کے کوئی نہیں کھاتا تھا اور وہ مساکین کی خوراک نہ تھی جیسا کہ زید بن ارقم رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے چوری کے قصے میں بیان کیا ہے (پھر جب رفاہیت ہوگئی تو) حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے فرمایا کہ جب خدا نے تم پر روزی وسیع کر دی ہے تو تم بھی (صدقہ میں) وسعت کر دو۔ (حجۃ اللہ، مطبوعہ مصر جلد ۱ صـ۱۴۱)

ہندی وزن لفظ صاع جو حدیث میں وارد ہے، وہ ایک پیمانہ کا نام ہے جس کا وزن عراق اور حجاز میں مختلف ہے ہم ناظرین کی سہولت کے لیے دونوں کا موازنہ کر کے پھر اس کا ہندی وزن بتاتے ہیں:

حجازی	عراقی
½ سیر = ا رطل	½ سیر = (ا) رطل
ا⅓ رطل = ا مُد (پنجابی ٹوبک)	۲ رطل = (ا) مُد
۴ مُد = ا صاع	۴ مُد = (ا) صاع

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اس سے معلوم ہوگیا کہ مُد کے وزن کی کمی بیشی کی وجہ سے صاع میں بھی کمی بیشی ہے۔

اہلِ عراق کے نزدیک صاع ۸ رطل کا ہے جس کا ہندی وزن چار سیر ہے اور اہلِ حجاز کے نزدیک صاع ۱/۳ ۵ رطل کا ہے، یعنی ۲ سیر اور ۱۱ چھٹانک کا ہے۔

پس عراقیوں کا نصف صاع دو سیر کا ہوا اور حجازیوں کا ایک سیر اور قریباً چھ چھٹانک کا۔

چونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم حجاز کے رہنے والے تھے، اس لیے شرعی مقدار وہی سمجھا جائے گا جو آپ کے علاقے میں رائج تھا اور آپ اس سے لیا دیا کرتے تھے، اسی لیے امام ابو یوسف جب مدینہ منورہ میں آتے اور امام مالک کی موجودگی میں کئی ایک پیمانوں کا اندازہ کیا گیا جو لوگوں کے گھروں میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے عہدِ مبارک کے پڑے ہوئے تھے، تو ان کو اہلِ کوفہ کے پیمانے سے چھوٹا پایا۔ پس اپنے استاد یعنی امام ابو حنیفہ کے قول سے رجوع کر کے حجازی پیمانے کے مطابق صدقہ کرنے کا حکم دینے لگے [1]

شرعی امر سے عہدہ برآمد ہونے کے لیے ایک سیر چھ چھٹانک گندم کافی ہے اور پورے دو سیر تطوّع ہے۔

عید الاضحیٰ کے مخصوص مسائل

عیدِ قربان کے دن آپ صبح کو کچھ نہ کھاتے بلکہ عید گاہ سے واپس آکر کھاتے۔ وجہ یہ ہے کہ یہ عید آپ جلد پڑھتے تھے، کیونکہ یہ دن قربانی کا ہے، جلد فراغت پاکر آجائیں اور قربانی کا متبرک گوشت کھائیں۔ عید گاہ کو جاتے وقت آپ بلند آواز میں تکبیریں پکارتے تھے، کیونکہ یہ عید حج کی تقریب سے ہے، تو حاجیوں سے مشابہت کی جائے، اسی لیے یومِ عرفہ (۹ ذی الحجہ) سے اخیر ایامِ تشریق (۱۳ ذی الحج) تک ہر فرضِ نماز کے بعد تکبیر کہنی سنت ہے۔ تکبیر کے الفاظ کئی طرح پر ہیں۔

زیادہ تر مشہور الفاظ یہ ہیں:

---

[1] زرقانی شرح موطا جلد ۲ ص۱۵۹ و حاشیہ جامع صغیر امام محمد ص۲۵

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اَللّٰہُ اَکْبَرُ اَللّٰہُ اَکْبَرُ لَا اِلٰہَ

اللہ سب سے بڑا ہے اللہ سب سے بڑا ہے ۔ اللہ کے

اِلَّا اللّٰہُ وَاللّٰہُ اَکْبَرُ وَلِلّٰہِ الْحَمْدُ (نیل)

سوا کوئی معبود برحق نہیں اور اللہ سب سے بڑا ہے اور اللہ ہی کے لیے حمد ہے ۔

نماز سے فارغ ہوکر سب سے پہلا کام قربانی کا ہے ۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خدا کو اس دن میں قربانی سے بڑھ کر کوئی کام پیارا نہیں ۔ اس میں سے خود بھی کھائے ، رشتے داروں ، دوستوں ، ملاقاتیوں ، امیروں ، غریبوں ، مسکینوں سب میں تقسیم کرے ۔ یہ عام خوشی ہے ، عمومیت سے منائی جائے ۔ جو قربانی نماز سے پہلے کی جائے ، وہ قربانی شمار نہ ہوگی ، اس کے عوض دوسری قربانی دینی پڑے گی ۔ ہاں وہ عام گوشت کی طرح ہوگی جس کا کھانا حلال ہے ۔

قربانی کے جانور

قربانی کے جانور یہ ہیں : اونٹ ، گائے ، دنبہ ، مینڈھا ، بھیڑ ، بکری نر و مادہ ان میں سے سب جائز ہیں ۔

بھینس ملک عرب میں نہیں ہوتی ، اس لیے حدیث میں اس کا ذکر نہیں ہے ۔ علمائے متاخرین نے اس کی صفات کو گائے کی مثل پاکر اس کی بھی قربانی جائز لکھی ہے ۔

ایک قربانی ایک گھر کی طرف سے کافی ہے ۔ اونٹ اور گائے سات گھر کی طرف سے ہوسکتے ہیں ۔

قربانی کا جانور کیسا ہو ؟

چونکہ قربانی مالی عبادت سے ہے اور مال خرچ کرنے کے وقت خدا کی محبت و فدائیت کامل درجے کی ہونی چاہیے ۔ اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے خوبصورت ، جوان ، طاقتور اور موٹے تازے جانور کے قربان کرنے کی تاکید فرمائی ہے ۔

علاوہ اس کے یہ بھی فرمایا کہ ان کے اعضاء سب سلامت ہوں ۔ علاوہ بریں اس

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

امر کو بھی ملحوظ رکھا کہ ان پر مشرک قوموں کی شرکی علامتوں میں سے بھی کوئی علامت نہ ہو۔

۱۔ حضرت علی کرم اللہ وجہہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ہمیں (تاکیدی) امر فرمایا کہ ہم قربانی کے جانور کی آنکھیں اور کان جھک جھک کر خوب غور سے دیکھ لیا کریں۔ (نسائی وغیرہ)

۲۔ آپ نے فرمایا کہ تم مُسِنّہ جانور ذبح کیا کرو، مُسِنّہ وہ ہوتا ہے جس کے سامنے کے دُودھ کے دو دانت اکھڑ کر نئے دانت اُگ آئیں۔ بھیڑ، بکری کے یہ دانت دوسرے سال میں اور گائے، بھینس اور اونٹ کے تیسرے سال میں لگتے ہیں۔ یہ ان جانوروں کے جوان وقوی ہونے کی قدرتی عمریں ہیں۔

۳۔ بھیڑ کے بچے کا نمو بکری کی نسبت جلد ہوتا ہے، اس لیے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اجازت دی کہ جسے مُسِنّہ میں مشکل پڑ جائے، وہ بھیڑ کا جذعہ قربانی کرلے۔ جذعہ کم از کم چھ مہینے کا ہوتا ہے، اس میں بھی قوت و توانائی ملحوظ رہے، اس اجازت کو بہانہ بنا کر کوئی مریل سا جانور خرید کر رسم پوری نہ کر دی جائے۔

۴۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مفصلہ ذیل عیوب والی قربانیوں سے منع فرمایا۔ عوراء (کانی)، عرجاء (لنگی)، مریضہ (بیمار)، کسیرہ وعجفاء (دُبلی)، مقابلہ (آگے سے کان کا ایک حصہ کٹی ہوئی)، مدابرہ (پیچھے سے کان کا ایک حصہ کٹی ہوئی)، شرقاء وخرقاء (کان پھٹی)، جدعاء (کان کٹی)، بتراء (دُم کٹی)، عضباء (سینگ شکستہ)، ان کے وجوہات ظاہر ہیں۔ کوئی تو ان میں سے حقیر و غیر مرغوب ہے اور کوئی نشاناتِ شرک کی مشابہت کی وجہ سے منع ہے، کیونکہ مشرک قومیں اپنے باطل معبودوں کی منتیں مان کر جانوروں کے کان کاٹ دیتے، یا چیر دیتے یا چھید دیتے تھے۔ علاوہ ازیں وہ بدصورت بھی ہو جاتے ہیں۔

۵۔ خصی جانور جائز ہے۔ یہ عیب نہیں ہے، بلکہ جانور اس سے موٹا تازہ ہو جاتا ہے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

قربانی کا وقت اور اُس کی حد

قربانی کا وقت نمازِ عید کے بعد سے شروع ہو کر اخیر ایامِ تشریق تک ہے۔ ایام تشریق چار ہیں: ۱۰، ۱۱، ۱۲ اور ۱۳ ذی الحج۔ (سُبل السلام)

گوشت، کھال اور اُجرِ قصاب

قربانی کے گوشت میں سے قصاب کو اُجرت دینا منع ہے، یہی حکم کھال کا ہے۔

تنبیہ: قربانی کے گوشت میں سے قصاب کو اُجرت دینا ناجائز ہے۔ بعض لوگ غفلت و جہالت سے یا عدمِ استقلال کی وجہ سے یا کفایت شعاری کے خیال سے قربانی کی کھال بھی اُجرت میں قصاب کو دے دیتے ہیں یا اپنے بچ کے خدمت گاروں کو اپنی سابقہ خدمت کے عوض دے دیتے ہیں، ایسا کرنا منع ہے۔ ان کو چاہیئے کہ قصاب اور اپنے خدمتگاروں کو اپنی جیب سے الگ اُجرت و معاوضہ دیں اور قربانی کے چمڑے فی سبیل اللہ صدقہ کر دیں۔

حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے مجھے اپنی قربانیوں کے جانوروں (اُونٹوں) پر مقرر فرمایا کہ ان کا گوشت اور ان کے چمڑے اور ان کی جُلیں (سب) مساکین میں تقسیم کر دوں اور ان میں سے قصاب کی اُجرت میں کچھ بھی نہ دوں۔ (بلوغ)

یہ قصہ حجۃ الوداع کا ہے جس میں حضور سرورِ کائنات فخرِ موجودات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی ازواجِ مطہرات کی طرف سے تو گائے کی قربانی دی تھی۔ (مسلم)

اور اپنی طرف سے ۶۳ اونٹ بدستِ خود نحر (قربان) کیے اور باقی ۳۷ کی بابت حضرت علی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کو حکم کیا کہ تم نحر کرو اور انہیں ہدی (قربانی) میں حصہ دار ٹھہرایا، پھر ہر قربانی میں سے ایک ایک ٹکڑا لے کر اور دیگ میں ڈال کر پکایا گیا تو دونوں نے گوشت کھایا اور شوربا پیا۔ (حجۃ اللہ)

نکتہ عجیبہ: حضرت شاہ ولی اللہ صاحب فرماتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دستِ مبارک سے ۶۳ کا عدد اس لیے پورا کیا کہ اپنی عمر کے ہر سال کے عوض ایک جانور

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

سے خدا کا شکریہ ادا کریں۔

ذکر بوقت ذبح قربانی

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دفعہ دو خصّی شاندار ابلق رنگ مینڈھے قربانی کے لیے خریدے اور ان کو رُو بقبلہ کر کے یہ پڑھا:

اِنِّیْ وَجَّهْتُ وَجْهِیَ لِلَّذِیْ فَطَرَ السَّمٰوٰتِ وَالْاَرْضَ عَلٰی مِلَّةِ اِبْرَاهِیْمَ حَنِیْفًا وَّمَا اَنَا مِنَ الْمُشْرِکِیْنَ اِنَّ صَلٰوتِیْ وَنُسُکِیْ وَمَحْیَایَ وَمَمَاتِیْ لِلّٰهِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَبِذٰلِكَ اُمِرْتُ وَاَنَا مِنَ الْمُسْلِمِیْنَ۔ اَللّٰهُمَّ مِنْكَ وَلَكَ عَنْ مُحَمَّدٍ وَّاُمَّتِهٖ بِسْمِ اللّٰهِ وَاللّٰهُ اَکْبَرُ۔ (مشکوٰۃ)	میں نے اپنا رُخ اس کی طرف کیا جس نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا دراں حالیکہ میں دینِ ابراہیمی پر یک رُخ ہوں اور میں مشرکوں سے نہیں ہوں۔ میری نماز اور میری قربانی اور میری زندگانی اور میری موت (سب کچھ) اللہ رب العالمین کے لیے ہے جس کا کوئی شریک نہیں اور میں اس کے فرمانبرداروں میں سے ہوں۔ یا اللہ! (یہ) تیری ہی عطا ہے اور تیری ہی رضا کے لیے ہے محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) اور اس کی اُمت کی طرف سے اللہ تعالیٰ کے نام سے (ذبح) اور اللہ سب سے بڑا ہے۔

مسئلہ: حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو شخص قربانی دینا چاہے، وہ ذی الحج کا چاند دیکھنے سے قربانی کرنے تک اپنے بال اور ناخن نہ کٹوائے۔ (مسلم)

ولیکن هذا اخر ما اردنا ایراده فی هذا الکتاب والحمد لله

اولا واخرا فی المبدء والمآب وصلی الله علی رسوله محمد واله

واصحابه وسلم الیٰ یوم الحساب ط

خادم سنت رسول کریم ﷺ

7 ربیع الاول 1351ھ / 12 جولائی 1932ء

ڈاکٹر محمد ابراہیم میر سیالکوٹی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چند مسنون دعائیں

ابو موسیٰ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

مَثَلُ الَّذِیْ یَذْکُرُ رَبَّہٗ وَالَّذِیْ لَا یَذْکُرُ رَبَّہٗ مَثَلُ الْحِیِّ وَالْمَیِّتِ (بخاری)

اللہ کا ذکر کرنے والے اور نہ کرنے والے کی مثال زندہ اور مردہ کی مثال کی طرح ہے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

اللہ پاک کا بے پایاں احسان ہے کہ اُس نے ہمیں اسلام کی گراں قدر دولت سے سرفراز فرمایا۔ لہٰذا ہم پر فرض ہے کہ اُس مالکِ حقیقی کا حق جانتے ہوئے تمام دہلیزوں، چوکھٹوں، آستانوں، درباروں اور مزاروں کو چھوڑ کر صرف اور صرف اُسی کے بابِ رحمت پر اپنی جبینِ نیاز کو جھکائیں ـــــ اس لئے کہ وہی ہر چیز پر قادر اور مختارِ کُل ہے۔ وہی نفع و نقصان کا مالک، وہی رنج و غم اور تکلیف و مصیبت کا ٹالنے والا، وہی رزق، شفا اور اولاد دینے والا ہے۔ قرآنِ کریم میں ہے:

أَمَّنْ يُّجِيْبُ الْمُضْطَرَّ إِذَا دَعَاهُ وَيَكْشِفُ السُّوْءَ۔ (سورۃ النمل: آیت ۶۲)

بھلا ہے کوئی جو بے قرار و پریشان حال کی فریاد کو سُنے، جب وہ اُسے پکارے اور تکلیف کو دُور کر دے۔

صرف اللہ تعالیٰ ہی پریشان حال، مصیبت زدوں اور ضرورت مندوں کی دُعا و پُکار کو سُنتا اور قبول فرماتا اور حاجات پُوری فرماتا ہے۔

اَب سوال یہ ہے کہ اُس مالکِ حقیقی کو کیسے پُکارا جائے؟ کروڑہا درود و سلام اُس محسنِ اعظم نبی اکرمؐ دانائے سُبل، ختم الرسل محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کی ذاتِ گرامی پر جنہوں نے اللہ تعالیٰ سے مانگنے کا سلیقہ اور طریقہ سکھایا اور سلیقہ بھی ایسا کہ زندگی کے ایک ایک لمحے، موقع اور محل کی مناسبت سے اتنی دُعائیں سکھائیں کہ زندگی کا ایک لمحہ بھی اللہ تبارک و تعالیٰ کی محبت سے بے تعلق اور اُس کی یاد سے غافل نہیں رہنے دیا۔ غرضیکہ اٹھنا بیٹھنا، سونا لیٹنا، کھانا پینا، خرید و فروخت، گھر سے نکلنا، بازار جانا،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

لین دین، میل ملاپ، اخلاقی، سماجی، معاشی، تمدنی اور سیاسی زندگی، ہر ہر پہلو اور گوشے کے لئے اُسوۂ حسنہ میں رہنمائی اور دُعائیں موجود ہیں۔

ہمارا ایمان ہے کہ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے جو طریقے ذکر و اذکار اور دُعائیں سکھلائی ہیں۔ سب اللہ پاک کے حکم سے سکھائی ہیں۔ اللہ پاک ارشاد فرماتے ہیں:

وَمَا يَنْطِقُ عَنِ الْهَوٰى ○ اِنْ هُوَ اِلَّا وَحْيٌ يُّوْحٰى ○ (النجم ۲/۴) اور نہ خواہشِ نفس سے مُنہ سے بات نکالتے ہیں، وہ تو صرف وحی ہے جو اتاری جاتی ہے۔

کِس قدر مقامِ افسوس ہے کہ اس حقیقت اور ایمان کے باوجود عاشقانِ رسُول نے کتنی ہی من گھڑت دُعائیں ایجاد کر رکھی ہیں۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم کی زبانِ مبارک سے نِکلے ہوئے مقدس الفاظ میں کتنے پیوند لگا رکھے ہیں۔ کتنے ہی غیر مسنون وظائف و اوراد اور چلّے وغیرہ مسلمانوں میں رواج پا چکے ہیں۔ حالانکہ بحیثیتِ مسلمان ہمارا ایمان ہونا چاہیئے کہ صرف پیغمبرِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ہی کی بتلائی ہوئی دُعاؤں سے ہمیں فیض مل سکتا ہے۔ انہی کے بتلائے ہوئے طریقے اور الفاظ مقبولیت کی ضمانت ہیں۔ انہی کی برکت سے ضرورتیں اور حاجتیں پُوری ہوں گی۔

اللہ تعالیٰ کی توفیق سے کتاب "نمازِ مصطفےٰ" (صلی اللہ علیہ وسلم) کے اس حصّہ میں اللہ تعالیٰ کے پیارے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اُسوۂ حسنہ کی روشنی میں روزمرّہ معمولات کی ترتیب سے کچھ دُعائیں جمع کی ہیں تاکہ انہیں یاد کر کے ہم اپنے شب و روز اللہ رب العزت کی رحمت کے سایہ میں گزار کر اپنی امیدوں کا دامن بھریں۔

اللہ کریم کے حضور دست بدعا ہیں کہ ہماری اس کوشش کو ہمارے اور ہمارے والدین و احباب کے لئے ذخیرۂ آخرت بنا دے۔ اے اللہ! ہم سب کو توفیق عطا فرما کہ ہمارا ہر سانس تیری رضا اور تیرے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کی اتباع میں گزرے اور ہم سب کے لئے دُنیا و آخرت میں خیر و برکت کے دروازے کھول دے۔ آمین!

۵ شعبان ۱۹۹۶ء محمد مسرور طارق

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دُعائیں

ہم اپنے دن کا آغاز صبح اُٹھنے سے کرتے ہیں، لہٰذا ہم نے اِسی ترتیب کو سامنے رکھتے ہوئے دُعاؤں کا مجموعہ مرتب کیا ہے اور کوشش کی ہے کہ جلد یاد ہونے والی مختصر دُعاؤں پر ہی انحصار کیا جائے۔ آؤ ان دُعاؤں کو یاد کر کے عہد کریں کہ اپنا ہر سانس اللہ تعالیٰ کے ذکر اور اُس کی رضا میں گزاریں گے۔

نیند سے جاگ کر پڑھنے کی دُعا

حضرت حذیفہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ راوی ہیں کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم رات کے وقت جب بیدار ہوتے، تو فرماتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ الَّذِیْٓ اَحْیَانَا بَعْدَ مَآ

سب تعریف اللہ کے لئے ہے جس نے زندہ کیا ہم کو بعد اس کے کہ

اَمَاتَنَا وَاِلَیْہِ النُّشُوْرُ ۔ (مشکوٰۃ شریف)

مار اتھا ہمیں اور اُس کی طرف جی اُٹھ کر جانا ہے۔

بیت الخلاء میں داخل ہونے کی دُعا

جائے ضرور میں داخل ہوتے وقت یہ دُعا پڑھی جائے:

بِسْمِ اللّٰہِ اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَعُوْذُ بِکَ مِنَ

اللہ کا نام لے کر (میں داخل ہوتا ہوں) اے اللہ! میں پناہ میں آتا ہوں

الْخُبُثِ وَالْخَبَآئِثِ ۔ (مشکوٰۃ شریف)

آپ کی، ناپاک جنوں اور جنیوں سے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بیت الخلاء سے باہر نکلنے کی دُعا

(۱) حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جب جائے ضرور سے نکلتے تو (پہلے بسم اللہ پڑھتے) فرماتے:

غُفْرَانَكَ (مشکوٰۃ)

(الٰہی!) میں آپ سے بخشش چاہتا ہوں۔

(۲) حضرت انس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم جب جائے ضرور سے باہر تشریف لاتے، تو یہ دُعا پڑھتے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِیْ اَذْهَبَ عَنِّی الْاَذٰی وَعَافَانِیْ۔

حمد کے لائق ہے اللہ، جس نے دُور کیا مجھ سے دُکھ اور آرام بخشا مجھے۔ (مشکوٰۃ)

کھانا پینا شروع کرنے کی دُعا

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا، کھانا پینا شروع کرو، تو

بِسْمِ اللّٰهِ الرَّحْمٰنِ الرَّحِیْمِ ط پڑھو۔

بسم اللہ کہنا بھول جائیں تو؟

حضرت عائشہ صدیقہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: جب کوئی شخص کھانا کھانے سے قبل بسم اللہ کہنا بھول جائے تو یاد آنے پر یہ پڑھ لے:

بِسْمِ اللّٰهِ اَوَّلَهٗ وَاٰخِرَهٗ۔ (مشکوٰۃ، ترمذی)

اللہ کے نام سے شروع، اوّل بھی آخر بھی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

گھر میں داخل ہونے کی دُعا

حضرت ابو مالک اشعری رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: جب کوئی شخص گھر میں داخل ہو تو یہ دُعا پڑھ کر گھر والوں کو السلام علیکم کہے:

اَللّٰهُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُكَ خَيْرَ الْمَوْلِجِ وَخَيْرَ

اے اللہ! میں آپ سے سوال کرتا ہوں گھر میں داخل ہونے اور نکلنے کی

الْمَخْرَجِ بِسْمِ اللّٰهِ وَلَجْنَا وَعَلَى اللّٰهِ تَوَكَّلْنَا۔

بہتری کا، اللہ تعالیٰ کا نام لے کر ہم داخل ہوتے ہیں اور اپنے رب ہی پر ہم بھروسہ کرتے ہیں۔ (مشکوٰۃ)

سونے کے وقت کی دُعا

با وضو ہو کر، قبلہ رُو ہو کر، توجہ سے بیٹھ کر مسنون دعائیں پڑھنا، سونے کے وقت تہجد کی نیت کرنا۔

آیۃ الکرسی پڑھ کر ——— یہ دُعا پڑھیں ——— اور سو جائیں۔

اَللّٰهُمَّ بِاسْمِكَ اَمُوْتُ وَاَحْيَا۔

اے اللہ! میں تیرے نام سے مرتا ہوں، اور زندہ رہوں گا۔

بدن کے ۳۶۰ جوڑ کا صدقہ

حضرت بریدہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے، کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ آدمی میں تین سو ساٹھ بند ہیں ـــ آدمی کو لازم ہے کہ ہر بند (جوڑ) کے بدلے صدقہ کرے۔ صحابہؓ نے عرض کیا (حضور صلی اللہ علیہ وسلم) کون ہے جو اس کی طاقت رکھے؟ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: فَرَكْعَتَا الضُّحٰى تُجْزِيكَ۔ (ابوداؤد)

"دو رکعتیں ضحیٰ (نمازِ اشراق) کی پڑھنی تجھ کو کافی ہیں۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عزت اور مرتبہ چاہنے کی دعا

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اس دعا کو بھی پڑھا کرتے تھے۔

اَللّٰھُمَّ زِدْنَا وَلَا تَنْقُصْنَا وَاَکْرِمْنَا

اے اللہ! تو ہمارے (مال، اولاد اور پرہیزگاری) کو بڑھا، ہم کو بڑھا گھٹا

وَلَا تُھِنَّا وَاَعْطِنَا وَلَا تَحْرِمْنَا وَاٰثِرْنَا

نہیں، اور ہم کو عزت دے اور ذلیل نہ کر اور ہم کو عطا فرما، محروم نہ کر اور ہم کو بڑھا کر

وَلَا تُؤْثِرْ عَلَیْنَا وَارْضِنَا وَارْضَ عَنَّا (مشکوٰۃ)

پسند فرما اور غیروں کو ہم پر نہ بڑھا اور ہم کو خوش کرے اور ہم سے راضی ہو جا۔

حصولِ اولاد کی مقبول دعا

بے اولاد حضرات اس قرآنی دعا کو ہر وقت وردِ زبان رکھیں خصوصاً ہر نماز کے بعد۔

رَبِّ لَا تَذَرْنِیْ فَرْدًا وَّاَنْتَ

اے اللہ! تو مجھے اکیلا نہ چھوڑ، اور تو سب سے بہتر

خَیْرُ الْوَارِثِیْنَ ۝ (سورۃ الانبیاء ۸۹/۷)

وارث ہے۔

حضرت زکریا علیہ السلام سو سال سے زائد عمر کے ہو گئے۔ اللہ پاک نے کوئی اولاد نہ دی، بڑھاپا غالب آ گیا اور بیوی بانجھ ہو چکی تھی، بظاہر کوئی امید نہ رہی لیکن اللہ کی

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

رحمت سے نا امید نہ ہوئے۔ بڑھاپے کی اس انتہائی حالت میں بھی گڑگڑا کر دُعا کرتے رہے اللہ تعالیٰ نے فرزند عطا فرمادیا ــــــ حضرت یحییٰ علیہ السلام!

طلبِ اولاد کے لئے یہ دُعا نہایت مجرب ہے ــــــ بکثرت پڑھنی چاہیے۔

سر درد کی دُعا حدیثِ مبارک سے ثابت ہے کہ جس شخص کو اپنے بدن میں درد یا کوئی اور شکایت ہو تو اسے چاہیے کہ تکلیف کی جگہ پر اپنا دایاں ہاتھ رکھے اور تین پر بِسْمِ اللّٰہِ اور سات بار یہ دُعا پڑھے:

اَعُوْذُ بِعِزَّۃِ اللّٰہِ وَقُدْرَتِہٖ مِنْ شَرِّ

پناہ مانگتا ہوں ساتھ اللہ کے غلبے اور اُس کی قدرت کے، اُس کی

مَا اَجِدُ وَ اُحَاذِرُ۔

بُرائی سے، جو میں پاتا ہوں اور ڈرتا ہوں، آئندہ کو۔

پھر قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ الْفَلَقِ اور قُلْ اَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ دونوں سُورتیں پڑھ کر اپنے اوپر دم کرلے جسم کے تمام دردوں اور عام تکلیفوں کے لیے مجرب عمل ہے۔ توجہ اور یقین کے ساتھ یہ دم کرنے والا شفا پائے گا انشاء اللہ تعالیٰ

دانت اور کان درد کی مختصر دُعا حضرت علی مرتضیٰ رضی اللہ تعالیٰ عنہ فرماتے ہیں جو شخص چھینک کے وقت کہے:

اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ رَبِّ الْعٰلَمِیْنَ عَلٰی کُلِّ حَالٍ مَّا کَانَ۔

سب تعریفیں اللہ رب العالمین کے لئے ہیں، ہر حالت میں جیسی بھی ہو۔

تو اُس کو کبھی دانت درد، اور کان کی کبھی تکلیف نہیں ہوگی۔ حصن حصین،

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

عرش کے خزانے (ننانوے بیماریوں کی دوا)

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے فرمایا: کیا میں تجھے عرش کے خزانوں میں سے ایک خزانے کا پتہ نہ دوں؟ حضرت عبداللہ بن قیس رضی اللہ تعالیٰ عنہ نے عرض کیا مجھے ضرور عرش کی خبر دیجیے!

آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰہِ (بخاری ومسلم)

"نہیں ہے طاقت گناہوں سے پھرنے کی اور نہ قوت نیکی کرنے کی مگر اللہ کی مدد سے"

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا لَاحَوْلَ وَلَاقُوَّةَ اِلَّابِاللّٰہِ ننانوے بیماریوں کی دوا ہے اور سب سے کم درجہ کی بیماری غم و فکر ہے، جس سے نجات ملتی ہے۔

روزانہ کا معمول بنائیں کم از کم پانچ سو بار ضرور پڑھیں۔ چند ہی دنوں میں اللہ تعالیٰ کی رحمتوں کی برکھا دلوں کی کھیتی کو شاداب اور آپ کے دین و دنیا کے تمام معاملات سنوار دے گی ___ تمام مشکلات اور تفکرات سے نجات مل جائے گی۔ (انشاء اللہ)

فرشتوں کو عاجز کر دینے والی دُعا

مسند احمد میں روایت ہے کہ ایک آدمی نے مندرجہ ذیل کلمات کہے تو فرشتے ان الفاظ کا ثواب نہ لکھ سکے، اور اللہ رب العزت کے حضور حاضر ہوتے اور عرض کیا اے مولا کریم ان الفاظ کے ادا کرنے والے کے لئے کیا اجر و ثواب لکھیں—؟ اللہ پاک نے ارشاد فرمایا: ان کلمات کو اسی طرح لکھ دو، میں خود ہی ان کا اجر دوں گا۔

یَارَبِّ لَكَ الْحَمْدُ كَمَا يَنْبَغِيْ لِجَلَالِ وَجْهِكَ

"اے میرے رب تیرے لئے تعریف ہے جتنی تیرے چہرہ اقدس کے جلال"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

وَلِعَظِيمِ سُلْطَانِكَ (مسند احمد)

اور عظیم بادشاہت کے شایان شان ہو۔

فجر سے طلوعِ آفتاب تک کے ذکرِ الٰہی سے زیادہ فضیلت والے کلمات

اُمّ المومنین حضرت جویریہ رضی اللہ عنہا نمازِ فجر سے طلوعِ آفتاب تک ذکرِ الٰہی میں مصروف رہیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم تشریف لائے، تو پوچھا: جویریہؓ! کیا پڑھ رہی تھیں۔ انہوں نے اپنے ذکر و وظائف کی تفصیل بتائی۔ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: اے جویریہؓ! میں تجھے چند ایسے کلمات بتاتا ہوں، جن کو اگر کوئی تین بار ادا کرے تو فجر سے طلوعِ آفتاب تک ذکر کرنے والے سے زیادہ فضیلت حاصل کرلے گا۔ (صحیح مسلم شریف)

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ عَدَدَ خَلْقِهٖ

پاکی بیان کرتا ہوں اللہ کی اور تعریف کرتا ہوں اس کی مخلوق کی گنتی کے برابر

وَرِضٰى نَفْسِهٖ وَزِنَةَ عَرْشِهٖ وَ

اور اس کی ذات کی مرضی کے موافق اور اس کے عرش کے بوجھ کے موافق، اور

مِدَادَ كَلِمَاتِهٖ (صحیح مسلم)

اس کے کلموں کی مقدار کے موافق۔

فرشتوں کا وظیفہ

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ جو 100 مرتبہ پڑھے، اس کے سمندر کی جھاگ کی مانند گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

بُرے ہمسائے کے شر سے بچنے کی دُعا

اچھا ہمسایہ اللہ پاک کی بہت بڑی نعمت ہے، اسی طرح بُرا ہمسایہ بہت بڑی آفت۔ جس سے اللہ تعالیٰ سب کو محفوظ رکھے۔ پیارے پیغمبر صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے بُرے ہمسایہ کے شر سے بچنے کی یہ دُعا سکھلائی ہے:

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَعُوْذُ بِكَ مِنْ يَوْمِ السُّوْٓءِ وَ

اے اللہ! میں پناہ مانگتا ہوں بُرے دن سے، اور بُری

مِنْ لَيْلَةِ السُّوْٓءِ وَمِنْ سَاعَةِ السُّوْٓءِ وَ

رات سے، اور بُری گھڑی (وقت) سے، اور

مِنْ صَاحِبِ السُّوْٓءِ وَمِنْ جَارِ السُّوْٓءِ

بُرے ساتھی سے، اور بُرے ہمسایہ سے،

فِیْ دَارِ الْمُقَامَةِ۔ (حصن حصین)

رہنے کے گھر سے۔

شکر گزار بننے کی دُعا

اللہ تعالیٰ شکر کرنے والے اور صبر کرنے والے بندوں کو بہت محبوب رکھتا ہے۔ ہمیں چاہیے کہ ہر لمحہ اور ہر حالت میں اللہ رب العزت کے شکر گزار، اور ہر مشکل اور مصیبت کے وقت ہمیشہ صبر کرنے والے بنیں۔ پیارے پیغمبر، حبیبِ داور صلی اللہ تعالیٰ علیہ وآلہٖ وسلم نے ہمیں اس طرح دُعا سکھلائی:

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

اَللّٰھُمَّ اجْعَلْنِیْ صَبُوْرًا وَّاجْعَلْنِیْ شَکُوْرًا

اے اللہ! تو مجھے بہت صبر کرنے والا، اور بہت شکر کرنے والا بنا دے

وَاجْعَلْنِیْ فِیْ عَیْنِیْ صَغِیْرًا وَّفِیْٓ اَعْیُنِ

اور مجھے میری نظر میں چھوٹا (کہ مغرور نہ ہو جاؤں) اور دوسروں کی نظر

النَّاسِ کَبِیْرًا - (حصن حصین)

میں بڑا بنا دے۔

نظرِ بد کی دُعا اگر کسی کو نظر لگ جائے، تو وہ یہ دُعا پڑھے۔ پیارے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم حضرت حسن اور حضرت حسین رضی اللہ عنہما کو یہ دُعا، پڑھ کر دم کیا کرتے تھے:

اُعِیْذُکَ بِکَلِمٰتِ اللّٰہِ التَّآمَّۃِ مِنْ

میں تجھ کو پناہ دیتا ہوں اللہ تعالیٰ کے پورے کلمات کے ذریعے

شَرِّ کُلِّ شَیْطَانٍ وَّھَامَّۃٍ وَّمِنْ کُلِّ

ہر شیطان کی بُرائی، اور ہر موذی جانور کی بُرائی سے اور

عَیْنٍ لَّامَّۃٍ ط (بخاری شریف)

نظر لگنے والی آنکھ کی بُرائی سے۔

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

رزق کی فراوانی کے متلاشیوں کے لئے

امام بخاری رحمۃ اللہ علیہ حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے روایت کرتے ہیں کہ انھوں نے فرمایا: جو شخص اپنے رب تعالیٰ سے ڈر جائے، اور صلہ رحمی کرے، اس کی عمر میں اضافہ کیا جاتا ہے، اُس کے مال کو بڑھایا جاتا ہے اور اُس کے خاندان والے اس سے محبت کرتے ہیں۔ (الادب المفرد ص ۳۷)

امام ابن حبان علیہ الرحمہ حضرت ابوبکرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ جناب نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: تمام نیکیوں میں سب سے زیادہ جلدی ثواب صلہ رحمی کا ہے، یہاں تک کہ جب کسی بُرے اور نافرمان گھرانے کے لوگ صلہ رحمی کرتے ہیں، تو اُن کے مالوں میں افزائش اور اضافہ ہو جاتا ہے ۔۔ کسی بھی ایسے کنبے کے لوگ محتاج نہیں ہوتے ۔۔ (الاحسان فی تقریب صحیح ابن حبان ۲/ ۱۸۳)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ جنابِ رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: "جو شخص اپنے رزق میں فراخی اور اپنی عمر میں اضافہ پسند کرے، وہ صلہ رحمی کرے۔" (صحیح بخاری ۱۰/ ۵ ۴۱)

آج ہر شخص معاشی بدحالی اور رزق کی کمی کا شاکی ہے، تو آیئے ہم اللہ تعالیٰ کی ساری مخلوق میں سب سے سچے مخبرِ صادق پیغمبرِ اعظم محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بتلائے ہوئے نسخے پر عمل کریں، اور پھر دیکھیں کس طرح رزق کے دروازے کھلتے ہیں، اور اللہ رب العزت کی رحمت سے ایسی جگہ سے رزق حاصل ہوگا، جہاں سے اسے ملنے کا وہم و گمان نہ ہوگا۔ فرمانِ خداوندی ہے:

وَيَرْزُقْهُ مِنْ حَيْثُ لَا يَحْتَسِبُ (سورۃ طلاق)

"اور اسے ہم ایسی جگہ سے رزق دیتے ہیں، جہاں سے (کچھ ملنے کا) اسے خیال تک نہ ہو۔"

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

حصولِ رزق کا بہت آسان اور یقینی حل

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی کریم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

"اللہ تبارک وتعالیٰ کا ارشادِ مبارک ہے، فرمایا، اے ابنِ آدم!

تو (راہِ خدا میں) خرچ کر، میں تجھ پر خرچ کروں گا"۔ (صحیح مسلم ۲/۶۹۰)

اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کرنے والے کے لئے رزق کے ملنے کی کتنی مضبوط اور پختہ ضمانت ہے ــ رازقِ حقیقی خود وعدہ فرما رہا ہے ۔ !

جب ایک حقیر، فقیر، محتاج، اور مسکین بندہ اُس کی راہ میں اپنی بساط کے مطابق خرچ کرتا ہے، تو خزانوں کا مالک، قدردان اللہ تعالیٰ اس پر اپنی کبریائی، عظمت اور شان کے مطابق خرچ کرے گا ــ عرشِ عظیم کا مالک ربِ کریم ہرگز ہرگز اُس کو بے یار و مددگار نہ چھوڑے گا ۔

پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے پیارے صحابی حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں ـــــ آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا:۔

اَنْفِقْ یَا بِلَالُ! وَلَا تَخْشَ مِنْ ذِی الْعَرْشِ اِقْلَالًا ۔ (بیہقی)

(اے بلال!! خرچ کرو، اور عرش والے سے تنگی کا اندیشہ نہ رکھو"

یقین کے ساتھ دُعاؤں کے علاوہ صلہ رحمی (رشتہ داروں سے حسنِ سلوک) اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں خرچ کریں۔ ربِ ذوالجلال اپنی رحمتوں کے خزانوں کی بارش فرما کر آپکو مالامال کردیں گے۔

فقروفاقہ کا علاج

رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جو کوئی سورۃ واقعہ کو ہر رات پڑھے اُس کو کبھی فاقہ کشی کی نوبت نہ آئے گی، اور وہ اللہ کے فضل وکرم سے کبھی محتاج نہ ہوگا ـــــ خود پڑھیں اور بچوں کو سکھائیں ۔ (ابو یعلی)

(سورۃ واقعہ ستائیسویں پارہ میں چھوٹے چھوٹے تین رکوع پر مشتمل ہے)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

چھینک کے وقت جب کوئی شخص اپنے ساتھی کو چھینک لینے کے بعد: **اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ** کہتا سُنے، تو پیارے پیغمبر نبی اکرم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم کے حکم کے مطابق **یَرْحَمُکَ اللّٰہُ** کہے۔

حصُولِ مُحبّتِ الٰہی کی دُعا محبتِ الٰہی ہی ہمارا سب سے بڑا سرمایہ ہے رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم جب حضرت داوٗد علیہ السّلام کا ذکر فرماتے، تو فرماتے، وہ سب سے زیادہ عابد تھے اور حضرت داوٗد علیہ السّلام کی دعاؤں میں ایک دعا یہ بھی تھی:۔

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْٓ اَسْئَلُکَ حُبَّکَ وَحُبَّ

الٰہی! مَیں آپ سے سوال کرتا ہوں، آپ کی محبت، اور محبت آپ سے

مَنْ یُّحِبُّکَ وَالْعَمَلَ الَّذِیْ یُبَلِّغُنِیْ

محبت کرنیوالے کی اور ایسے عمل کی، جو پہنچا دے، مجھ کو آپ کی محبت تک،

حُبَّکَ۔ اَللّٰھُمَّ اجْعَلْ حُبَّکَ اَحَبَّ اِلَیَّ

اے اللہ! کردے اپنی محبت، بہت محبوب میری طرف میری

مِنْ نَّفْسِیْ وَمَالِیْ وَاَھْلِیْ وَمِنَ الْمَآءِ الْبَارِدِ

جان سے، اور میرے مال سے اور میرے اہل سے، اور ٹھنڈے پانی سے

اللہ تعالیٰ کو نہایت پیارے کلمات حضرت ابوہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ روایت کرتے ہیں رسُول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ارشاد فرمایا کہ دو کلمے ایسے ہیں، زبان سے ان کا ادا کرنا نہایت آسان لیکن میزانِ عمل میں بہت بھاری ہوں گے، اور وہ اللہ تعالیٰ کو بہت محبوب ہیں۔

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِحَمْدِهٖ سُبْحَانَ اللّٰهِ الْعَظِيْمِ

پاک ہے اللہ (ساتھ اپنی تعریف کے)، پاک ہے اللہ (عظمت والا (بخاری، مسلم)

دُنیا و مافیہا سے قیمتی ذِکر

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ارشاد فرمایا:

سُبْحَانَ اللّٰهِ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ وَلَآ اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ

پاک ہے اللہ اور سب تعریف اللہ کیلئے ہے اور نہیں کوئی معبود مگر اللہ اور اللہ بہت بڑا ہے۔

کہنا مجھے محبوب ہے دُنیا کی ہر چیز سے، جس پر آفتاب طلوع ہوا۔ (مسلم شریف)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ روایت کرتے ہیں، پیارے پیغمبر صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا: یہ کلمات پڑھنے والے کو دائیں بائیں اور آگے پیچھے سے جہنم کی آگ سے بچانے کے لئے آئیں گے اور یہی باقی رہنے والی نیکیاں ہیں۔ (الترغیب والترہیب)

اِن عظیم کلمات کو کم از کم ایک سو بار روزانہ پڑھا جائے، بہت بڑی روحانی دولت ہے۔

تھکن دُور کرنے کا وظیفہ

سارے دِن کی ذہنی اور جسمانی مصروفیات انسان کو تھکا دیتی ہیں۔ جب رسولِ کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی پیاری لختِ جگر حضرت فاطمۃ الزہرا رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے تھک جانے کی شکایت کی، تو آپ صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم نے فرمایا فاطمہؓ! سوتے وقت

۳۳ بار سُبْحَانَ اللّٰهِ۔ ۳۳ بار اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ۔

۳۴ بار اَللّٰهُ اَكْبَرُ پڑھ لیا کرو، ساری تھکاوٹ اُتر جائے گی۔ (بخاری)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

دنیا و آخرت کی تمام بھلائیوں کے لئے بہترین نسخہ

اللھم بارک علی محمد و علی آل محمد
کما بارکت علی ابراھیم و علی آل ابراھیم

انک حمید مجید

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: جس نے مجھ پر ایک مرتبہ درود بھیجا اللہ تعالیٰ اس پر دس رحمتیں نازل فرمائے گا، اس کے دس گناہ معاف ہوں گے اور اس کے دس درجات بلند کئے جائیں گے۔ (سنن نسائی)

محکم دلائل و براہین سے مزین متنوع و منفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ